بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ
مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مقبول جہاں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس بے نہایت و ثنائے بیقیاس بغایت اوس جناب احدیت اور شان الوہیت کو جسکا ظہور پرنور ہر جا
جلوہ گر ہے فی الحقیقت بقول میر درد کے ع جگ مین آکر ادہر ادہر دیکہا * نظر آیا وہی جدہر دیکہا * اور امجد علی نے
یون کہتے ہین ع ازبسکہ چہا رہا ہے عالم مین نور اوسکا * ہر برگ و ہر شجر مین دیکہو ظہور اوسکا * اور یہ اشعار
آبدار میر حسن مرحوم کے بہی مشہور ہین اشعار نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین * ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین *
تامل سے گر کیجیے غور کچہہ * تو سب ہے وہی اور نہین اور کچہہ * اور چشم حقیقت و دیدۂ معرفت سے بغور جو دیکہیے تو
وصالی مرد متقی نے سچ کہا ہے شعر کہ بخشیدان دل ہمین بخردوست * ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست * لیکن ای یار و
واسے مہربانو رباعی اک عیش طرب کا مبتلا ہے جگ مین * گلزار یہ جی سے اک فدا ہے جگ مین * مین اوسپہ
فدا ہون جان و دل سے مجبور * جسکا جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین * مناجات نظم تری درگاہ مین ای ذات باری
بدل میری یہی ہے خواستگاری * کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو * ہر اکدم یاد ہی تیری مہم ہو * کوئی دم یاد سے
غافل نہون مین * سدا اوس یاد سے شادان ہون مین * جہان کی یاد کر دل سے فراموش * کر اپنے عشق مین دن رات
مدہوش * اگرچہ واقعی تو وہ خدا ہے * کہ بندے سے نہین اکدم جدا ہے * و لے چشم حقیقت مین ہین ہم کور *
بظاہر گرچہ ہین کہنے کو منہ زور * ہر اک یہ جانتا اور بوجہتا ہے * و لے مطلق نہین کچہہ سوجہتا ہے * خداوندا
مرے جرم و خطا کو * بدامان عطا تو ڈہانپ لیجو * بحق احمد مختار و حیدر * بحق حضرت زہرا و شبر * بحق حضرت
شبیر یارب * بحق عابد دلگیر یارب * تری درگاہ مین از بہر حاجات * مری مقبول ہووے یہ مناجات *

نعت سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اور درود اوس سرورکائنات پاک ذات عالی درجات نیکوصفات کو سزاوار ہی کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے نور سے خلق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی اظہر من الشمس ہے ؎ کلیمیکہ چرخ فلک طور اوست + ہمہ نورہا پرتو نور اوست + اور محمد قائم بھی سچ کہتے ہین اشعار نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک + تصدق خاک پہ ہوتے نہ افلاک + غرض جو کچھ کہ اوسکا مرتبا ہے + وہ خود سے عالم اوسکا یا خدا ہے + اور اپنے نزدیک یون ہے رباعی کیا اوسکی صفت کرے زبان ادراک + خود حق دکھا ہو جسکے حق مین لولاک + ظاہر مین تو یون ہی پر باطن دیکھو + ظاہر کیا نور اوسنی اپنا از خاک + فی الواقع اسمین کچھ دروغ نہین چنانچہ اسکے مطابق یہ کبت ہے کبت جا دن نور نبی کو ہتو تا دن ہتو نہین لوح نہ قلم + گیتی اکاس پتال گئی اور گیتی رہے جگ مین متکلم + ایک لاکھ کئی ہزار پیمبر کا ہو کو دین رہو نہ مسلم + آخر نور ظہور رچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم +

منقبت حضرت امیر المومنین حامی دین اسد اللہ سرور غالب ابن ابی طالب علیہ السلام

اور درود وسلام اوس امام عالیمقام نائب خیر الانام پر واجبات سی ہے کہ جس شکنندۂ قلعہ خیبر اور قاتل عمر و عنتر کی شاہمین باغ جنان مین ہر زمان حور و غلمان یون کہتے ہین لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار شعر بیان ہون کس سے اور اوسکے مقامات + مثل ہے یہ کہ چھوٹا مُنہ بڑی بات +

صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم

اور ہزارون ہزار تحائف کبار اور ہدایای بیشمار اوسکے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہو جیو ابیات کہ ہی جنکے باعث قیام جہان + کسی نے یہ پایا ہے رتبہ کہان + اونہین کے سبب حشر تک بر زمین + رہے گا شگفتہ یہ گلزار دین +

احوال خود سخندان عیسی نفس اونشیان سخن رس پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ یہ ہیچمدان دل پریشان محمد بخش نام متخلص بہ مہجور خلف حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرات مرحوم ہمیشہ نقلہاے عجیب و قصہ ہاے غریب سے ذوق و شوق رکھتا تھا اگرچہ اس نالائق ردخلائق نے سابق مین انشاے گلشن نوبہار غیرت گلزار اور انشاے چار چمن دل انگیز پر از قصص دلفریب و فسانہاے عجیب بعبارت رنگین اور مضمون نوآئین زبان اردو مین تحریر و تسطیر کیے ہین مگر اس زمانہ تعطیل و زندگی قلیل مین بلبل فکر گلشن خیال مین یون چہچہہ زن ہوا کہ اب اور سادہ عروس کاغذ کو حلیۂ نگارش افسانۂ رنگین اور حکایات نگارین سے محلی کیجیے اور زلف معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان خامہ جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار کر نام دلارام اس نیک انجام کا انشاے نورتن رشک چمن گلزار جہان مین سرسبز کریے اور اوسکا گلدستۂ نورستہ نو باب پر مرتب کیجیے بقول میر حسن شعر رہیگا جہان مین مرا اس سے نام + کہ ہے یادگار جہان یہ کلام + اور مولوی جامی علیہ الرحمہ بھی سچ کہتے ہین بیت نوشتہ بماند سیہ بر سپید نویسندہ نیست فردا امید + پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانے مین دوسرا باب عورتون کے چرترون مین تیسرا باب دادخواہون کے عدل مین چوتھا باب بادشاہون اور فقیرون کے معجزے کہنے اور شاعرون سے فی البدیہہ مطلع کرنے اور بادشاہون کے چہچہہ سے کہنے اور کبیشرون کے

کبت کہنے مین پانچوان باب ظریفون کے لطائف مین چھٹا باب عاقلون کی نقلون مین ساتوان باب
احمقون کی نقلون مین آٹھوان باب افیمیون کی نقلون مین نوان باب بخیلون اور منحوسون کی نقلون مین
لیکن جوہریان سخن سنج اور مقومان ہیرنج کی خدمت فیضدرجت مین ملتمس ہے کہ فکر رسا اور طبع تیز با دریای سخن مین
غوطہ زن ہو کر اس انشای نورتن رشک چمن ذی بہا کو جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے جس مسلسل بیانی اور تسلسل معانی
مین کوئی گوہر لفظی جلا نظر آئے تو اوسکو دستیاری صنعت کاری سے چرخ اصلاح پر چڑھا کر جلا کرین کسواسطے شعر
خورشید نظر چو کرد بر سنگ + تحقیق کہ لعل بے بہا شد + مگر ای مجہور بے شعور جبتک اس کتاب نایاب کی دستار رشک
بہار حضور پرنور کی توصیف کا طرہ نہو تبتک اس عبارت پر فصاحت کی بندش اور لپیٹ آگے سے پیچھے تک کسی سے پیچ
نکھلے گی تو اب لازم ہے کہ قصیدے کے طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پہونچا کر اس رنگ کا باندھو تاکہ
کہ جسکے صلے مین ایسی دستار بستہ مع خلعت پرنور حضور لامع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس بقیاس
تیرے سر سے ٹل کر جاے اشعار قصیدہ یہ تجکو بتانا تھا ضرور + اس لیے کہتا ہون سن اے بے شعور + شاخ
نرگس سی کوئی لیکر قلم + یہ قصیدہ برگ گل پر کر رقم + قصیدہ نواب وزیر الممالک رفعة الدولہ رفیع الملک
غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین مدح تیری کیا کرون ای زینت ہندستان
کشور تقریر مین گویا نہین میری زبان + جود و بخشش مین ترا ثانی نظر آتا نہین + روم سے لے شام تک اور شام
سے تا اصفہان + برسے اے بحر کرم جس جا ترا ابر عطا + در مکنون کیا عجب ہے جو کہ ہون پیدا وہان + بار جہان
سے تیرے لے مہر بخشش آجتک + ہے زمین زر ریز ساری اور دوتا ہے آسمان + چار سو تیری سخاوت کا ہے
شہرہ آجکل + ہین گدا لئے در تیرے وہ جو ہین زردار جہان + قطعہ جسطرح تیری بدولت آجکل تیرے رفیق +
زر سے پر رکھتے ہین اپنی جیب کو اب ہر زمان + اسطرح گر دیکھے تو چرخ پر انجم کی جمع + اپنے کیسے مین زر رکھتی ہوگی
ہر گھڑی کہکشان + جیسے کی تو نے سخاوت کی نظر اوسنے کبھی + اپنے جیتے جی نہ دیکھا پھر کسیکا آستان + ہر تونگر سے
یہان سگ ڈیوڑہی دولت رکھتے ہین + تیری دولت سے در دولت کے سارے پاسبان + تیری ہمت ایسی
اعلی ہے کہ ادنی سا نفر + بخشدے اصطبل سے کتنون کو گھوڑے گھوڑیان + تعریف شجاعت مین شجاعت
کے تیرے اوصاف کیونکر لکھ سکون + میرے خامے اور زبان مین اتنی طاقت ہے کہان + زور وہ حق نے
دیا ہے تجکو اب اس دور مین + گیو اور رستم سے گر بر زور ہون دو پہلوان + شک نہین ہے کہ اون دونون کو
وہ انگشت سے + اسطرح نکرا سے تو جیسے ہون طفل بیزبان + اور اگر دست مبارک دے ذرا اونکو فشار +
دونون آپس مین ہم ہو جائین یک قالب دو جان + اور زمین پر دے ٹپکنے کا جو عزم طبع ہو + تو نہ پھر ڈھونڈے سے ملے
اونکا کہین نام و نشان + تعریف شمشیر وصف کس منہ سے کرون تیری حسام تیز کا + جوہر معنی اگر پیدا کرے

میری زبان + لیکن اتنا جانتا ہون تو اگر ضربت لگای + کاہ سی بدتر نظر آنے لگے کوہ گران + شک نہین ہمین کہ اوسکو کا نگر مثل خیال
یکقلم کر دے قلم گاو زمین کے استخوان + **تعریف اسپ** تیری گلگون کی صفت مین کیا کرون ای شہسوار + فرش
گل پر تو گلستان مین جو ہو گرم عنان + یون پھرے نرمی سے اوسپر جسطرح باد سحر + چلتی ہے آہستہ آہستہ میان بوستان +
اور اوس گلگون کی جلدی کا بیان مین کیا کرون + گر اوسی پھینکے ڈپٹ کر منہ سے اتنا کہکے ہان + اسطرح غائب ہو ہان کے
ساتھ وہ جسطور سے + دیکھکر معشوق کو اوڑ جای رنگ عاشقان + **تعریف فیل** آسمان جاہ و حشمت ہے سواری کا
جو فیل + کیا کہون اوسکی بلندی و اوسکی خوبیان + وصف مین دانتون کی اوسکے ایسے دو مصرع کہون + روز و شب روشن ہون
کے جو ہین ورد زبان + **مطلع** دیکھکر دانتون کو اوسکے یون کہین اہل جہان + یہ شب تاریک مین روشن ہین دو شمعین یہان +
عقدہ پروین کہے اوسکے پاون کی زنجیر کو + کہکشان کا بان ہی اور مہر و مہ کی چرخیان + ماہ نے بیتاب کو اپنی کھولکر اوسکے لیے
چرخ کی گردش مین اقون کو بٹی ہی ریسمان + اوسکے ہودج مین جو نکلے بیٹھکر تو رشک مہر + دیکھکر تجھکو تعجب سے یون کہین اہل
جہان + عمر بھر دیکھا تھا خورشید تابان رات کو + سیر یہ دیکھی زمین پر آج زیر آسمان + **تعریف محفل** بزم کا تیری یہ نقشہ
ہے اگر دیکھے کوی + عمر بھر ششدر رہے گھر جای وہ آئینہ سان + دیکھیے تو ہمنشین پہنے ہوئے زرین لباس + گرد بیٹھے ہین
تیری یون سب بچھائے کرسیان + جسطرح تارے جھمکتے ہین قمر کی آس پاس + تیرا کمر اصاف کھلاتا ہے رنگ آسمان +
ہولی کی موسم مین تیری بزم کا دیکھا یہ رنگ + غٹ کی غٹ باندھی ہوئی دامن حسینان جہان + پھرتی ہین رنگ شفق مین
نسکل مہ ڈوبی ہوئے + ہاتھ مین مثل ثریا بھرکے سب پچکاریان + آنکھ اوٹھا کر جسطرف دیکھا تو باندھے اپنا غول +
ہر طرف کو پھرتی ہین اس روپ سے سب نڈریان + دست رنگین مین ہی دف اور گیند گل صد برگ کے + چھاتیون پر
بھی ڈوپٹون کی بندھی ہین گاتیان + اور کہین آپسمین ہولی کھیلتی ہین وہ سبھی + اون پریرویون کا نقشہ کیا کرون مین
اب بیان + کوئی ملتی ہی عبیر اور کوئی ملتی ہے گلال + اور کوئی پیچھے کسی کے دے رہی ہی تالیان + اور کوئی منہ سے
گلابی کو لگائے انڈیلتی + پھرتی ہی ہر سمت کو کھوئے نشے مین چھاتیان + کوئی ہاتھ اپنا دوگانہ کے گلے مین ڈالکر + اوسکے
ہونٹو کی لب جو پہ لیتی چمکیان + کوئی پہنے لال کپڑے اور ہے منہ پر گلال + جلوہ گر ہی یون شفق مین جیسے مہر آسمان +
اور کوئی سادہ رو منہ پہ ملے ہی یون عبیر + دیکھکر جسکو یہی کہتی ہین دانای جہان + غور سے دیکھا تو یہ جانا کہ ہلکے ابر مین + چاند
اوترا ہے زمین پر چھپکے زیر آسمان + اور کسی نے جو کسی کے منہ پہ پھینکا ہی عبیر + تو وہ خم گردن کیے ملتی ہے اپنی انگھڑیان +
اور کسی نے جو کسیکے زور سے مارا ہے گیند + تو وہ جھنجھلاتی ہی بیٹھی اپنی پکڑے چھاتیان + اور کسیکو جو کسی نے تر کیا ہی رنگ مین
تو کھڑی وہ کانپتی ہی بید سی تھرتھر وہان + **قطعہ** اور کوئی دست حنائی مین چھپائے قمقمہ + یون کھڑی ہی اون پریرویون
کے غٹ کی درمیان + دیکھکر جسکو یہ کہتے ہین عجب سے جوہری + پنجہ مرجان مین کوئی لعل ہے گویا نہان +
اور کہین آپسمین سب وہ بادف و چنگ و رباب + یہ غزل مجھ جور کی بھرتی ہین ہر سو گا تنان + **غزل** کیا ہین

سیر چمن سے کام ہی اے مہربان + خار انکھون مین نظر آتا ہی اوس بن بوستان + آپ ہم ڈوبے ہوئے ہین اپنے غم کے رنگ مین +
کس سی کھیلین پھاگ کسکے ساتھ گائین ہولیان + چنگ کی آواز تیر آہ ہی دل کے لیے + ہی صدائی نوحہ سے بدتر سرود مطربان +
تب سے چلاتی ہین بیٹھے گوشۂ زندان مین ہم + جب سے باہر اپنے قبضے سے ہے وہ ابرو کمان + دشت الفت مین حجاب عشق کا
ہو کیون غم لطفت + لیلی محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان + الغرض اون ماہرویون کی زبان سی یہ غزل + محفل عشرت مین
حسن اور دکھہ ہولی کا سمان + یون جناب حضرت مین کی دعا مجبور سے + یا الٰہی جب تلک قائم ہے سارا جہان + یون ہی
با عیش و طرب دنیا مین دائم خوش رہے + غازی الدین حیدر نواب فخر خسروان + اور جو دشمن باطنی ہون دوست ہو دنگی اجل +
خواہ ہمین طفل ہون یا پیر ہون یا نوجوان + پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانے مین

داستان ایک عورت کی طلب کرنے مین ایک مرد نویسندہ کو خط لکھنے کیواسطے اور اوسکا عاشق ہونا
اوس عورت پر اور اوسکا ڈوبنا تالاب مین اوس عورتکے شوہر کی فریب سی اور آب اجل کا گذرنا سر معشوق سے
اوسی تالاب مین آٹھہ روز کے بعد نشیان نامۂ حقیقت اور جاکیان ملاطفۂ محبت یہ حکایت پرغم نوک قلم سے
یون رقم کرتے ہین کہ قلمرو ہندوستان ولستان مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جواہر رقم صاحب دست و
قلم قدیم الایام سے سکونت رکھتا تھا قضاے کار فلک کجرفتار ہمیدار نے اوسکا دفتر تیقلم ایسا ابتر کیا کہ وہ جگر خراش
براے تلاش معاش اپنی بود و باش چھوڑکر جلاء وطن ہوا بعد انقضاے چند ایام اوس ماہ تمام کی عورت طلعت
نے خط نویسی کے لیے ایک نویسندۂ شکستہ احوال وابستۂ ملال کو بلوا کر ڈیوڑھی مین بٹھایا اور یون حرف زن
ہوئی کہ اے راقم صحیفۂ مودت واے ناظم دفتر محبت اس دورافتادۂ غم کی طرف سے شوہر رشک قمر کو صحیفہ
یون تحریر کر کہ اے آب آداب مکتوب الفت واے القاب منسوب مودت اس بات کا خدا شاہد حال ہے کہ
جسدن سے اس دل پر حسرت کے جگر مین خار ہجران چھوڑکر ادہر روانہ ہوئے ہو اوسدن سے مین پر ملال اپنی
بیقراری اور آہ و زاری کا حال کیا لکھون دولھن بیگم صاحبہ کے بقول شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے
کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی + اور سچ ہے بقول شخصے دوہرا اپنے پیتم لال سے مل کر بچھڑے
جن کوے + بچھڑت دکھہ جانے وہی کہ جو کوئی بچھڑا ہوے + فی الحقیقت شعر جدا کسی سے کسی کا کبھی حبیب نہو +
یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو + لیکن دیکھیے کہ یہ حجاب شب تنہائی اور پردۂ روز جدائی ہواے
وصال سے جامع المتفرقین کسدن اوٹھاوے گا اور ہم تم باہم اس باغ جہان مین بے تامل مثل بلبل ہمہ زن
کسدم ہون گے اور دل جو افسردہ مثل گل پژمردہ ہے شکل گل خندان صباے امید سے دیکھیے کب شگفتہ
ہوگا اور طاوس آرزوے وصال کو باغبان قضا و قدر فصیل امید پر کب جلوہ گر کرے گا اور عندلیب عشرت
شاخ تمنا گلشن ہستی مین دیکھیے کسوقت کیا کرتی ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ صحراے مفارقت ہمارے اور

تمھارے درمیان اسی روش پر حائل رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہا بہا کر طوفان برپا کرے گی اور یہ یقین ہے کہ جب تک زار
جنون کشت و باغ مین وحشت کی چمنبندی کر کے حرمان کی بیڑی جما و یگا تو بقول سراج اکبرآبادی حالت ہوگی شعر
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا + مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی + اب آگے اشتیاق مواصلت
اور استی و موانست کہانتک تحریر اور تسطیر کیجیے بقول اس دوہرے کے سراج پریتم بتیان تو لکھون کہ جو کچھ انتر ہووے +
ہم تم جیو را ایک ہین پر دیکھت کے ہین دو وے + فی الحقیقت اس شعر کے موافق شعر جسکی محبت مین آٹھ آٹھ پہر جی جیے +
اوسکو جدا جان خط کیونکر لکھا کیجیے + لیکن رسم زمانہ قدیم الایام سے نامہ و پیغام کی ہے اس سبب سے اس دور افتادۂ
غم آمادہ نے اپنے حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہے پر اس دل طپیدہ غم کشیدہ کی امید ہے کہ اس
خطا پر فرقت کے پہونچتے ہی وہان سے آپ بھی نامۂ محبت شمامہ اسطرف کو روانہ کیجیے تاکہ مہجور بادیۂ غربت پر جلد صعوبت کی
تشفی خاطر فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہے المکتوب نصف الملاقات غرض وہ نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین
اودھر اوس نویسندے کے روبرو ایک پردے کی اوٹ مین بیٹھی یہ حال پر ملال کہہ رہی تھی اور ادھر عشق کا فراش
پردے پردے مین اس نویسندۂ آفت رسیدہ کا پردہ فاش کرنے کے درپے ہوا اور حاکم عشق کا افواج غم کو یہ شقہ پہونچا
کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اسکے ملک دل سے باہر نکالو اور درد و محن کا اسپک وسعت سینے پر چوب آہ سے استادہ کرو اور تمگیر چشم
کے آگے حیرت کی قنات روک کر بیخودی کے سراپچے اس ہرزہ گرد دیدۂ درد کو وحشت کے سلامت کوچے مین چھوڑ دو
تب تو بقول سراج شہ بیخودی نے عطا کیا اوسے جب لباس برہنگی + نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری
رہی + حاصل کلام اوس ماہ تمام سے یہ دلفگار نامساعد روزگار جو ایکبار دوچار ہو گیا ایک بیک مثل آئینہ
ششدر و حیران ہو کر چپ ہو رہا ایک لحظہ کے بعد بصفاے دل کہنے لگا کہ اے آئینہ رو اگر تیرے
دل مین غبار کدورت نہ بیٹھے اور عار نہ آئے تو ذرا اس حال پر ملال کو زبان مبارک سے پھر دوبارہ ارشاد
کر کسواسطے کہ میری عقل ناقص مین ذرا نہین آیا اسمین اوس پری رخسار رشک گلزار نے پھر دوبارہ وہ حقیقت
محبت آمیز وحشت انگیز اوس مبہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سے بیان کی غرض اس کمبخت سیاہ
جانکاہ کے دہن سے پھر بھی سخن نکلا کہ اے طوطی خوش الحان و اے سحر البیان پھر کہو پھر کہو المدعا اوس
رشک ماہ منیر صاحب تقریر نے اوس گشتۂ الفت خستۂ محبت کے سامنے مکرر سہ کرر حقیقت ہجرت زبان معجز بیان
سے اظہار کی مگر اوس نویسندۂ جفا کشیدہ دل طپیدہ کی زبان سے پھر بھی سرزد ہوا کہ اے نازنین مہ جبین
پھر کہو پھر کہو الغرض اوس ماہ طلعت مہر عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ عزیز بے تمیز کچھ بڑی سودائی سا نظر
آتا ہے یہ خیال کثیر الاختلال وہ ماہ تمثال دلمین کرکے اپنے محل زیبا برج آسا مین رونق بخش ہوئی اور آہ یہ
بخت سیاہ شکل خامہ چاک جگر سرنگون ہو کر صحرا کی طرف یہ کہتا ہوا چلا اے طپیدہ دل گل نودمیدہ کشا خسار

پھر کبھو اوس صلصل سرو جویبار پھر کبھو غرض اوس بندۂ خدا عاشق بت جانفزا نے یہ کلام صبح و شام ورد کیا اور اپنے ملت سے دست بردار ہو کر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست * ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست * اور بتون کی پرستش سے ایکبار بیزار ہو کر بتخانۂ دل مین اوس صنم حور لقا بیوفا کو تصور کر کے سنگاسن پر بٹھا کے پوجا کرنے لگا اور کسی دل فگار کا یہ شعر آبدار با دیدۂ اشکبار زبان پر لایا شعر فدا گنگ و جمن بر ہر دو چشم اشکبار من * کہ می آید ہزاران بہر اشنان در کنار من * اور بجاے زنار وہ عاشق زار تسلسل اشک کی سیلی گلے مین ڈالکے بستر خاک آستی پر بیٹھکر آہ و فغان کا ناقوس پھونکنے لگا اور بجاے اشنان وہ خستہ جان سر پر خاک دھول اوڑانے مین مصروف ہوا اور رام رام کے نام جپنے سے اوس بے آرام کو مطلق آرام نتھا مگر اوس دلارام خوشخرام کے تعشق مین یہ شعر ورد زبان تھا شعر تبھی دلکو مرے آرام ہوگا * مرا وحشی جو مجھسے رام ہوگا * اور کبھی وہ نوگرفتار دیوانہ وار کوبکو پھر کبھو پھر کبھو کہتا پھرتا تھا اور کبھی وہ صحرانورد پر درد صحرا مین بگولے سے ہمسری کرتا اور میر مینا کا یہ مطلع پر درد پڑہتا مطلع کبھی صدمہ بگولے کا کبھی صرصر کی زحمت ہے * ہماری خاک یون اوڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے * اور کبھی وہ غریق ورطۂ محبت شفیق بادیۂ غربت لب دریا بیٹھکر اشک کا دریا بہاتا اور سلیمان شکوہ کا یہ مطلع پڑہتا بیت دل اپنا عشق کے دریا مین ڈالا * توکلت علی اللہ تعالی * اور کبھی زیر کہسار با دیدۂ اشکبار اپنی بیکسی بیبسی پر سر کو پتھر سے ٹکراتا اور یہ شعر پڑہتا شعر کوہ کن کوہ مین اور قیس موا صحرا مین * سر پٹکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا * رفتہ رفتہ اس قصۂ پر آشوب نے یہان تک سر بلند کیا کہ اوس ماہ برج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر رشک قمر سفر سے گھر مین جب آیا تو اوسکے بھی گوش ہوش تک یہ احوال پر ملال پہونچا اس واردات کو سنتے ہی وہ نیکذات دریاے غیرت مین مستغرق ہوگیا آخر کار لجۂ فکر مین غوطہ زن ہو کر اوس شناور بحر الم نے دل ہی دل مین بقول میر تقی اشعار شورت کی کہ مار ہی ڈالین * دفعتہ اس بلا کو ہم ٹالین * پھر یہ سوچے کہ ہونگے ہم بدنام * بہت سنکے آخر کہین گے خاص و عام * کیا گنہ تھا کہ یہ جوان مارا * کسنے مارا اسے کہان مارا * فتنۂ خفتہ یہ جو ہو بیدار * کھینچنی ہوینگی ذلتین بسیار * کیجے ایک ڈھب سے اسکو تنگ * تا نہ عائد ہو اپنی جانب ننگ * یہ تدبیر اوس بے پیر نے دلمین ٹھہرا کر ایک شخص غیر سے کہا کہ اے بھائی اس مرد سودائی محبوب ناشکیبائی سے کہدو کہ وہ عزیز با تمیز جس ماہرو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دُر یکتاے بحر خوبی اور لعل بے بہاے کان محبوبی کل ہمراہان دلسوز کے ساتھ بیرون شہر تالاب پر آب مین غسل کیواسطے تشریف لیگئی تھی سو قضا و قدر سے اوس تالاب آفت مآب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر نایاب نایاب ہوگئی قطعہ لیکن افسوس بجز دنیا مین * زندگانی سے تو ہے کیون سیراب * منصفی عشق چاہتا ہے یہ * تو بھی جا کر وہین ہو غرق شتاب * ورنہ اسے ننگ محبت واسے بیغیرت و بے مروت مثنوی تیری اس زندگی پہ لعنت ہے *

سخت تو مردِ محبت ہے + یعنی جس سے کمال الفت ہو + وہ بدریاے غریق رحمت ہو + بحر ہستی مین اور تودۂ زرات + اسطرح جیسے
ہے بقیہ حیات + بس اسی مین ہے آبرو تیری + اور عزت ہے گو نیکو تیری + جسطرح ڈوبکر ہوئی وہ نگار + تو بھی اسطرح جان دے
ای یار + ورنہ اس عاشقی مین اے ناکام + پھر نہ لانا زبان پر اپنے نام + یہ سب گفتگو وہ بدخواہ اوس شخص کو سکھلا کر
آپ تو اپنے گھر مین آ بیٹھا اور اوس خانہ خراب بیحجاب نے اوس غریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت کے سامنے بادیدۂ اشکبار
اظہار کیا کہ ای شناور بحر الم و ای ہمکنار لجۂ غم کل بلاے ناگہانی سے تیری مایۂ زندگانی فلانے تالاب آفت مآب مین ڈوبکر
مر گئی یہ حوال پر ملال وہ نوحہ گر دل مضطر سنکر پہلے تو ایک دو گھڑی گرداب الم مین غوطہ زن رہا آخر الامر یہی جی مین لہر آئی
کہ اس بحر ہستی سے کنارا کیجیے اور دریاے فنا سے بادیدۂ اشکبار ہمکنار ہو جیے اور امواج اجل کی زنجیرون سے پاے زیست کو
سلاسل کیجیے کیونکہ بقول جرات شعر بدریاے محبت زورق آسا غم کے مارے ہم + کبھی ہین اس کنارے اور کبھی ہین اوس
کنارے ہم + آخرکار وہ غریق ورطۂ محبت اور رفیق لجۂ محنت اوس تالاب پر آب مین جاکر رنج و زحمت سے غریق رحمت ہوا
القصہ چند ایام کے بعد اوس ماہ خوشخرام کو معتبران صادق اور مخبران فائق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم اور مفہوم
ہوئی کہ وہ نویسندہ دل طپیدہ اس واردات سے ہیہات فلانے تالاب مین ڈوبکر مر گیا اس قصۂ جانگداز اور ماجراے
غم انباز کو سنکے آہستگی سے اشک حسرت پی کر چپ ہو گئی پر دلمین یہ کہنے لگی قطعہ ہای اوسنے یہ کیا کیا افسوس +
کس مصیبت سے جی دیا افسوس + مین نے اوس بیگنہ کا خون سر پر + بیٹھے بٹھلاے کیون لیا افسوس + غرض وہ روز
اوس شمع شب افروز جگر سوز کو روتے روتے کٹا لیکن دلمین عشق کا جو رشتۂ محبت کو آتش غم سے بھڑکانے لگا اور دل
مثل پروانہ اوسکے شعلۂ شوق وصال مین جلنے کی پروانہ رکھتا تھا اور آنکھون مین تیرگی غم کی چربی سے چھانے لگی اور گلگیر
اجل بھی اوس شمع و شعلۂ خو کے سر سے لگن لگا کر یہ کہنے لگا کہ ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے + کیا یار بھروسا
ہے چراغ سحری کا + المدعا جبکہ رات کا وقت ہیہات در پیش آیا تو بے اختیار بحر محبت نے یہ جوش مارا کہ اوسکی کشتی
عقل باد مخالف بیقراری سے پارہ پارہ ہوئی اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا اور حواس خمسہ کا مستول جہاز دماغ
سے گر پڑا غرض ناخداے عشق کی شورش سے وہ ماہ مانند ماہی آب سب سے کنارہ کرکے اوس تالاب پر آب کے کنارے
پہونچکر یہ کہنے لگی اشعار پاس تیرے اب ای تمنائی + جان دینے کو مین بھی ہون آئی + تیرے مرنے سے عاشق
مضطر + زندگی اب وبال ہے مجھپر + جان اپنی اگر تو مجھپہ دیا + اور مین جیتی رہون جہان مین آہ + یہ نہین
چاہتی ہے غیرت عشق + طعنہ زن مجھپہ ہے حمیت عشق + یہ اشعار جانگداز وہ مایۂ ناز آواز شیرین سے زبان پر لاکے
اوس تالاب مین کود پڑی لیکن بقول میر تقی نظم موج ہر اک کمند شوق تھی آہ + لپٹی اوسکو بہ رنگ مار سیاہ +
دام گستردہ عشق تھا یہ آب + جسکے حلقے تمام تھے گرداب + حسن موجون مین یون نظر آنے +
نور مہتاب جیسے لہرائے + تھین جو اوسکی حنائی انگشتان + غیرت افزاے پنجۂ مرجان + سر سے [illegible] کہ آب

ہو گئے بہا ✤ سطح پانی کا آئینہ سا رہا ✤ کشش عشق آخر اوس مہ کو ✤ پلنگیی کھینچی ہوئی تہ کو ✤ کہتے ہیں ڈوبتے اوچھلتے ہیں ✤
ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں ✤ یوں جو ڈوبے کہیں تو جا نکلے ✤ غرق دریای عشق کیا نکلے ✤ مگر اوسکا عاشق زار بر اضطراب
تہا اب میر معصوم کا یہ مطلع زبان پر لایا مطلع ✤ یار از درون مرا آن سرو قامت بر فراز آمد ✤ قیامت آمد اما بعد چندین
انتظار آمد ✤ الحاصل وہ ماہ پارہ جذبہ عشق سے اپنے غرق سے ہمکنار ہوئی اور یہ واقعہ حیرت افزا رقت انتما اوس شمع و
نیکو کے شوہر خستہ جگر کو وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بحال تباہ گریان با دل بریان لب تالاب حیرت مآب پر آ کر کیا دیکھتا ہے
کہ ہر طرف مردوں کا ہجوم با دل مغموم بصد شور و شیون میر تقی کا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا ✤ کہ اون دونوں
نعلوں کو چورا کیا ✤ اوس نے روداد کو یہ خانمان برباد ملاحظہ کر کے مثل ماہی بی آب بیتاب ہو کر کہنے لگا مثنوی عشق نے
گھر ڈبو دیا میرا ✤ دُر نایاب کھو دیا میرا ✤ ہم گناہوں میں کو بکو میری ✤ ڈوبی عزت اور آبرو میری ✤ ہائے رے ای قاضی الحاجات
وای مجیب الدعوات یہ حرف رو سیاہی بکلم مجھ جگر شگاف کی بزرگوں پر کس شکل سے آیا کہ ایک نویسندہ دامن دریدہ
شکستہ احوال عالی بستہ ملال کی ہمراہ میرے دلخواہ نے عشق کی فیلسوفی سے اپنی جان دی یہ بھی قسمت کا لکھا درپیش آیا
جو میرا خانمان یوں بکلم زیر و زبر ہو گیا بقول سودا تضمین اس زیست سے بہتر ہے کہ اب موت پہ دل دہر لیے ✤ جل بجھیے کہیں جا کر
یا ڈوب کہیں مر لیے ✤ کس طرح کٹیں راتیں کس طرح سے دن بھر لیے ✤ کچھ بن نہیں آتا ہے حیران ہوں کیا کر لیے ✤ کیا کام کیا
دل نے دیوانی کو کیا کہیے ✤ اے سامعان قصہ محبت وای شاعران ترجمہ الفت وہ طپیدہ غم رسیدہ مائل رقت و حیرت تہا
مگر اوسکے خویش و اقربا نے اوس تالاب پر عذاب میں جال فی الحال جو ڈلوائے تو وہ دونوں غریق بحر الفت باہم دست و بغل
بقول میر تقی اس شکل سے نکلے مثنوی ایک کا ہاتھ ایک کا بالین ✤ ایک کی لب ایک کو تسکین ✤ جو نظر اونکو آن
کرتی تھے ✤ ایک قالب گمان کرتی تھے ✤ نکلے باہم وے دونو مُوئے نکلے ✤ دونوں دست و بغل ہوئے نکلے ✤ غرض ہر چند
با دل دردمند لوگوں نے چاہا کہ اون دونوں کو جدا کر کے تجہیز و تکفین کیجیے لیکن ممکن عقل تہا کہ جنہوں نے اس شکل کی مصیبت
سے جان دی ہو وہ یوں سہج میں جدا ہوں بقول میر تقی بیت کیوں نہ دشوار ہووے اونکا فصل ✤ جان دی کر
ہوا ہو جنکا وصل ✤ آخر بیچارو ناچار اون دونوں جاندادہ کو ایک ہی قبر میں با دیدہ پر خون مدفون کیا اب آگے
اوسکے شوہر خستہ جگر کی بیقراری اور اشکباری کی حالت کیا لکھوں بقول جرات شعر قلم کو بھی نہیں طاقت
رقم کی ✤ کہ اب چھاتی ہی پھٹتی ہے قلم کی ✤ لمؤلفہ زبان کو تھام لے اب تو بھی مہجور ✤ نہایت
طول رکھتا ہے یہ مذکور ✤ یہ ادنی اسمیں ہے تاثیر مخلوق ✤ نہ عاشق اس سے بچتا ہے نہ معشوق ✤

**داستان بگیا کی عشق میں عظیم بیگ کا جان دینا اور کوی محبوب میں تابوت عاشق کا بھاری ہونا اور اس اعجوبہ
تماشے کے بعد اوس محبوبہ کا آپ کو جوہر کرنا اور جنازہ معشوق کی ہمراہ تابوت عاشق کا سبکبار ہونا**

اے سامعان تشریح محبت و اے سخن نیوشان تلمیح بلاغت سابق مین جلاد عشق نے کیسے کیسے جوان پرارمان اپنے قبضے
مین لا کر تیغ الم سے بے آب جوہر کیے ہین کہ تمام اصیل و نجیب پناہ مانگتے ہین چنانچہ مشہور و معروف ہے بقول میر تقی نظم
گیا قیس ناشاد اس عشق مین * گئی جان فرہاد اس عشق مین * ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ * کیا اسنے لیلی کا
خیمہ سیاہ * سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا * نل اس عشق مین کس طرح سے موا * جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے * دمن کا بھی احوال
مذکور ہے * کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان * نہو اس سے آشوب محشر عیان * کب اس عشق نے تازہ کاری نہ کی * کہان خون سے
غازہ کاری نہ کی * زمانے مین ایسا نہین تازہ کار * غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار * اور حال مین ایک پیرزال نیک خصال صدق
مقال باشندۂ لکھنو کی زبانی ہے کہ ایک میری منہ بولی بہن رشک چمن بیگم نامے مجھسے نہایت موانست رکھتی تھی لیکن وہ
ماہ لقا رشک بدر الدجی بارہا فرماتی تھی کہ بہینا یہ اتحاد دنیا بنہاد عالم کتخدائی اور خانہ آبادی مین موقوف نکرنا کیونکہ بقول
شاعر ع غنیمت شمر صحبت دوستان * کہ گل پنج روز است در بوستان * الحاصل وہ آئینہ رو نیک محلہ سنگین محل مین ایک
مغل اہل دول سے کدخدا ہوئی اور وہ جو زنگ بدرنگ کدورت و حسرت اوسکے آئینۂ دل پر رہتا تھا سو صفائی کی ساتھ
صیقل خوشی سے دور ہوگیا اور نہال امید شبنم فرحت سے گلشن دل مین سرسبز ہوا اور غنچۂ آرزو سے عشرت نسیم نشاط سے روز بروز
شگفتہ ہونے لگا اور بلبل عنفوان شباب شاخ مراد پر پھول پھولکر بیٹھنے لگا غرض وہ غنچۂ حدیقۂ محبوبی اور وہ گل گلستان
خوبی اپنے مکان گلستان رشک بوستان مین لیل و نہار مثل جوش بہار رہنے سہنے لگی قضاے کار اوس دور افتادہ
غم آمادہ کے گھر مین رتجگے کی رسم درپیش ہوئی عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ شگفتگی خاطر سے میری غریبخانے مین رونق افزاے
محفل ہوئین اور وہ غیرت گلزار رشک بہار بھی تجمل نو عروسی اور لباس سندروسی سے ایک محافۂ زرنگار اعجوبۂ روزگار پر
سوار مثل جوش بہار بصد نمود در مقصود پر موجود ہوئی غرض وہ ماہ رخسار خوش نگار دست حنائی رشک پنجۂ مرجان سے
محافے کا پردہ اولٹکر مکان شادی مین داخل ہوئی اور ایک جوان پرارمان مرزا عظیم بیگ نامی نورستۂ باغ نوجوانی گلدستۂ
حدیقۂ کامرانی بلاے ناگہانی سے غافل محافۂ دلفریب کے قریب کھڑا تھا کہ یکایک اوس بندۂ خدا کو بقول مصحفی شعر پہلی تو
فقط شرم کی صورت نظر آئی * پردہ جو گیا کھل تو قیامت نظر آئی * غرض وہ دل طپیدہ گریبان دریدہ عالم حیرت مین مثل
تصویر دلگیر اس نقشے سے بیخود تھا بقول مصحفی نظم حیرت زدہ وہ نگاہ ٹھہری * آ کے لبون پر آہ ٹھہری * سودے نے کیا
مقام سر مین * اوٹھنے لگی ہول سے جگر مین * مژگان ہوئین اشک خون سے تر زین * پلکین نہین رشک عقد پروین * وہ
سادہ بعالم جوانی * آیا بلاے ناگہانی * الفت مین بسکہ نو ہوس تھا * خود وہ بمقام شعلہ خس تھا * الغرض وہ گھڑی کے
بعد ہوش نے اس بیخود کو افاقہ دیکر بستر ناتوانی پر مسند نشین کیا اور حواس خمسہ سے کہا کہ اس دل دادۂ غم آمادہ کی اسوقت رفاقت
نچھوڑنا کیونکہ بقول شاہ قدرت شعر صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یان سے کر گئی * اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے *
اس عرصہ مین جسوقت پیرزال شب نے مہتاب کی چہرے کو چاندنی کی اوڑھنی اوڑھا کر عقد پروین کا ہار ڈالا

اور زہرہ اور مشتری کا رقص تماشا کر سپہر کی گرہائی مین انجم کی گلگلے تلنی شروع کیے اوسوقت مکان شاہی مین رتجگے عشرت فزا کے
سامان مین ہر یاورونیکو مصروف و مالوف ہوئی مگر یہ تیر خوردہ عشق گوشہ نشین حجلہ محبت ہدف ناوک الفت اوس ابرو کمان
کے تعشق مین مبتلا ہوکر ذہیل کا یہ مطلع پڑھنے لگا مطلع دررہ عشق دلم شد ہدف تیر کسی ❊ زخم من بہ شدنی نیست زتدبیر کسی ❊
لیکن اوس مبتلای الم اور کشتہ ستم کو میری نند دلبند سے اخلاص خاص تھا اوسکی وساطت سے اوس گلرو پر آرزو نے کچھ پھولون کے
گہنے اور ہار رشک بہار اسواسطے اندرون خانہ روانہ کیے کہ بوے الفت سے اوس غنچہ دہن رشک چمن کا مشام دلارام معطر ہو
تا کہ میرے دلکی بیکلی کسی روش سے دور ہو جاوے اور خار ہجران ہر زمان دلمین نہ کھٹکے اور کبھی وہ رشک یوسف مصری شیرینی کے
دونے مہمان خانہ مین اسواسطے بھیجتا تا کہ وہ شیرین دہن بھی اسمین سے کچھ نوشجان فرماوے تو میری زندگانی دار فانی مین
تلخ نہو اور کبھی وہ ننگذات کچھ تحفجات نادرات ہاتھون ہاتھ اوس سہیلی سے وہان پہونچاتا کہ شاید مجھ ناچیز کی چیز اوس بالتمیز
کے ہاتھ مین پہونچے تو بیقراری مجھسے پہلو تہی کرے اور دست بردار ہو اور کبھی وہ دل بیتاب مثل سیماب ہر بار بیقرار ہو کر
کہتا تھا کہ دیکھیے اس شب کی سحر پر غضب کیا قیامت برپا کرے گی کیونکہ یہ مکان شادی ہے کل وقت سحر سب ماہ پیکر
اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو جاوینگی تو بقول مصحفی شعر مین غمزدہ آہ کیا کرونگا ❊ بے آئے اجل بھی مر رہونگا ❊ بہمان سحر
اس خیال پر ملال مین عروس ماہ مع سیارگان حجلہ مغرب مین روپوش ہوئی اور مسافر آفتاب جہانتاب گریبان سحر
چاک کرکے اور شعاعون کے اشک منہ پر بہا کے سمت مشرق سے نمود ہوا اوسوقت اس تیرہ جگر سوز کا احوال پر ملال
کچھ نہ پوچھو بقول مصحفی شعر تھی شب وصل کھلگئی جو آنکھ ❊ رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ ❊ الحاصل سحر کو سب نازنینان
ماہ تمثال خوش جمال اپنی اپنی ہمجولیون سے بصد بشاشت رخصت ہوکر گھرون کو سدھارین مگر جس پری رخسار گلعذار سے
اوسکی لاگ لگی تھی جب اوسکا محافہ اوس بد نصیب کے قریب آیا اوسدم اس بیدم تفتہ جگر سوختہ دل کی یہ حالت ہوئی گویا
بارود کے تودے مین آگ لگادی غرض وہ محافہ زرنگار رشک بہار کہاران باد رفتار کی چالاکی سے برق وار چمک کر
جونہین اوسکی نظرون سے غائب ہو گیا ونہین اوس تیرہ بخت دلداغ و لخت لخت کو ابر غم نے گھیر لیا اور آہ و فغان اور
شور و بکا کی آواز رعد کی گرج کو ضم و تم کرنے لگی اور دل بیتاب کی تڑپ نے بجلی کی کڑک کو مثل برد سرد کر دیا اور
آہ سرد پر درد نے ہوا کے جھوکون کو گرد گرد کر دیا اور چشم گوہر بار بھی مثل ابر نو بہار زار زار رو کر ساون کی جھڑی پر چشمک زن
ہو کر بقول مرزا سودا یون کہنے لگی شعر ساون کے بادلون کیطرح سے بھرے ہوئے ❊ یہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے
ہوئے ❊ غرض اوس حقیقت پر از رقت اوس آفت رسیدہ محنت کشیدہ دل طپیدہ جان رمیدہ کی کیا کہون کبھی تو
اوس ماہ رو کی آرزوے وصال مین پہرون روتا اور بقول جرات یہ کہتا شعر وصل بننے کا کچھ بناؤ نہین ❊
وان لگاؤ دل جہان لگاؤ نہین ❊ اور کبھی وہ وابستہ ملال خستہ احوال منہ ڈھانپ کر پردہ دل سے
پوشیدہ پوشیدہ لبون پر استاد کا یہ شعر لاتا شعر کیا کہیے جو کچھ غم ہے دل و جان حزین پر ❊

سچ ہی کہ نہ عاشق ہو کوئی پردہ نشین پر ٭ اور کبھی وہ تیرہ روز جگر سوز چار پہر ان اپنی ہمنشین دوست دار غمخوار جان نثارون مین کاٹتا
اور جب شب پر تعب ہوتی تو اوس ماہ لقا رشک بدر الدجی کی فرقت مین داغ دلکو آہ جانسوز سے چمکا کر یون خرقون ہوتا
بقول استاد شعر کیون ہجر کی شب آئی بستر پہ لٹانے کو ٭ پہلو ہی تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو ٭ اور کبھی وہ سودائی گرفتار بلا ہے
ناگہانی اوسکی زلف مشکین کے تصور مین پریشان خاطر ہو کر تنہا کا یہ مطلع پڑہتا مطلع ہیجا ہے ہین اوسکی کاکل پر خم کو دیکھے
اس آرزو کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے ٭ اور جو ہمنشین اس اندوہگین و حزین کو کہتا کہ ای غریق ورطہ محبت وای رفیق لجۂ الفت
ذرا دل کو ڈہارس دے اور آپکو سنبھال نامردی کو کام نفرما تو وہ شنا ور بحر الم اور ہمکنار لجۂ غم یون کہتا تھا کہ اے
یارو میری وہ حالت ہی بقول مرزا صائب شعر چون مورچۂ ضعیف کہ افتد در آب بند ٭ در اختیار خویش مرا اختیار نیست ٭
اور جو کوئی کہتا کہ ای مبتلاے الم و ای آشناے جور و ستم کچھ اپنی روداد ناشاد سے ہمکو بھی تو آشنا کر تو وہ بیتاب یہ
جواب باصواب دیتا بقول میرزا ببر علی قاصر شعر بیان کس سے کرون ای ہمنشین اس جان پر غم کا ٭ کہ سننے سے پراگندہ ہو
جسکے ہوش عالم کا ٭ لیکن میرے احوال پر ملال کی مطابق یہ کسی عاشق کا کبت ہے کبت موہنی صورت منموہن کی موہے
نین پران پر چتر کیسو سوارنت ٹھاروہی رہت ہے ٭ آگ کیسو کیٹراجرون نت برہم کی اگن مین تاپ دیے مار دکام موہے نہہ جو
ڈہت ہی ٭ تن تو جہنیا جاری اور سو بیتھا پیارے پیون میرو ہیوا تیو دو کہہ سہت ہی ٭ اون تو اپنے ہیرن تین جہار
کے شدہ ہونہ لینی تاپی ملیہ پران وا ہو کو جہپت ہی ٭ القصہ وہ عاشق نو گرفتار دلفگار با درد و محن بعریانی تن بارن
قیل و قال ایکسال بسر کر گیا لیکن اوسی بیرزال صدق مقال کی زبانی ہے کہ جب اس جگر کباب خانہ خراب کی
یہ حالت پر ملالت دیکھی تو ایک شب بصد ادب مین نے چرب زبانی سے اس تیرہ بخت سے رشتۂ الفت اور سوز
محبت کو اوس شمع و پیروش کرکے کہا کہ اے چراغ خاندان عصمت و اے دودمان شبستان عفت سچ ہے
بقول گنا بیگم شعر شمع کیطرح کون رو جانے ٭ جسکے دلکو لگی ہو سو جانے ٭ لیکن قائم کی زبانی شعر
درد دل کچھ کہا نہین جاتا ٭ آہ چپ بھی رہا نہین جاتا ٭ آخر کار بصد قول و قرار اوس سے کہا کہ اے بہن
رشک چمن ایک عاشق نوزاد ہمسر مجنون و فرہاد نے شادی کے روز تجھہ رشک لیلی و غیرت شیرین کو محافے
سے اوترتے دیکھا تھا اوس دن سے اوس رشک باغ پر داغ کا احوال پر ملال کیا بیان کرون سر پر تو بال وبال
جان بسان سنبل پریشان ہین اور اوس گل کا گریبان مانند گل تا بدامان چاک ہے اور تیری نرگس چشم
کے خیال مین وہ روز و شب آنکھون سے آب جو جاری رکھتا ہے اور تیری مژگان رشک سنان کے تصور مین
شام و سحر خار ہجران اوسکے دلمین کھٹکتا ہے اور تیرے لعل خندان کے دہیان مین غنچہ کیطرح اٹھ پہر گردن
جھکائے چپ بیٹھا رہتا ہے اور کبھی تیرے دست حنائی رشک پنجۂ مرجان کی یاد مین بر رنگ اور رنگ
قطرۂ خون دیدۂ خونبار سے ہر دم ٹپکاتا ہے اور اوسکے دل تنگی بیکلی کا یہ عالم ہے کہ کسی روش

نہین جاتی اور تیری فراق تیرہ اشتیاق مین روز وشب بحال پرتعب بامنند بلبل دور از چمن نعرہ زن ہے اور رنگ رخسار جو اوس گلعذار کا مثل گل ورد سرخ تھا سو کاہش غم سی مثل صد برگ زرد ہو گیا اور ہر بار وہ دل افگار بجناب پروردگار مثل چنار ہاتھ اوٹھا کے مرزا سودا کیطرح یہ دعا مانگتا ہے نظم یا درد دل کا دور ہو یا دلکو تاب ہو + قسمت مین جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو + اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین + ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو + غرض اوس غیرت گل نے بعد تامل یہ فسانۂ دلسوز و قصۂ غم اندوز سنکر جواب ندیا لیکن دل مین یون کہنے لگی کہ ہائی مین نے یہ کیا ستم کیا کہ وہان جاکر ایک سرو رعنا کو پامال الم کیا اور بظاہر اوس دلربای باوفا اوس فسانۂ جگرسوز غم اندوز کو ٹال کر اور ہی گفتگو درمیان لائی الحاصل اوس تغافل شعار سلیقہ دار نے بقول مصحفی ابیات دل بستۂ عیش و ناز رکھا + رسوائی کے سے خود کو باز رکھا + مقدور تلک رہی وہ غنداں + گھر اوسکا رہا بہ از گلستان + اور ادہر اس دشت پیمای ہجران بے سر و سامان کی حالت پر صعوبت کیا بیان کرون رفتہ رفتہ جب اوس از خود رفتہ کو بیخودی نے بستر ضعف پر بیخود کیا اور توانائی بھی اوس لاغر دل مضطر کا ہاتھ ہیہات و ناتوانی کے ہاتھ مین دیکر پہلو تہی کر گئی اور آزار عشق نے اوس مریض الفت کو صبح مسا رنج و محن کی دوا پلانی شروع کی اور مادۂ خون کو خلط صفراسی زائل کرکے مرض یرقان سے اوسکو عاشقون کی طرح زرد رو کیا اور گرمی فرقت آہ جانسوز سی تپ درونی کو تیز تر کرنے لگی اور امراض مہجوری و مجبوری نے التہاب جگر سی طپش دلکو مختلط کرکے سرسام پیدا کیا الحاصل وہ گرفتہ دل نیم بسمل اس حال پر ملال سی ایکسال اور بسر لے گیا لیکن اس عرصے مین وہ عورت نیک خصلت کہتی ہے کہ مین بارہا اوس نہ دلفریب کی پاس آئی گئی مگر اوس نے غرور کبریائی اور بے پروائی سے اوس بندۂ خدا کو کبھی نپوچھا کہ اوس رنجور مذکور کا حال پر اختلال کیا ہے مگر دوسرے سال کی بعد بقول مصحفی اشعار باوصف غرور کبریائی + اوسکی بھی طبیعت اوسپر آئی + گھر والون سے اپنے بیٹھکر دور + سننے لگی جی سے اوسکا مذکور + اور گاہے بحالت بیقراری و اشکباری وہ گرفتہ دل نیم بسمل بقول مسرور ابیات کرتی تھی آہ آشفتہ آہ جانگداز + تا نہ کھلجائے کہین چاہت کا راز + نی کسی سے گفتگو نے بات تھی + رات دن رونی کی بس اوقات تھی + اوس پریزاد ناشاد کی یہ حالت پر از رقت دیکھکر مین یون گویا ہوئی کہ اے ماہرو نیکخو تیری تو چند روز جانسوزی مین یہ حالت پر ملالت بہم پہونچی کہ تیرا جی ہی جاتا ہوگا اور وای بجان اوسکے کہ جسکو دو برس کامل یون ہی درد و محن مین گذر گئے پر اب ای غنچہ لب بقول قاصر مطلع دل سیر مسیحا سے ہے بیمار تمھارا + وارستۂ عالم ہے گنہگار تمھارا + کیونکہ بقول مسرور ابیات صبر کی اب تو نہین طاقت اوسے + ایکدم دشوار ہے فرقت اوسے + زندگی اوسکی ترے ہی ہاتھ ہے + تجکو مردے کا جلانا بات ہے + نہین تو بقول میر حسن شعر وگرنہ وہ رک رک کے مرجائے گا + اسیطرح جی سی گذر جائے گا + یہ سخن دلشکن وہ ماہ پیکر سنکر آہ پر درد کھینچکر کہنے لگی بقول جرات شعر ملین کیونکر اگرچہ غلبۂ الفت کی شدت ہے + او نہین ہی پاس رسوائی ہمین لوگون کی دہشت ہے +

لیکن اے بہن ول لگن میری واوسکی ملاقات بذ آفات کی اس صورت کی سوا اور کوئی شکل نہین ٹھہرتی کہ اس مہینے مین کچھ تقریب
شادی درپیش ہی سب عورات قبیلہ اورزنان ہمسایہ باہم آئینگی اگر تو اوسکو بھی لباس زنان مین آراستہ وپیراستہ کرکے
اپنے ہمراہ لیگئے تو مضائقہ نہین الغرض سطور اوس مہجور رنجور کا مدار وصل ٹھہرا کہ روز دل افروز بھی شب ہجر کو کوتاہ کرکے
درپیش آیا اوس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانی برنگ زعفرانی مع زیور جواہر نگار اعجوبہ کار ایک کشتی دریا نژاد مین
لگاکر میرے گھر مین پہونچادی الغرض اوس رشک حور وغلمان اور غیرت مہر درخشان کو بنا سنوار کر لباس عروسانہ سے
ایک محافۂ زرنگار مین سوار کرکے رونق بخش محفل شادی ہوئی لیکن اوس دانائے دہر یکتای عصر نے بیدانائی بقصد
زیبائی ایک الگ مکان دلستان مین اوس گل حیا آلود کو اوتروادیا اور ادہر اودہر پھر کے گاہے اپنے جمال
ماہ تمثال سے اس تشنۂ دیدار کو سیراب کرجاتی اور گاہے ایک جھلک برق وار اوس دلفگار کو دور سے دکھا کر غائب
ہوجاتی لیکن اس تشنۂ رنج ومحن خستہ تن کا یہ نقشہ تھا بقول مصحفی ابیات آنکھوں سے سرشک وصل جاری ✣
دل پر وہی جوش بیقراری ✣ اوس ہی مین خوشی مین ہجر کا غم ✣ اجزای نشاط وصل درہم ✣ اور اوس مہمان خانے مین
وہ وہ جو عورات عمدہ اور زنان حور لقا صاحب تمکین بقصد تزئین رونق افزای محفل تہین اسکے الگ بیٹھنے سے سب
باہم منغص ہہ کے کہتی تھین کیا معنی یہ عورت ماہ سیرت ایسی کون سے خاندان عالیشان سے ہے کہ جو ہم سب سے
نفرت کرکے الگ بیٹھی ہے علی ہذا القیاس نہ ہماری پاس آپ آنے کی تکلیف کرتی ہے اور نہ ہمکو خوشی سے کہتی ہے
کہ ای بی بیو بحضرت مجاس تمھین میرے پاس بلاوسواس تشریف لاؤ وصاف اس بات سے یہ معلوم اور مفہوم ہوتا ہے
کہ یہ حور اپنے حسن پر نہایت مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی کہ بی بیو مین نے دریافت کیا کچھ اس بد دماغ کو خلل دماغ
ہے جو یون ہم لوگون سے متنفر ہے اور کوئی زرگری مین کہتی تھی کہ یہ سیمتن کم سخن اپنے زر و زیور کے گھمنڈ مین
بالا بالا رتبۂ جہانگیری کو پہونچی ہے جو اس روپ سے اسکو الگ سونا بیٹھنا پسند خاطر ہے اور کوئی جامہ زیب
ولفریب ہاتھ مل کے کہتی تھی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ بے بہا کی تمکنت مین ایسا گاڑھا دماغ
رکھتی ہے کہ حجرے کے صحن تک بھی نہین آتی یہ رمز وکنایہ اون بی بیون کا صاحب خانہ سنکر یون حرف زن
ہوئی کہ اے بی بیو یہ خوش جمال نیک خصال کچھ اپنے لباس بیقیاس اور زیور جواہر نگار اعجوبہ کار پر بد دماغ
ہوکر الگ نہین بیٹھی ہے اس مہر پیکر رشک قمر کو کچھ خلل دماغ اور خفقان بے پایان ہے اس سبب سے
وہ نازنین رشک حور عین تم سب کی قرین نہین آتی کہ کسی پریرونیکو کی خدمت مین کچھ گستاخی نہوجاوے
بقول شخصے مصرع ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را ✣ اس گفتگوے دلجو سے سب مہمانون کی تشفی
خاطر کرکے کہنے لگی کہ بی بیو اگر ایک گھڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت کیجیے تو ایک بازی چوسر
کھیلکر اوس پرحجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کر آؤن یہ کلام فرحت انجام سنکر ہر پری پیکر

کہنے لگی کیا مضائقہ **مصرع** خوشی اپنی بھی اوسمین ہی خوشی جسمین تمھاری ہی ✣ الغرض وہ ماہ دلخواہ اوس رشک آفتاب کے پہلو مین جلوہ گر ہو کر حجرہ برج آسا مین جلوہ قران السعدین دکھانی لگی اوسوقت اوس حجری کا اون دونون ماہرویون سی عالم تھا گویا ایک ہالی مین دو ماہ یا ایک صدف مین دو گوہر آبدار یا ایک فانوس مین دو شمع کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین اور کیفیت سنو کہ جسوقت چوسر بچھائی اوس نازنین مہ جبین نی پہلے پالنسا پھینکا تو چھر تین نو آئے تو وہ نوگرفتار محبت بیمار الفت یون بولی کہ ای دلدار غمگسار فی الحقیقت سچ ہی کہ تو نی اس محبت پر صعوبت کی بڑی مصیبت اوٹھائی ہے لیکن مین ابھی ہنوز نوآموز عشق ہون بہر نوع تجکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ میرا حال پر ملال نوع دیگر ہو اوسکے بعد اس دل تفتہ جگر خستہ نی جو پالنسا پھینکا تو پو بارہ پڑی اوس پالنسے کو دیکھکر یون حرف زن ہوا کہ اے یار جانی وای مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین یہ میری حسب حال صدق مقال ہی کہ مجکو دو برس یعنی ایک جگ اور مہینا پورا ہوا ہے کہ تیری عشق مین عقل کی چھکے چھوٹ گئی حواس خمسہ کی نیچے بند ہین کوئی رہائی کی چال ہز و دال نہین سوجھتی دوسرے یہ ہوش و حواس کا بھی جگ ٹوٹ گیا اور خرد کی نرد کٹ گئی آگی دیکھیے حضرت عشق اس بدرنگی مین کیا رنگ دکھاتی ہین اس غم سی جی پک گیا اور کوہ الم کی سل چھاتی کی متصل اڑی رہتی ہی اور خیال خام نے دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل گھربار چھوڑتی ہی تاب طاقت نی سب ہار دیا کوئی داؤن ایسا نہین آتا جس سے اس غم کے ہاتھون سی چھوٹکر لال ہو جاؤن یا بساط جہان سی ملک عدم کو اوٹھ جاؤن کیونکہ بقول جرأت **شعر** سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہی مجھے ✣ گہہ اوٹھاتا ہی تو یہ گاہ بٹھاتا ہی مجھے ✣ الحاصل وہ چوسر کی بازی دونون دل دو غم کی میر بساط عشق ہنے دوئی مین لاکی اسواسطے سہ رادی کہ دو مہینے کی بعد انکی نرد جان پر ارمان کو مار ڈالے گا اس گفتگو ہی دو بدو مین شب وصال اس پا بحال الم سے پہلو تہی کرنے لگی اور وداع سحر کا آثار ہونے لگا اوس پری خجلت دہ کبک دری نے بدنامی براے رفع بدنامی اس ہمجان پر ارمان سے کہا کہ اے دلدار مونس غمگسار جی تو نہین چاہتا ہے کہ تجکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجیے **مصرع** زمین سخت اور آسمان دور ہے ✣ اور بقول شخصے **شعر** جدائی کا ہم تیری غم کیا کرین ✣ فلک یونہین چاہے تو ہم کیا کرین ✣ مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکھ انشاء اللہ تعالی اسی شکل پر گاہے گاہے مواصلت کی صورت رہیگی پر اسوقت صلاح وقت یہ ہے کہ ابھی روز روشن نہین ہوا مبادا بوقت فردا تیری چال ڈھال سے کوئی پہچان جائے تو موجب ہتک جانبین ہے بعد اشکباری اور بیقراری اوس مہر درخشان کو اوس ماہ سیما نے تارون کے وقت چشم فتنہ مین خاک ڈالکر رخصت کیا بعد ازان زنان ہمسایہ کو باری باری وداع کر کے مسرور کی یہ غزل زبان پر لائی **غزل** یون نہ کوئی عشق کا بیمار ہو ✣ ہاے دشمن کو نہ یہ آزار ہو ✣ اے خوشا اوقات اوس وارفتہ کے ✣ رات دن جسکی بغل مین یار ہو ✣ کسکو طوبی کی ہوس ہو دوستو ✣

ہم ہون اور وہ سایۂ دیوار ہو * ہجر کی شب کیا کری ضبط فغان * دل کی بیتابی سے جو ناچار ہو * حضرت عیسی کی قم سے
کیا اوسے * جو کسیکا کشتۂ رفتار ہو * کیا بجھے شربت سے اوسکی تشنگی * یار کا جو تشنۂ دیدار ہو * زیست اوسی شخص کی
مسرور کیا * یار جسکے پاس ذی غمخوار ہو * اودہر تو اوسکی یہ حالت پر رقت تھی ادہر وہ نیم بسمل بیجان و بیدل جو گھر
مین گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی ابیات نہ جی کو تسلی نہ دلکو قرار * کف غم مین سر رشتۂ اختیار * کبھو یاد کر
اوسکو نالان رہے * کبھی ٹک جو بھولے تو حیران رہے * نہ دم بھر کبھی دیدہ تر لگے * نہ گھر مین لگے جی نہ باہر لگے *
کبھی یان کبھی وان بحال خراب * وہی بیقراری وہی اضطراب * لیکن گاہے گاہے وہ پریرو نیکخو برائے تشفی خاطر
فاتر اوسکے پاس بادل پر یاس اہل بھیجکر خبر وحشت اثر منگوایا کرتی تھی اس عرصے مین آزار غم نے یہان تک طول کھینچا
کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار خستہ و نزار دار فانی سے ملک بقا کو رحلت کر گیا یہ واقعۂ غم افزا برملا اوسکی
مادر خستہ جگر دیکھکر بادیدہ گریان و دل بریان یون کہنے لگی مثنوی ای نور نگاہ ماہ ثانی * افسوس تری یہ نوجوانی * ہم
افلاک نے خاک مین ملائی * مجکو تری موت کیون نہ آئی * اے کاش تمھارے بدلے بیٹا * مر جاتی جو مان تو
خوب ہوتا * مجھ پیر کے آگے ہاے صد وائے * افسوس کہ تو جوان مر جاے * یہ بین بجین کرکے اوسکی مادر
مضطر بستر خاک پر بیہوش ہو گئی لیکن اوسکے دوست و آشنا اور خویش و اقربا نے غسالون سے غسل
دلواکے پارچہ نفیس سے تکفین کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر برائے تزئین ایسا ایک دوشالہ سبز اوسپر
ڈالا کہ جس سے وہ تابوت عاشقون مین سر سبز ہو گیا اور اوسپر پھولون کی چادر لہلہاتی ڈالکر جو حمال پر لاکے
لیچلے تو اوس تابوت پر الم کا یہ عالم تھا گویا تختۂ چمن پر از نسترن دوش صبا پر روان ہے رفتہ رفتہ اس کشتۂ نگار
محبت خستۂ الفت کا تابوت جذبۂ عشق سے اوسیطرف کو روانہ ہوا جدہر اوسکی معشوقۂ جان نثار و محبوبۂ غمگسار کا
دلستان تھی آخر الامر وہ تابوت بنات النعش وار بے اختیار سنگین محل مین سنگین ہو کر یون اشارہ زن
ہوا مرزا گھسیٹا عشق کے بقول شعر تو ساتھ ہو حسرت دل محروم سے نکلے * عاشق کا جنازہ تو ذرا
دہوم سے نکلے * اور بقول حکیم حیات اللہ قلاش شعر بعد کشتن رحم بر عالم نفرمائی چرا *
ہمرہ تابوت تا گورم نمی آئی چرا * غرض حمالون نے ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار محبت اور آثار قیامت کسیطرح
سے چلے لیکن مطلق اوس تابوت حیرت افزا کو جنبش نہوئی اس واردات کا عجائبات دیکھکر ہجوم جز و کل
مین بے تامل غل ہوا اور آپسمین یون ہم سخن ہوئے کہ آیا دیکھیے اسوقت کیا قیامت برپا ہوتی ہے جو یہ
تابوت گرانبار مثل کہسار یہان سے نہین ہلتا ہے اس واقعۂ عجیب و غریب کے نظارے کو ہر ماہ تمام اپنے
اپنے بام پر جلوہ گر ہوئی القصہ یہ خبر وحشت اثر اوس عشوہ گر خستہ جگر کو جو پہونچی جد مین اوس مضطر
نے بہجۂ ضبط سے دل کو تھام کر غسل کیا اور [illegible] پر آراستہ کرکے

اوس پریش قبضہ شوہر ہاتھہ مین لیکر پھر طواف کشتۂ خویش وہ جگر ریش برلب بام باشتیاق تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تابوت عاشق مہجور بقول مصحفی **اشعار** جلتا ہمین جا سے اوڑ رہا ہے ✤ کہرام گلی مین پڑ رہا ہے ✤ بس دیکھتے ہی اوسے بھڑکی آہ ✤ مارا دشنہ کو وہ دشنہ ناگاہ ✤ لگتے ہی اوس پریش قبضہ آبدار خونخوار کو وہ لالہ رو خون مین غلطان ہو کر جان بحق تسلیم ہوئی اور تیغ عشق نے یہ جوہر دکھلائی کہ اوس گلبدن رشک چمن کی خونناب کی دہار زیر بام آئی یہ روداد دیکھکر اوسکا شوہر آشفتہ جگر کوٹھے پر جو آیا تو کیا دیکھتا ہے بقول مصحفی **شعر** زیر بام یہ غرق خون وہ گلفام ✤ خورشید ہو جیسے برلب بام ✤ آخر کار اوس مبتلای الم پر غم کو اوسدم کچھہ نہ بن آیا چار و ناچار اوسکو بادل ناچار ہاتھون ہاتھہ تکفین کر کے وہ جنازہ غم آمادہ لیکر گھر سے باہر نکلا تو عجب طرح کا ایک شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئی کوئی تو زار مثل نوبہار گریان بادل بریان یون حرف زن تھا **شعر** کبھی دیکھا نہ ہمنے نے سنا ہے ✤ جو اسدم اس گلی مین ماجرا ہے ✤ اور کوئی خاک بر سر پچھاڑین کھا کھا کر یہ کہتا **شعر** اس عشق نے کیا غضب دکھایا ✤ اس مہ کو جو خاک مین ملایا ✤ اور کوئی عالم حیرت مین انگشت زیر دندان کاٹتا اور یہ سخن دلشکن کہتا کہ شاید ان دونون مین پوشیدہ آگے سے محبت ہوگی جو آج یون ایکبار اظہار ہوئی قصہ مختصر جب جنازہ غم آمادہ معشوقۂ جان نثار کا آگے ہوا تو پیچھے وہ تابوت بھی خود بخود چل نکلا لیکن بقول مصحفی **نظم** دونون وہ جنازے جب وان سے تھے ✤ حیرت زدہ پیر اور جوان تھے ✤ کہتے تھے یہ طرفہ ماجرا ہے ✤ کیا مردے نے زندے کو لیا ہے ✤ آخر کار اون دونون خاکسار جان نثارون کو تکیہ پر بہم زیر خاک تسلیم کیا اوسدم بقول الہی بخش **شعر** جب قبر مین اون دونون کو اکبار اوتارا ✤ غل تھا یہی الفت نے انہین مار اوتارا ✤ **مثنوی** اب آگے کیا لکھون ہیہات ہیہات ✤ نہین ہوتا کسیکا اسطرح سات ✤ غرض یہ عشق تو وہ بد بلا ہے ✤ کہ جسکی آگ مین ہر اک جلا ہے ✤ کہان مجنون کہان فرہاد بیدل ✤ کہان شیرین کہان لیلی کا محمل ✤ کہان عذرا کہان وامق دل افگار ✤ کہان نل اور دمن سے ماہ رخسار ✤ ہزارون گھر لٹائے عشق نے آہ ✤ ہزارون جی جلائے عشق نے آہ ✤ نئی اسکی حکایت ہر جگہہ ہے ✤ نئی اسکی شکایت ہر جگہہ ہے ✤ بس اے مہجور آگے اب الم کی ✤ نہین خامے کو طاقت ہے رقم کی ✤ اور بقول شخصے فی الحقیقت **شعر** یہ ہم نے کیا لکھا اور کیا پڑہا ہے ✤ محبت کا ابھی قصہ بڑا ہے ✤ ✤

داستان یعنی ایک شہر کے مسافر خانہ مین نقش صندلین دست نازنین پر تاجر کا عاشق ہونا اور اوسکے فراق مین مرنا اور اوسکی وصیت کے موافق اوسی مکان مین مالک کا دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبۂ عشق تاجر سے معشوق کا جان دینا

محبان دلفروش و خریداران متاع عشق و غم انفراد گرد کاغذ شفاف پر کلک جگر شگاف یون رقم

کرتے ہین کہ ایک سوداگر پری پیکر نورستہ گلشن جوانی و گلدستہ باغ کامرانی بلبل شاخسار عنفوان شباب و گل صل
سرو بوستان شاداب ایسا حسن و جمال رشک بدر کمال رکھتا تھا کہ اگر اس دور مین زلیخا ہوتی تو اوس
یوسف ثانی کے روبرو کبھو یوسف مصری سے بات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اس روزگار مین بقید حیات
ہوتی تو اوسکے عشق مین خود مجنون ہو جاتی اور اگر شیرین اوس شیرین دہن رشک سمن کو ایکبار دیکھتی تو مثل
کوہکن وہ خستہ تن اپنی جان شیرین تیشۂ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اوسکا شہرہ سنتی تو بشکل وامق وہ سینہ شق گرفتار
رنج و بلا ہوتی اور اگر دمن رشک چمن اوس غنچہ دہن کی نرگسی چشم کو ایک نظر دیکھتی تو اپنے دل کی بسبا نل کیطرح جو سر عشم
مین ہار دیتی غرض سچ تو یون ہے بقول شخصے **شعر** گویا بہ زمین ستارہ آمد ✤ یوسف بجہان دوبارہ آمد ✤ لیکن اس
حسن او جمال بے مثال پر بقول میر تقی **اشعار** عشق رکھتا تھا اوسکی چھاتی گرم ✤ دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم ✤
سر مین تھا شور شوق دلمین تھا ✤ عشق ہی وسکے آب و گل مین تھا ✤ اور دولت و حشمت سے منعم حقیقی نے اوسکو اسقدر
اسقدر آسودہ خاطر کیا تھا بقول میر حسن **شعر** طویلے کے اوسکے جوادنی تھے خر ✤ اونہین نعلبندی مین ملتا تھا
زر ✤ الغرض وہ رشک گلزار برائے سیر شہر و دیار بار فقائے خوش کلام و ندمائے نیک انجام اپنے شہر سے عازم
سفر ہوا مگر اوسکے جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا کیا بیان کرون **مثنوی** اسباب تمام خسروانہ ✤ بھیلون پہ
لدا تھا سب خزانہ ✤ لشکر مین جو کوئی لشکری تھا ✤ دولت سے وہ اوسکے جوہری تھا ✤ کہنے کو تو تھا وہ شخص
تجار ✤ شاہون کی نہوگی پر یہ سرکار ✤ الحاصل وہ رشک حاتم بن طے منزل بمنزل مراحل بمراحل راہ طے
کرتا ایک شہر عالیشان مین داخل ہوا **مثنوی** اوس شہر کے کیا کرون مین اوصاف ✤ ہر کوچہ تھا آئنہ سا
شفاف ✤ اعجوبہ نگار ہر دکان تھی ✤ اور نہر گلی گلی روان تھی ✤ تھے کے مکان ستھے وہ اعلی جنت
سے جو تھے کہین دوبالا ✤ الغرض یہ سوداگر پری پیکر اوس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اوس عمارت عالیشان جنت
نشان کے قریب گیا کہ جس حویلی رشک گلزار مین شاہان ذوی الاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر اگر مقیم
ہوتے تھے غرض اوس مکان عالیشان مین وہ عالی وقار مع خویش و تبار رونق بخش ہوا لیکن بقول
ضمیر **شعر** سمجھا نہ کہ ہون گے ہم یہین سے ✤ دنیا کے رہین گے اور نہ دین سے ✤ القصہ اوس
مکان دلکشا جان فزا کے جلوخانے مین تمام سپاہ اور بنگاہ با خیمہ و خرگاہ منزل گزین ہوئے اور
رفیق قدیم و شفیق ندیم وسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اوتار کر ہر کار یکبار مشغول ہوئے کوئی پاک طینت
نیک خصلت برلب جو وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو آلودہ گرد و غبار قریب آبشار نہانے مین مصروف و
مالوف ہوا اور کوئی رشک چمن بغیرت سمن بعد آرزو لب جو زین پوش گلدوز بچھا کر بہار دانش مطالعہ
کرنے لگا اور کوئی بے وطن مثل بلبل [illegible] گلدستے کے مقصود [illegible] کو دیکھ کر تمیسہ کا

یہ شعر پڑہنے لگا شعر تیری دیوانے کو ہی جینے سے حرمان باغ مین * زخم آئے ہین نظر گلہاے خندان باغ مین *
اور کوئی تاک کا سایہ تاک کر استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش روش پر کسی گل اندام کے ساتھہ گلبازی کرنے لگا
اور یہ شعر سودا کا زبان پر لایا شعر رونق کسی گلشن کی نہ زینت کسی سر کی * مثل گل بازی نہ ادہر کے نہ اودہر کے *
بیان شب اس ضمن مین جسوقت مطرب فلک نے دائرہ آفتاب کو غلاف مغرب مین کیا اور رقاصہ شب نے
لولی زہرہ اور مشتری کو ستار ثریا اور قانون کہکشان دیکر چاندنی کے فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے مجرے کے
واسطے بہیجا اوسوقت اوس سوداگر پری پیکر نے طائفہ ہاے رشک گلزار اور مہرویان پری رخسار کو یاد فرمایا غرض
ہر ایک ماہ وش پوشاک نفیس مع سازندہاے جلیس فرش محمودی پر سامنے آکر جلوہ گر ہوئے **مثنوی**
ناچ کا اونکے کیا کہون مین بیان * منہ مین لکنت ہے کرتی میری زبان * بہاو بتلاتی تھی کوئی بہر نظر *
کوئی آنکھین لڑاتی تھی ہر سو * کوئی گہونگہٹ نکالکر منہ پر * سر دامن لگاتی تھی ٹہوکر * ناچتی تھین وہ جب
باین انداز * نقد جان کرتے تھے ہزارون نیاز * کوئی دستار باندہکر بانکی * کہولکر بال مارکر گاتی * پیشواز
اپنی کو اوٹھا کر آہ * تا کمر دونون ہاتھہ لاکر آہ * کہڑی بہرتی تھی اس طرح سے گت * جسطرح سے ہو برق کو حرکت *
اور کوئی ایک سمت ہنس ہنسکر * رکھہ کے انگشت کو زنخدان پر * سر و گردن کو اپنے کر کے خم * بہاو بتلاتی
تھی کہڑی ہر دم * اور کوئی ایک سمت اوٹھا کے ہاتھہ * ناچتی تھی وہان سبہون کے ساتھہ * اور یہ گاتی
تھین خوش ادا ٹہپا * میرا بانکا سر دہیون والا * غرض کیفیت رقص اور وہ نفیس فرش عجب عالم رکھتا تھا
کہ بیان سے باہر ہے اور ایکطرف کو سورج مکہیان اور دیوارگیریان اور کنول ہاے مینائی ایسے روشن اور منور تھے
کہ جنکے ملاحظے سے دل کا کنول کہلتا تھا اور ایک طرف کو لالٹینین اور فانوسین جواہر نگار اعجوبہ کار سبز و سرخ
آبی و آتشی شمعہاے مومی و کافوری اسقدر روشن تھین کہ جنکے دیکھنے سے فانوس تن مین دلکو فروغ ہوتا تھا
اور ایکطرف طائفون کے غٹ نفیس نفیس پوشاکین تن پر آراستہ کیے از سر تا فرق جواہر مین غرق اس شکل سے
بیٹھے تھے **شعر** دیکھکر جنکو جاے بہول اور پیاس * کبھی صحبت سے دل ہنووے اوداس * حاصل کلام
وہ تاجر عالیمقام اس کیفیت سے دو پہر شب لبسر لے گیا اسکے بعد مع ہمنشین و ہمدم و انیس و محرم خاصہ
نوش جان فرما کر بارہ دری مین براے استراحت پلنگ پر نفاست پر جلوہ گر ہوا اقتضاے کار نامساعدت روزگار
سے لیٹے لیٹے اوس ماہ طلعت مہر صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کی کونے مین صندل کی چہاپون پر جو پڑی
تو کیا دیکہتا ہے کہ اون صندلی چہاپون مین ایک چہاپہ خوش نگاہ غیرت گلزار اس روش پر کسی غنچہ دہن کے
ہاتھہ کا ہے کہ جسکے دیکھنے سے پنجہ غم سینے سے دلکو کھینچتا ہے اوس چہاپے کو دیکھکر وہ سوداگر خستہ جگر
دست افسوس زانوے غم پر مارنے لگا گویا ہوا کہ ہاے پنجہ نگار فگار دل بیمار کی دیکھیے

شگفتگی شہباز عشق ہے کیونکر رہائی ہوگی بقول شخصے شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی + رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی +
اور کبھی وہ گرفتار محبت اور سرشار الفت بے اختیار سیماب وار بیقرار ہوکر پلنگ پر اوٹھ بیٹھا اور بچشم پرنم بصد الم اوس
چھاپے کو دیکھتا اور یہ کہتا بقول میر مظہر علی زار شعر چھوٹ جائین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین + خاک ایسی زندگی پر
تم کہین اور ہم کہین + اور کبھی وہ مبتلای الم و آشنای ستم آنکھون پر رومال رکھکر بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار
روتا اور ضمیر کی یہ غزل پڑہتا غزل نے سر کی خبر نہ ہوش پا ہے + کیا جانی مجکو کیا ہوا ہے + دیکھے نہ کسیکے مین نے
ابرو + خنجر سا دل مین کیون لگا ہے + واقف نہین شکل سے بھی جسکی + افسوس کہ اوسپہ جی چلا ہے + یوسف
کو بھی تو نے اے زلیخا + دل خواب مین دیکھکر دیا ہے + یہ عشق مرا تو دیکھیو مین نے + دیکھا نہ صنم کوئی سنا ہے +
آگہ نہین جسکے نام سے بھی + ای وای وہ جی مین کھپ گیا ہے + کیا کہیے ضمیر تجھ سے واللہ + یہ عشق ہے
یا کوئی بلا ہے + بیان سحر اس عرصے مین بچہ خورشید نے گریبان سحر کو چاک کیا اور خادم فلک آفتاب کا
آفتابہ لیکے مع زیر انداز شفق سمت مشرق سے نمود ہوا اوسوقت وہ سوداگر خستہ جگر منہ ہاتھ دہوکر جو مسند زرنگار
رشک بہار پر آبیٹھا تو عجیب حالت تھی کہ آنکھون کو جو دیکھیے تو چشم بد دور یہ نقشہ تھا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی
آنکھ آنسو تھم رہے + کاسہ نرگس مین جون شبنم رہے + اور جو اوسکے لب خندان رشک گل تر تھے اون پر عشق کی
گرمی اسقدر غالب تھی کہ مارے خشکی کے پیڑیان بندہ گئین تھین اور اوسکے چہرے کا رنگ جو مثل ورد سرخ
تھا سو کاہش غم سے شکل گل صد برگ زرد ہوگیا اوس پامال کا یہ احوال پرملال دیکھکر کوئی انیس ہمدم اور
جلیس محرم جو پوچھتا کہ اے گل باغ خوبی و ای غنچہ حدیقہ محبوبی یہ اس گرفتگی طبیعت پر از رقت کا موجب اور
سبب کیا ہے نصیب اعدا شب کو تو سوا ے شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن و ملال نتھا تو وہ از خود رفتہ و خستہ
تفتہ جگر ایک آہ بھرکر حسرت کا یہ شعر زبان پر لاتا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ رگ مین
نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی + اور جو کوئی غمگسار غمخوار تشفی و تسلی دیکر کہتا تھا کہ اے عزیز ورطہ محبت
وای رفیق دجلہ الفت اسقدر مضطر نہو تو وہ ہیجان کشتہ ہجران اور زیادہ ڈاڑہین مار مار کے روتا بقول
خواجہ حسن سچ ہے شعر دلاسے سے کرتا بیقراری بیشتر + خانہ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر +
آخر کار وہ دل افگار رخت گدائی تن پر آراستہ کرکے فقیر ہو بیٹھا اور وہ اسباب بیحساب لٹا کر ہمدمون سے
کہنے لگا کہ اے صاحبو تمہارا جدہر جی چاہے اودہر تشریف لیجاؤ کسواسطے کہ اب مجکو انیس غم اور جلیس
الم کے سوا کوئی نہین خوش آتا بقول مرزا صائب شعر عشق ست غمگسار دل دردمند را +
آتش گرہ زکار کشاید سپند را + غرض اوس دل طپیدہ آفت رسیدہ کا سوای مونس غم کوئی یار غمگسار
نہ تھا تو یہ شعر خواجہ حسن زبان پر لایا شعر پایا ہے بیکسی مین عجب مین نے یار دل + مین غمگسار دل کا مرا غمگسار دل

اور گاہی وہ عاشق زار جو کوچہ و بازار کیطرف جاتا تو اوسکی حالت پر ملالت پر کوئی دست بسینہ ہوتا اور کوئی لوگون مین
انگشت نما کرکے یون کہتا کہ یہی شخص سودائی چھاپ کا شیدائی ہے القصہ اسی حال پرملال سے یہ ماہرو نیکخو کئی
مہینے بسر لیگیا لیکن جس مکان دلستان مین یہ خانہ خراب نقش دیوار ہوا تھا اوس مکان جنت نشان کی ایک
عورت صاحب عصمت ملکیت رکھتی تھی اور اوسکی طرف سے ایک پیرزال شیرین مقال اوس حویلی رشک گلزار کی
مختار تھی آخرکار ایک روز یہ غم اندوز بادل زار اوس مختار مکان کے پاؤن پر سر رکھکر یون گویا ہوا کہ اے سرمایۂ خوبی
والی پیرایۂ محبوبی برائے خدا بحق مصطفے اسیقدر کہہ کہ اس مکان دلستان مین کس پریزاد رشک شمشاد کے ہاتھ کا
وہ چھوٹا صندلی چھاپا ہے کہ جسکو دیکھکر ہیہات اپنی حیات سے مین دست بردار ہون یہ تقریر اوس دلگیر پر تشویش کی
وہ سنکر کہنے لگی کہ اے کان ملاحت و اے معدن صباحت اس صندلی چھاپے پر تونے درد سر پیدا کیا تجکو کچھ
خبط ہے یا تو وحشی شہری سودائی ہے کہین بھی دل دینے کا یہ دستور ہے جو تو اپنے بھلے چنگے جی کو روگ لگاتا ہے یہ کلمات
نصیحت آمیز و درد ریز اوس مختار مکان کی سنکر یہ کہنے لگا کہ اے نیکبخت صاحب عصمت تو سچ کہتی ہے لیکن جامی کا
قول ہے شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * الحاصل اوس مختار مکان کو دریافت ہوا
کہ یہ دل افگار جان نثار عاشق صادق ہے تب بلبل زبان کو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ اے گل گلزار محبت
و اے بلبل شاخسار باغ الفت چھ مہینے کے قریب ہوئے ہین کہ ایک تاجر عالی وقار مع عیال و اطفال اس مکان
عالیشان مین نازل ہوا تھا چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو درپیش آئی تو اوس عالی مقام نیک انجام نے
کئی مقام بحسب اتفاق اس وثاق مین کیے اور اوسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجا لائین
اے عاشق صادق یہ چھاپے اون حور لقا عورتون کی ہاتھ کے ہین اور جس بت چین کے دست نازنین کی چھاپے
تو جگر افگار نقش دیوار ہے وہ اوسکی دختر رشک قمر کے مبارک ہاتھ کا ہے لیکن اوسکی حسن و جمال کی تعریف کرنا کلام کی
فضولی ہے مگر بقول میر حسن شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن * جوانی کی راتین مرادون کے دن * اور اوسکی سراپا کی
صفت سراپا کیا بیان کرون اسقدر کافی ہے کہ وہ حور لقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہے بقول میر تقی شعر جدہر وہ
ناز سے گرم رفتار ہو * قیامت اودہر سے نمودار ہو * اس گفتگو دو بدو سے اوس تفتہ جگر کی شعلۂ شوق کو اور اشتعال لگ
ہوئی بقول شخصے شعر شعلے بھڑک اوٹھے لگے وسکے داغ سے * آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے * الحاصل یہ سوختہ
آتش فرقت اور برشتۂ الفت آہ جگر سوز دلدوز کھینچکر یون حرف زن ہوا کہ اے مختار مکان و اے آرام جان وہ تاجر
قافلہ سالار تشریف شریف کدہر لیگیا ہے اور کس شہر مینو چہر کا متوطن ہے اسکے جواب مین وہ مختار مکان باہ
و فغان کہنے لگی کہ اے دور افتادۂ منزل محبت و اسیر غم آمادۂ مراحل الفت اوسکے وطن رشک چمن سے تو
مین حسب دلخواہ آگاہ نہین ہون مگر اوسکے قبائل حور شمائل کی زبانی یون سننے مین آیا ہے کہ ایکسال

فرخندہ مآل کی بعد چہر اس مکان دلستان مین مقرر مقر آنینگی سوای مبتلای بلاے روزگار و ای شیدای نقش دست نگار اس
بات کو چھ مہینے گذر گئی ہین اور چھ مہینے کا عرصہ اوس کاروان سبک عنان کی ادہر مراجعت کرنے مین باقی
ہے یہ گفتگو اوس نیکخو کی گوش زد کرکے یہ شعر کسیکا پڑھنے لگا شعر صبح پر وصل یار کی ٹھہری + آہ پھر انتظار کی
ٹھہری + لیکن یہ عشق خانہ خراب بقول میر تقی اشعار خار خار دل غریبان ہے + انتظار بلا نصیبان ہے
آرزو ہے امیدواروں کی + دردمندی جگر فگاروں کی + اور کبھی اوسکے خیال پر ملال مین کہتا تھا ای یار جانی
واے سرمایۂ زندگانی بقول طوفان ع نگویم بوصلت مرا شاد کن + ز محرومی من دمے یاد کن + القصہ
اوس دو چار بلای ناگہانی اور مبتلای آفت آسمانی کو اسی شش و پنج مین پانچ مہینے اور چند روز غم اندوز گذر گئے
کہ دیکھیے وہ ماہ مقصد سپہر امید پر کب جلوہ گر ہوتا ہے اور جب چھ مہینے مین دس پانچ روز باقی رہے اوس
دور افتادہ غم آمادہ کی وہ حالت ہوئی کہ الانتظار اشد من الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد سچ ہے شعر
وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + اس عرصے مین اوس بیدل کو وہ چھ مہینے کامل
حالت اشکباری و بیقراری مین گذر گئے تو بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہو کر میان جرات کا یہ شعر زبان پر لایا
شعر نہ آیا پر نہ آیا یار افسوس + چلی اب تن سے جان زار افسوس + آخر کار اوس مختار مکان کو بلوا کر یہ
وصیت کی کہ اے دواے دردمندان دوای شفاے مریض امیدواران براے خالق کون و مکان بعد انتقال
مجہ بے وصال کو اوسی مکان ذی نشان مین دفن کیجو کہ جس مقام پر وہ صندلی چھاپے ہین کیونکہ بقول جرات
شعر غم دلبر سے دل برین حزین ہے + امید اب مجکو جینے کی نہین ہے + اے مختار مکان واے غمخوار
مظلومان اسواسطے کہتا ہون کہ جیتے جی تو اوس سرمایۂ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہوا مبادا وہ
ماہ لقا ادہر کو رونق افزا ہوا اور میری تربت کو بخرام ناز بصد انداز ٹہوکر لگا کر سرافراز و ممتاز کرے تو عجب
نہین کہ زیر خاک مجہ غمناک کی تسکین خاطر ہو جاے اب مختار مکان اس میری وصیت اور نصیحت مین
جو قصور کرے گی تو واللہ باللہ مین چاک گریبان محشر مین تیرا دامنگیر ہون گا آخر کار وہ جگر افگار یہ گفتگو
کرتے کرتے یک آہ جانسوز مانند چراغ سحری گل ہو گیا یہ ماجراے جگر سوز و حیرت اندوز دیکھکر مختار
مکان بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی اور ضمیر کے یہ اشعار آبدار زبان پر لائی مثنوی
ایسا تجھے ہاے غم نے گھیرا + آخر کو ہوا وصال تیرا + لذت نہ اوٹھائی زندگی کی + حسرت رہی
ہاے جی مین جی کی + دل تیرا ہوا نہ شاد ہے ہے + اے عاشق نامراد ہے ہے + القصہ مختار مکان
دل بریان نے مکان وصیت مین اوس کشتۂ الفت کو دفن کیا اس عرصے مین کئی دن کے بعد
وہ تاجر عالی وقار مع خویش و تبار اوس مکان جنت نشان مین نازل ہوا کہ جسکے انتظار مین

وہ سوداگر خستہ جگر اپنی متاع زیست بازار عشق مین بیچکر عدم کو روانہ ہوگیا تھا لیکن ای یار بقول مرزا علی لطف اشعار
عشق کو کوئی زور ہی خونریزیہ ہے ✤ عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے ✤ واقعی گر چارہ سازی پر یہ آسے ✤ لاکھہ معشوقون کو
عاشق کر دکھاے ✤ دلمین گر لاؤ خیال اہ گرم ✤ موم سا آہن کو کر دکھلای نرم ✤ زندگی مین گر رہی عاشق سی فصل ✤
خاک مین دی بعد مرنی کے یہ وصل ✤ چنانچہ اسکے مطابق میر تقی بھی یہ کہتے ہین شعر وصل جیتے نہو میسر گر ✤ لاوے
معشوق کو یہ تربت پر ✤ المدعا وہ قافلہ پر دغا اوس مکان دلستان مین اوترا مگر وہ نازنین مہ جبین کہ جسکی نقش
دست کی تعشق مین کوئی دست اجل مین گرفتار ہوگیا تھا وہ سرمایہ زندگانی غافل از بلا ہی ناگہانی اوس جاے
راحت افزا مین کیا دیکھتی ہے کہ ایک تربت کسی غربت زدہ کی ایسی ہے کہ سواے باد صبا اوسکا جاروبکش کوئی
نہین نظر آتا اور بجاے چراغ اوس تیرہ روز کا داغ دل روشن ہے اور پاسبانی کو اوسکی تربت پر غربت
بصد حسرت موجود ہے لیکن بقول ضمیر اشعار اوس قبر کو دیکھتے ہی وہ گل ✤ کہنے لگی دل سے کہ بلبل ✤
آگے نہ تھی قبر اور اب ہے ✤ معلوم نہین یہ کیا سبب ہے ✤ یہ احوال پر ملال حیرت افزا وہ ناشکیبا دیکھکر
مثل سیماب ایسی بیتاب ہوئی کہ عنان صبر دست دل سی چھوٹ گئی اور توسن طبع میدان وحشت مین جولانی
کرنے لگا آخرکار مختار مکان کو بلوا کر سب سے الگ لیگئی بعد گفتگوی بسیار وہ دل افگار یون کہنے لگی کہ ای نیکبخت صاحب
عصمت تیری جو مکان دلستان مین آگی ہم اوترے تھی تو یہ تربت پر حسرت نہ تھی پسچ کہہ اس جا پر قبر ہونی کی کیا
جہت ہی یہ سخن دلشکن وہ مختار مکان سنکر با دیدہ تر یون کہنی لگی بزبان ضمیر نظم اسے نوگل بوستان خوبی ✤
وی زیب دہ مکان خوبی ✤ ای کام دل امیدواران ✤ وی عقدہ کشای بستہ کاران ✤ غم ہو وی تجھے نہ تا قیامت
اللہ رکھے تجھے سلامت ✤ ای مایہ ناز و اسے پیرایہ اعجاز شعر اب آگی کیا کہون احوال جی تو سنسنا تا ہے ✤
زبان رکتی ہی لکنت اور کلیجا منہ کو آتا ہے ✤ قصہ کوتاہ ای غیرت گاہ اس تربت پر حسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز
ہے کہ ایک سوداگر بیچ پیکر حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ سے ادہر کر اس مکان دلستان کو مطبوع و دست منیع
ملاحظہ فرما کر نازل ہوا تھا قضای کار بوقت خواب اوس بیتاب کو تیرے ہاتھہ کا چھاپا جو نظر آیا تو اوسی وقت
سے اوس دل طپیدہ جگر دیدہ کی اجل دست و گریبان ہوئی الحاصل تیرے فراق پر اشتیاق مین سب اسباب
بی حساب لٹا کر چند روز ہوئے ہین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر کر گیا اگرچہ مجھسے جگر کباب
بیتاب نے تیرے ادہر پھر آنے کا وعدہ بھی بیان کیا تھا لیکن بقول ضمیر شعر مین غم زدہ کیا کہون
کہ کیا ہے ✤ اس قبر کا سن یہ ماجرا ہے ✤ اس احوال پر ملال کثیر الاختلال کو جو گوش زد کیا تو مرزا علی
لطف کے بقول اشعار تھی مجال اس گفتگو کی پھر کسے ✤ بات کی دل نے نہ دی فرصت اوسے
بیکلی سے ایسی ہی گھبرا گئی ✤ رک کے جان اکدم مین لب پر آگئی ✤ اپنی ہی مطلق نہ تھی اوسکو خبر ✤

ہووی کسکو پاپن ناموس پدر ✤ مضطرب فتان و خیزان برق وار ✤ پہونچی اوس مرقد تلک صد بیقرار ✤ کر گئی اک آلودہ حسرت کی نگاہ ✤ گر پڑی مرقد پہ اوسکی کر کی آہ ✤ ہوگیا اکدم مین سب قصہ تمام ✤ عشق نے آخر کیا اپنا ہی کام ✤ گویا یکایک اوس کشتہ حسرت کی تربت شق ہوئی اور اوسمین وہ غیرت ماہ آہ سما گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز اوسکی مادر خستہ جگر دیکھکر بحالت مضطر خاک پر تڑپ کر یہ اشعار زبان پر لائی مثنوی اے راحت جان من کجائی ✤ وی روح و روان من کجائی ✤ جسطرح سے تو نے جی دیا ہی ✤ اسطرح کوئی بھی مر گیا ہی ✤ افسوس ہی صد ہزار افسوس ✤ مر جائے تو یون نگار افسوس ✤ آخرکار اوسکی مادر اور پدر اہل ماتم ہر غم کو ہر ایک نے یون سمجھایا کہ مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ نہین بہر حال اوس حور تمثال کو ملتمین اب صبر کرنا واجبات سے ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے (الصبر عند صدمۃ الاولی) یعنی صبر کرنا نزدیک صدمہ پہلے کی ہے القصہ علاوہ سوگوار باد دل زار بصد بیقراری و اشکباری چہلم تک اوس مکان وحشت نشان مین مقیم رہے بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر اپنی سینہ بریان پر رکھکر وہان سے بصد تباہی راہی ہوئی مثنوی اب آگے کیا لکھون اس غم کا ذکر ✤ ہوا جاتا ہے میرا حال ابتر ✤ بس اے مجبور تو اپنی زبان تھام ✤ ہمیشہ سے یہی ہے عشق کا کام ✤ کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار ✤ روا ہے قتل معشوقان غدار ✤

داستان ایک بادشاہ طفل ماہی گیر پر عاشق تھا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کے عشق مین ماہی وار بیقرار تھی ایکدن جوان راہ گیر شہزادی پر عاشق ہوا اور شہزادی نے اوس عاشق سے ماہی گیر کیواسطے اوسکا دل طلب کیا اوسنے اپنا دل نذر کیا اور جان بحق تسلیم ہوا تین دن کے بعد شہزادی نے بھی اوس جوان کے عشق مین جان بحق تسلیم کی

راویان غواص و جلہ معانی اور حاکیان امواج لجہ خوش بیانی یہ حکایت گرداب الم اور روایت سحاب پر غم بالاے کاغذ آبی مثل موج دریا سیاہی روان سے یون لکھتے ہین کہ ایک بادشاہ شہنشاہ دریا دل گرداب الم کا ساحل ایک ماہی گیر دلپذیر کے دام عشق مین اسیر تھا لیکن اوس بادشاہ عالم پناہ نے اوسکو ارباب محفل مین لانا ننگ دبدبہ بادشاہی جانا اور ایک نظر آٹھ پہر اوسکو دیکھنا یہ بھی شاق تھا اسواسطے بادشاہ عالیجاہ نے اوس ماہی گیر خوش تقریر کو فرحت سے یہ خدمت بخشی کہ ایک مچھلی کا دل نرم بسمل محفل عالی منزل مین شب کو بلاناغہ لایا کرے لیکن اوس ماہی گیر رشک ماہ منیر کے دام عشق مین اوس بادشاہ کی دختر رشک قمر بھی ایسی گرفتار تھی کہ اگر ایک روز اوس دل افروز کو نہ دیکھتی تو مانند ماہی بے آب بیتاب ہو جاتی اور اپنی اشکباری و بیداری سے وہ سنے خور و خواب بعد اضطراب یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی مطلع ہون آشنائے غفلت چشم پر آب کیونکر ✤ پانی کے اندر آوے مچھلی کو خواب کیونکر ✤ وہ دختر شہر یار دلفگار گرفتار دام بلا براے تفریح طبع بارہا آسر راہ

جھروکے مین جھکیر مرزا علی لطف کے بقول شعر وحشیون کو سیکڑون انداز سے ❊ ہمیشہ کرتی تھی کمند ناز سے ❊ قضائی کار نامساعدی
روزگار سے ایک جوان پرارمان خوش شکل رعنا خوش زیبا ماہ سیما مہرلقا شکار شہباز عشق گرفتار انداز معشوق جو اوس طرف سے گذرا
اور نگاہ اوس رشک ماہ سے ناگاہ دوچار ہوگئی تو میر تقی کے بقول مثنوی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ❊ وہ نظر ہی
وداع طاقت تھی ❊ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ❊ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ❊ بیقراری نے کج ادائی کی ❊
تاب وطاقت نے بیوفائی کی ❊ لیکن وہ ماہ وش اوس جفاکش کیطرف کب خیال وصال کرتی کسواسطے کہ ہمیشہ
ماہی گیر کے دریاے انتظار مین اوسکی شست نگاہ آہ پڑی رہتی تھی اور اوسکے سوا مرزا علی لطف کے بقول مثنوی
مہر اوسپر کسونکہ ہو اوس ماہ کو ❊ کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو ❊ کب غرور حسن کو ہے یہ دماغ ❊ خودنمائی سے کہان
اوسکو فراغ ❊ صید لاغر کو اوٹھانا خاک سے ❊ ننگ سمجھے بازہما فتراک سے ❊ حاصل کلام وہ خوش خرام
بقول میر تقی مثنوی جھاڑ دامن کو بس وہ مہ پارہ ❊ اوٹھ گئی سامنے سے یکبارہ ❊ وہ گئی اوسکے سر بلا آئی ❊
خاک مین ملگئی وہ رعنائی ❊ اب آگے عاشق زار نوگرفتار کی حقیقت پر رقت صفحۂ غم پر نوک قلم سے کیا رقم
کرون جسجا پر وہ خستہ جگر مضطر وششدر محو نظارۂ مہ پارہ کھڑا تھا وہین کھڑا رہگیا لیکن بقول عشرت منظم
پھر کوئی اوٹھاتا تھا اوسکا وان سے گام ❊ کیونکہ وان تو عشق تھا گسترده دام ❊ پاؤن اوسکا کیا اوٹھے وان سے
بھلا ❊ عشق جسکا ہو گیا زنجیر پا ❊ بیان شب القصہ بعد روز سوم شب چہارم جسوقت ماہی گیر شب نے
براے تسخیر ماہیان سیارگان شست کہکشان مین ماہ کا چارہ لگاکر دریاے فلک مین پھینکی وہ ماہی گیر دلپذیر
اپنے معمول سے سر شام شاہزادی غیرت ماہ کے قریب آکر مے نوشی مین مالوف ومصروف ہوا اسی کیفیت اور نشہ
عشرت مین وہ شب بو العجب جب پہر کے قریب گذری تو وہ ماہی گیر رشک ماہ منیر بخوف شاہ بحر و بر نشہ غفلت سے
ایکبار ہوشیار ہوکر شاہزادی رشک پری سے رخصت طلب ہوا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے دریاے جود وسخا
واے صدف گوہر بے بہا آج تلاطم امواج عیش وعشرت کے باعث سے میری دام داری کا وقت گذر گیا مگر اس
گرداب فکر مین دل غوطہ زن ہے کہ اگر آج مچھلی کا دل بادشاہ بحر وبر کے متصل نہ پہونچے گا تو خدا جانے
اس آن کیا طوفان برپا ہوگا اے مایۂ عشرت اسوقت میرے احوال پر ملال پر بقول مرزا بیدل شعر
بحر می پیچد بموج اشک غم پرورد ما ❊ چرخ میگردد دوتا در فکر بار درد ما ❊ یہ سخن دلشکن اوس ماہی گیر دلپذیر کا
شاہزادی رشک پری سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے غریق بحر ہراس واے رفیق دریاے یاس
ایک مچھلی کے دل کے واسطے اپنے دل کو لجۂ غم مین ناحق ڈبوتا ہے اے دلدار مین دلفگار تجکو مچھلی کا
دل اسی منزل مین منگا دونگی اپنی خاطر فاتر کو ساحل امید سے ہمکنار کر اس کلام بد انجام سے
اوس ماہی گیر دلپذیر کو شگفتہ دل کرکے ایک خواص خاص سے یون چپکے سے فرمایا کہ اے محرم راز

پروردۂ ناز ایک کارد تیز خونریز اور طشت طلائی اس بیدل کی پیچھے لیچلا اور وہ جوان پر ارمان و دلفگار جو میر آتشۂ دیدار کھڑا تھا اوس سے یون کہہ اے عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہے کہ اپنے دل ناشاد نامراد کو سینے سی فی الحال نکالکر میرے پاس بلاد سواس بھیجدے تو مین جانون کہ تو بیدل عاشق کامل ہے ورنہ بقول میر تقی **شعر** دل اگر تھا غرض اے ناکام ✤ کیون عبث عشق کو کیا بدنام ✤ الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد دختر شہریار ایکبار وہین جاکر موجود ہوئی کہ جسجا پر وہ جوان پر ارمان بی آب و نان محو خیال جانان کھڑا تھا یکایک چھری اور طشت کو آگے رکھکے یہ سخن زبان پر لائی کہ اے گرفتار اجل وای دلفگاری بدل تیری مایۂ زندگانی اور پیرایۂ کامرانی تیرا دل طپیدہ آفت رسیدہ طلب کرتی ہی اگر تو نے میدان عاشقی مین قدم مارا ہے تو ہاتھہ دریای یاس مین دہو کر موت کا بیڑا اوٹھالے اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتی ہین **شعر** بیدل آن صیدیکہ محو گرفتاری بود ✤ ساغر سرشار داند حلقہای دام را ✤ یہ گفتگوی دو بدو اوس عربدہ جو کی وہ کشتۂ الفت اور تفتۂ آتش محنت سنکر بقول شخصے یون کہنے لگا **شعر** دل لیکے ہمارا کہین برباد کروگے ✤ لو دل تمہین ہم دیتی ہین کیا یاد کروگے ✤ الحاصل اوس بیدل نے اپنا دل سینۂ بے کینہ سی نکالکر اوس خواص خاص کے حوالہ کیا اور یہ شعر کسی کا زبان پر لایا **شعر** نقد دل رکھتے تھے سو یار کو مطلوب ہوا ✤ للہ الحمد چھٹے رنج سے کیا خوب ہوا ✤ غرض وہ نیم بسمل بیدل تو خاک پر تڑپ تڑپ کر جان بحق ہو گیا اور وہ خواص با اختصاص اوس بیدل کا دل دختر شہریار جفا کار کے پاس لیگئی مگر اپنے دل مین بقول عشرت یون کہتی تھی **شعر** دیکھیو تیز نگہبازی عشق کی ✤ بیدلون پر حیلہ سازی عشق کی ✤ آخر کار وہ ماہی گیر نابکار اوس صید شاہباز عشق کا دل باورچیخانۂ شاہی مین لے گیا اور کباب پز جگر کباب نے چاہا کہ اوسے سیخ پر لگاکر برائے شاہ عالی جناب کباب طیار کرون کہ یکایک اوس دلفگار سے یہ آواز خدا ساز صادر ہوئی **مصرعہ** دلم بردی و دلداری نکردی ✤ یہ احوال کثیر الاختلال کباب پز جگر کباب اور تمام احباب سنکر حیران و ششدر ہوئے الغرض یہ خبر وحشت اثر بکاول باورچیخانہ کا سماعت کرکے بصد ادب دست بستہ شہنشاہ عالی پناہ سے بقول عشرت یون عرض کرنے لگا **اشعار** کا ے شہ مہر سپہر عز و جاہ ✤ ماہتاب سلطنت عالم پناہ ✤ وے شہ عالی قدر والا گہر ✤ آج دیکھا ماجرائے طرفہ تر ✤ یعنی ہر شب بہر شاہ نیک نام ✤ ایک دل مچھلی کا آتا تھا مدام ✤ آج کا دل اون دلون سے کچھ کلان ✤ طرفہ تر آیا ہے بی نام و نشان ✤ اور اوسکے سوا یہ ماجرا عجیب و غریب ہے کہ اوس دل بیدل سے یہ صدا بار بار آتی ہے **مصرعہ** دلم بردی و دلداری نکردی ✤ لیکن بقول عشرت **شعر** مین یہ حیران ہون یہ کیا اسرار ہے ✤ یہ دل ماہی عجب پرخار ہے ✤ یہ کلام وحشت التیام وہ شاہ بحر و بر سنکر گرداب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور لجۂ تفکر مین ڈوب کر بتامل بسیار ایکبار اوس بکاول سے یون فرمانے لگا کہ اوس دل شکوہ کن کو حضور پرنور مین حاضر

کر تاکہ دریافت صاف صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل ہے الحاصل حسب ارشاد عالی متعالی وہ دل میان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور بصد اضطرار ایکبار یون آواز دینے لگا مصرع ع ظلم بردی و دلداری نکردی * یہ ماجرا حیرت افزا بادشاہ عالیجاہ ملاحظہ فرما کر دم بخود ہوا اور تمام حضار محفل مین اوس دل نیم بسمل کے احوال پر ملال پر مانند ماہی بی آب بیتابی ہوئی اور میان عشرت حضرت عشق کی شان مین یون کہتے ہین نظم واہ رے ظالم تری بیباکیان طرفہ تر ہین کچھ تری چالاکیان * خاک مین رکھا کہین تن کو چھپا * دل کو فریادی کہین ظاہر کیا * الغرض بادشاہ جمجاہ نے اوس ماہی گیر بے پیر کو طلب فرما کے پوچھا کہ اے صیاد ماہیان دریا و اے جلاد مظلومان باوفا تو نے آج کس صید ناامید کو تہ دام بلا کیا ہے جو یہ دل نیم بسمل مچھلی کے دل سے بیتاب نہایت افزون ہے اور اسکے سوا ہر زبان شکوہ کنان ہے یہ ارشاد حضور پرنور وہ صیاد ذی شعور ستمگر یون گویا ہوا کہ اے مہر سپہر حشمت و اے ماہتاب آسمان شوکت اس دل کی آواز خدا سازسے مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی کلانی لاثانی کا یہ سبب ہے کہ آج ایک مچھلی کلان میرے دام کی درمیان آ کر پھنسی تھی غرض کہ آپکے اقبال دولت سے غلام نے بزور تمام اوسے تہ دام کر کے اوسکا شکم چاک کیا تھا مگر معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی کسی بحر عشق کی ہے کہ جسکے دل سے درد کی صدا آتی ہے اور یا یہ ماہی کسی عاشق صادق کو شکل حضرت یونس علیہ السلام بر محل نگل گئی ہے اور یا اس ماہی کی سرشت مین صانع قدرت نے عشق مخلوق کیا ہے حاصل کلام وہ ماہی گیر نافرجام تقریر بے تاثیر کرتا تھا لیکن بادشاہ عالم پناہ کے دلکو اصلا تشفی نہوتی تھی بہرحال وہ شب پر تعب تو گذر گئی

بیان سحر اور جسوقت جلاد فلک نے خورشید کو خون شفق مین غلطان کر کے مثل دل نیم بسمل طشت مشرق مین رکھا اوس شہنشاہ عادل زمان رشک نوشیروان نے کوتوال خوش خصال سے فرمایا کہ اس دلفگار آوازدار کو سر بازار دروازہ شاہی مین رکھوا دے اور چند اشخاص خاص پاسبانی اور خبرداری کو تعین کر دے شاید اسکا راز مخفی کسی رہگذر سے افشا ہو جاوے تو عجب نہین القصہ وہ دل نیم بسمل ادہر سر بازار مصروف شکوۂ یار روانہ ہوا اور اودہر کا احوال پر ملال کلک جگر شگاف قرطاس الم پر کیا رقم کرے یعنی دختر شہریار ماہ رخسار جفاکار نے اوس بیدل کا دل بیدلی سے طشت آزمایش مین لیتے تو لیا مگر جسوقت وہ جوان پرارمان کشتۂ تیغ جفا اور مذبوح خنجر دغا زیر زمین دفن ہوا اوسیوقت اوسی ساعت سے جذبۂ عشق نے مرزا علی لطف کے بقول مثنوی یان کیا پیوند اوسکو خاک کا * دل وہان بھیرا ہے اوس سفاک کا * شاہد خندان یا تو مثل گل تھی وہ * یا کہ رشک افزاے صد بلبل تھی وہ * پر حیا از بسکہ دامنگیر تھی * چپ مثال بلبل تصویر تھی * گرچہ تھا شدت سے ضبط اضطرار * پر کہین ہوتا ہے دل پر اختیار * رفتہ رفتہ اشک سے خون ہو گیا * یا تو غم تھا یا کہ جنون ہو گیا * ہمسری تھی گل سے حسن عارض کو ننگ * ہو گیا صد برگ سا صاف

اوسکا رنگ ❊ فرش گل پر بجلی سی نار تھی ❊ ہر رگ گل اوسکو نوک خار تھی ❊ اور میان عشرت کشتۂ الفت کی زبانی ہے
مثنوی سونپتی ہی خاک میں مع دلفگار ❊ ہو گئی دام محبت کی شکار ❊ آتش غم دل پہ جو بھڑکی دو چند ❊ مضطرب جلنے لگی
مثل سپند ❊ غرق دریائے ندامت تھی مگر ❊ جذب دل اوسپر ہوا یہ حملہ ور ❊ روز و شب بے خواب و خور باچشم تر ❊ بیٹھی تھی
آکے اوسکی خاک پر ❊ سیر صحرا سے ہوئی وہ دلفگار ❊ گشت گلشن ہو گیا آنکھوں میں خار ❊ بیٹھتی غرقون میں سیر
آب کو ❊ روکے اوٹھتی اوس دل بیتاب کو ❊ ذکر جام بزم سے تھا اوسکو ننگ ❊ ہو گئی تھی زندگی سے اپنی تنگ ❊
تھی جو آمد رفت اوس صیاد کی ❊ سدرہ اوسکی وہ حالت ہو گئی ❊ ای سامعان حکایت پر غم وای شاعران
عطارد رقم ادہر تو دختر شہریار دل افگار اپنے عاشق زار جان نثار کی سوگوار تھی اور ادہر وہ دل نیم بسمل طشت
طلا میں دروازۂ شاہی پر مانند قندیل بے بدیل لٹکتا تھا اور ایک ہجوم بادل مغموم اوسکے گرد روز و شب
اسقدر تھا بقول میر تقی **شعر** تھا ہنگامہ اک سرپایان اسکے جمع ❊ پتنگے اکٹھے ہوں جوں گرد شمع ❊ لیکن
اس راز مخفی اور آواز غیبی سے کوئی ماہر نتھا قضاے کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشنضمیر عاشق دل
صادق منزل سیر پر تاج الفت رکھے گلے میں محبت کی کفنی پہنے اشک مسلسل کی سیلیاں ڈہلے ہاتھہ میں
آہ کی بیراگی لیے فراق کا کجکول کمر سے لگائے اوس جاے حیرت افزا پر وارد ہوا کہیں رہگذر میں وہ دل
نالان باآہ و فغان شکوہ کنان دلبران بیوفا تھا یہ فقیر روشنضمیر اوس بے نصیب کے قریب گیا اور یوں
گویا ہوا بقول عشرت **ابیات** ہے دلوں کو عاشقوں کے اضطرار ❊ لیکن اے دل ہو نہ ایسا بیقرار ❊
پردہ ہائے غم میں ہے پنہان سرور ❊ بیقراری اتنی اے دل کیا ضرور ❊ یہ حرف شگرف وہ درویش جگر ریش
کہکر راہی ہوا اور یہ دل طپیدہ آفت رسیدہ چپ ہو گیا اور فی الحقیقت ہے **شعر** پہر زبان سے
کسطرح نکلے جواب ❊ جبکہ حاصل ہو جواب باصواب ❊ یہ واقعۂ عزت افزا ہوش ربا پیر و جوان اوس
زمان کے دیکھکر آئینہ سان حیران و ششدر ہوئے اور یہ ماجراے عجیب و غریب خبرداران صدق مقال
اور چوکیداران کوتوال کی زبانی بادشاہ عالم پناہ کے گوش ہوش میں پہونچا کہ ایک فقیر روشن ضمیر
کے ہمکلام ہونے سے وہ دل پر آواز کشتۂ ناز چپ ہو گیا ہے **شعر** اب نہیں وہ بیقراری کی
صدا ❊ ہے گل پژمردہ سا جیسے پڑا ❊ اس سخن حیرت افزا سے شہنشاہ عالیجاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی
لیکن وہیں ارشاد فرمایا کہ اوس درویش کو جلد تلاش کرکے بارگاہ شاہی میں حاضر کرو غرض
لوگوں نے تلاش بسیار اوس درویش عالیمقدار کو روبروے بادشاہ عالم پناہ حاضر کیا شہنشاہ کیجاہ
نے اوس درویش صاحب کمال شیرین مقال کو اپنے قریب بٹھا کے بادل شاد یہ ارشاد کیا کہ اسے
صاحب کشف و کرامات واے فخر فقیران عالی [illegible] عنایت کا اور عجیب ہو جائیگا

کیا سبب ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا استماع کرکے فقیر روشن ضمیر نے کہا کہ اے بادشاہ بحر و بر والی شاہ والاگہر یہ دل ماہی کا
نہین ہے یہ دل کسی ناامید دام عشق کے صید کا ہے یہ دل دریاے الم کا غریق رحمت ہی یہ دل گرداب ستم کا
آشنا ہے یہ دل کشاکش الم کا مستغرق ہے اور اسکا ماجراے پوشیدہ کیا بیان کرون بقول شخصے مصرع کہین کہنے
سے اولی ہے نہ کہنا ✤ حاصل کلام بادشاہ عالی مقام جب اوس راز مخفی کے افشا کرنے مین نہایت درپی ہوا تو اوس
درویش دلریش نے اوس دل نیم بسمل کو مثل ید بیضاے حضرت موسی علیہ السلام ہاتھ مین لیکر یہ کہا کہ اے بادشاہ عالم پناہ
اگر تجکو کوہ طور عشق کی تجلی دیکھنی ہے تو بسم اللہ میری ہمراہ چل اس دلفگار کا احوال پرملال تجھپر اظہر ہو جائیگا غرض
شاہ و گدا باہم اوس دل پرغم کو لیے جو اوٹھے تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اوس درویش دلریش کے ہاتھ مین جذبہ عشق سے
یون چل نکلا کہ گویا کوئی دست درویش کو خود بخود کھینچے لیے جاتا ہے آخرکار وہ دلفگار بادشاہ اوس گدا کو اپنے پیچھے
پیچھے لیے اوس مکان حیرت نشان پر آیا جسجا پر اوسکا قالب تن بیوطن تنہا خاک پڑا تھا اوس تربت بے نشان
لامکان پر وہ نابود اپنی بود و موجود سمجھکر کھڑا ہو گیا اور اوس فقیر روشن ضمیر کے ہاتھ سے مثل سپند آتش رسیدہ
چٹک کر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا کہ یکایک گورکن عشق نے اوس کشتۂ محبت کی تربت شق کی اور بقول
عشرت ابیات دل نے وا دیکھی جو اوس کشتے کی قبر ✤ پھر کوئی دلکو بھلا آتا ہے صبر ✤ دیکھ خالی آپ سے اپنا
مکان ✤ جا پڑا اوس زخم پر شکوہ کنان ✤ یہ حالت طرفہ تر وہ شاہ بحر و بر ملاحظہ فرماکر دریاے تحیر مین مستغرق
ہوا اور تمام خدام مع خاص و عام زبانی مرزا علی لطف یون کہتے تھے **نظم** عشق کو کوئی طرفہ آفت خیز ہے
عشق کو کوئی زور ہی خونریز ہے ✤ واہ رے اے عشق نیرنگی تری ✤ گہ خوشی اور گاہ دلتنگی تری ✤
اور ادہر دختر شہریار سوگوار اپنے دل افگار کی تربت پوشیدہ غرفے سے دیکھ رہی تھی کہ یکایک وہ
رشک لیلی مجنون وار بے اختیار قصر شاہی سے اسطرح تربت عاشق پر کود پڑی کہ جسطرح کوئی شہباز
اپنے شکار پر بے اختیار گرتا ہے لیکن بقول عشرت **ابیات** آہ بھر کر قبر مین جو وہ گری ✤ گرگئی
بس جان تحقیق تسلیم کی ✤ جذب تھا از بس دل بیتاب کا ✤ ہو گیا پھر چاک سینہ خاک کا ✤ مثل گل جو قبر
اوسکی کھل گئی ✤ یہ مثال اشک اوسمین مل گئی ✤ نام ہی باقی رہا اوسکا وہان ✤ پھر نہ پایا اس سوا
کچھ بھی نشان ✤ اب آگے حالت پر رقت شہنشاہ جانکاہ اور خادمان محل کی مشق نالہ و آہ کیا بیان کرون
بقول مصحفی **ابیات** ہر ایک وہان جو پر عجب تھا ✤ وندان کے ساتھ ربط لب تھا ✤ کہتے تھے کہ انکی
چاہ ہوگی ✤ مدت سے دلون مین راہ ہوگی ✤ اور گریہ و زاری و اشکباری کا اوس محل بے بدل مین
یہ تلاطم تھا کہ گویا طوفان نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت **اشعار** غرق جسمین دخت شاہی ہو گئی ✤
کشتی شاہی تباہی ہو گئی ✤ بس ای مہجور تھام اپنی زبان کو ✤ نہ اتنا طول دے اس داستان کو ✤ یہ ادنی اس محبت کا

اثر ہے ٭ نہ لیلی ہے نہ مجنون نوحہ گر ہے ٭ نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے نہ فرہاد ٭ نہ وامق ہے نہ عذرا رشک شمشاد ٭ ایاز مہروش ہے اور نہ محمود ٭ محبت سے ہوئے سب بود نابود ٭ ہوا انکا نہین جینا گوارا ٭ دمن کو بھی محبت ہی نے مارا ٭

داستان خاص محل کی خواص پر خدمتگار بادشاہ عاشق ہوا اور زہر ہلاہل کھا کر نہ موا پادشاہ یہ ماجراے حیرت افزا اسکو متعجب کمال ہوا اور حکماے حاذق کو طلب فرماکر مستفسر حال ہوا طبیبون نے جواب دیا کہ تاثیر عشق کے سبب سے زہر نے اثر نکیا ورنہ اوسکی زیست محال ہے فقط وصل معشوق مانع وصال ہے بادشاہ نے دونون عاشق و معشوق کو باہم واصل کیا پہلے عاشق نے جان دی تھوڑے دنون کے بعد جذبہ عشق سے معشوق نے دار البقا کی راہ لی

راویان رطب اللسان اور حاکیان شیرین زبان یہ افسانۂ غم آلودۂ زہر الم صفحۂ قرطاس پر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانۂ سلف مین شہر بغداد مین ایک پادشاہ جمجاہ اسقدر ممسک و منحوس لکھی چوس تھا کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ نہ دیتا تھا آخر کار اطباے عالی مقدار اور حکماے والا تبار سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ کوئی تدبیر برایہ مفرح القلوب اس قانون کے حکمت سے کیجیے کہ یہ بادشاہ کسی نحو سے ہماری صرف اوقات کا خبر گیران ہو اور آثار افلاس ہقیاس خلق کا اوسکی داروی بخشش سے دور ہو جاے المطلب اون اطباے حاذق اور حکماے صادق نے بہم ہو کر ایک زہر ہلاہل بار نخل اجل ایسا بنایا شعر کہ سونگھے سے جسے مار سیہ ہاے ٭ بہ بحر بر گ مثل موج لہراے ٭ الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چھوٹی سیشی مین بھر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ لیگئے بعد آداب تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفۂ اعجوبہ نذر گذرانکر یہ سخن زبان پر لایا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ اس تحفۂ نادر اور ہدایای بر اثر کی توصیف و تعریف مین زبان رطب البیان تلخکام ہے یہ گفتگو دو بدو طبیب نیکخو کی بادشاہ مسموع فرماکر یون حرفزن ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص خاص بیان کر کہ یہ دوا بر بلا کس دردمند کو فائدہ مند ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا سنکر وہ طبیب صادق اور لبیب حاذق ارسطو طبیعت فلاطون خصلت لب زہر خوردہ رعب شاہی کو تریاق تقریر سے کھولکر یون گویا ہوا کہ اے رونق گلستان شاہی و اے زیب بوستان آگاہی یہ شیشی زہر پر قہر کی ہے اگر اسکی ایک سینک پیل طویل کے دانت پر بطور خط کھینچ دیجیے تو مانند آب بجھ جاے یا اوسکا ایک قطرہ سر کوہ پر شکوہ پر ٹپکائیے تو عجب نہین کہ مانند حباب دریاے فنا سے ہمکنار ہو یہ سخن حیرت افگن بادشاہ سنکر

کہنے لگا اشعار اری حاضر ہے کوئی جلد جاؤ ✤ وہ ہاتھی فیلخانے مین سے لاؤ ✤ کہ جسکو دیکھکر فیل فلک کا ✤ خطر سے آب ہو
بہہ جاے زہرا ✤ غرض حسب الحکم شاہی ایک پیل بہنایت طویل ایسا حاضر ہوا کہ جسکے وصف مین مرزا سودا یون کہتے ہین
ع بیٹھنے مین ہے وہ کوہ اوٹھنے مین ہے ابر سیاہ ✤ عرش رفعت مین روش مین ہے صفت چرخ اٹھک ✤ الغرض بادشاہ نے
بہر امتحان بقول حکیمان مسیح الزمان ایک سینک اوس زہر پر قہر سے تر کرکے جو ہاتھی کی دانت پر آفات پر لکھوائی ایک خط
کھینچتے ہی یہ معلوم ہوا کہ وہ ہاتھی تھا یا کہ کالے پانی کا حباب تھا کہ ہوا کے لگتے ہی آب ہو گیا دیا کہ چھاگل پانی
کی تھی کہ ٹھیس لگتے ہی روان ہو گئی یہ تاثیر بے نظیر اوس ہلاہل ثمر اجل کی دیکھکر بادشاہ بہنایت شگفتہ خاطر ہوا
اور اوسکے صلہ مین ہر حکیم قدیم کو خلعت فاخرہ اور جواہر بے بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا رخصت بعد بشاشت کیا
اور اوسی دن سے زہر پر قہر نے اوسکے دلکو یہ تاثیر بخشی کہ وہ باتین زہرناک جو تھین اون سے دست بردار ہوا
اور یہ اشعار آبدار رنگین بے زبان پر لایا مثنوی ظلم اے رنگین بہت معیوب ہے ✤ عاجزون پر رحم کرنا
خوب ہے ✤ کرلے نیکی تجھسے جتنی ہو سکے ✤ تخم یہ اچھا ہے بو گر بو سکے ✤ نیک و بدکی کیا تجھے اٹکل نہین ✤
راہ سے بیراہ ہر گز چل نہین ✤ اور فی الحقیقت ہے بقول انجشتی ع نخشبی رسم ظلم بدباشد ✤ زہر کے کار ہا ے
قند کند ✤ عاقبت در زمانہ ظالم را ✤ داد مظلوم دردمند کند ✤ القصہ اوس بادشاہ جمجاہ نے وہ شیشی
زہر پر قہر کی ایک خدمتگار امانت دار کو دے کر ارشاد فرمایا کہ اس شیشی کو سنگ حوادث سے بچاکر محافظت
سے خاص محل بے بدل کی ڈیوڑہی پر لیجا اور شیرین خواص خاص داروغہ دار الشفا کو سپرد کرکے
رسید لے آ موجب حکم بادشاہی وہ خدمتگار دلفگار شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن اثناے راہ مین وہ
نیک خصال یہ خیال دل مین لایا کہ ایسی چیز شاذ و نادر کہان میسر ہوتی ہے برای داشت آید بکار اس امانت مین
خیانت کیجیے بقول ظہور شعر چورا لون مین تو کوئی کیا کہیگا ✤ کبھی کچھ کام میرے آرہیگا ✤ الغرض وہ عزیز باتمیز
اوسمین سے چہارم بخوف و غم لیکر جو آگے بڑہا قضاے کار ایکبار قضا بصورت انسان بنکر نمودار اور آشکار ہوئی
اور یہ شعر ظہور کا زبان پر لائی شعر پھنسا ہے ہاتھ مین گو تو قضا کے ✤ قضا کو لیچلا ہے پر چرا کے ✤ یہ بات
واہیات اوسکی سنکر اسکے دل کو کمال زہر معلوم ہوئی اور یون گویا ہوا اشعار مین کسکا چور ہون چوری ہے
کیسی ✤ ٹھکنا پھر کسیکو بات ایسی ✤ جو زہر آلودہ کھتا ہے کوئی بات ✤ قسم ہے سخت ہوتا ہے وہ بدذات ✤
یہ گفتگو دو بدو قضا سے کرکے حضور پر نور کی ڈیوڑہی پر حاضر ہوا اور فرہاد خواجہ سرا کو محل کے اندر براے
طلب شیرین خواص غنچہ لب بھیجا لیکن بقول ظہور شعر خبر سنکر خواص خاص آئی ✤ اوٹھا
پردے کو شکل اپنی دکھائی ✤ خواص خاص کیا خاصی بلا تھی ✤ تھی انسان پردہ پردے مین قضا تھی ✤ اب آگے
[illegible] کیا کہون حقیقت ہین وہ مہ [illegible] شعر اگر چہ نام کو شیرین تھی

وہ ماہ ✤ ولیکن بہر کی تھی گانٹھہ واللہ ✤ غرض اوس خدمتگار دلفگار سیہ بخت ہمسر فرہاد ناشاد کو پہلے تو اوس شیرین کے
بال مشک سنبل نے سم الفار عشق کھلایا اور زلف افعی مثال نے قضا کے سانپ آنکھون مین لہرانے شروع کیے اور پیشانی
لاثانی کو دیکھکر آئینہ وار ششدر و حیران ہوا اور ابرؤون نے ایکبار تیغ آبدار ہلالی دو دستی سے سر دست گھائل کر دیا
اور تیر مژگان نے ہدف سینہ کو مانند خاک تودہ چھلنی کیا اور خنجر نگاہ نے اوسکے دل نحیف کو دیکھتے دیکھتے نیم بسمل
کر دیا اور عارض رشک گل کو ملاحظہ کرکے بوستان حیرت مین مثل نرگس حیران حیران ہوگیا اور بینی کو دیکھکر جان
غمناک ناک مین آرہی اور لب لعل فام کو دیکھکر جان بلب ہوگیا اور تنگی دہن اوس غنچہ دہن کی دیکھکر در حجاب گویائی پہ
قفل خاموشی لگ گیا اور دندانون کی آبداری دیکھکر چشم گہربار تار مژہ مین موتی پرونے لگی چاہ ذقن کو دیکھتے ہی
عشق نے چاہ الم مین جھنکا کر دل کو ڈانوان ڈول کر دیا اور اوس چہرہ کی صفائی گلو اس ذرہ بیمقدار کا دست ستم سے
گلا گھونٹنے لگی اور گردن صراحی دار نے گردن پکڑکر جلاد عشق کے حوالے کر دیا اور شانہ دیکھکر تیر قضا کا نشانہ ہوگیا
اور بازوؤن کے عالم نے نقد جان دست برد کر لیا اور ساعد سیمین نے گریبان وحشت پھاڑ کر دامنگیر جنون کر دیا اور
کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پہونچا اور دست حنائی بصد خونخواری دل نیم جل سے ہم پنجہ ہوئے اور انگلیون
کے عالم نے عشق کی ناخن بندی کرکے عاشقون مین انگشت نما کیا اور چھاتیون کو دیکھکر کچھہ چوٹ بھی سینے
مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کرکے عشق کے لپیٹ مین آگیا اور ناف پر اوصاف نے گرداب غم مین
غوطہ زن کیا اور سرین کی گلاہٹ دیکھکر دل پر بین پہلوتہی کرنے لگا اور ران کی صفائی نے مثل آئینہ حیران
کر دیا اور ساق سیمین نے اوس غمگین کو ہمزانوے اجل کیا اور پا نے نگارین کو دیکھکر بیقراری اور اشکباری نے
پاؤن پھیلائے غرض بہر صورت وہ کشتۂ وحشت پامال غم والم ہوا قصہ مختصر اوس تفتہ جگر نے اوس عشوہ گر
سے دو چار ہو کر وہ شیشی زہر پر قہر کی آگے لیجا کے بقول ظہور شعر کہا لیجے امانت شہ کی جانی ✤ ہوئی زہر
اب ہمین یہ زندگانی ✤ غرض وہ خواص خاص اس کشتۂ یاس بیحواس کے ہاتھہ سے ہیہات وہ شیشی زہر بھر
کی لیکر اور زہر عشق پلا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم رنج والم اور کشتۂ تیغ ستم یہ دوہرا اکیکا زبان پر لایا دوہرا
باںہہ چھوڑائے جات ہو نبل جان کے موہے ✤ ہردے مین سے جاؤگے تو مرد ون کی توہے ✤ المدعا وہ حور لقا
اپنے مکان جنت نشان مین جا کر زینت بخش ہوئی اور یہ تپیدہ جفا کشیدہ بصد ملال یہ خیال پر اختلال دل مین
لایا کہ اوس آرام جان عاشقان کا وصل بغیر از وصال محال ہے بقول جرات شعر وصل ہونے کا کچھہ بناؤ
نہین ✤ وان لگا دل جہان لگاؤ نہین ✤ اور یہ بیقراری اور آہ و زاری دل سے دور ہوتی نہایت اشکال
ہے پس اس سے تو بہتر ہے کہ اس جان شیرین کو شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا تیشۂ زہر
ہلاہل سے ہلاک کیجیے بقول میر سوز مصرع فرہاد ہم نہین جو مرین سر پٹک پٹک ✤ غرض وہ دلگیر پر تشویر

یہ تدبیر دلمین کرکی اوس زہر کے پینے پر مستعد ہوا مگر پھر دلمین یہ خیال پر اختلال آیا کہ اگر اس زہر پر قہر کے پینے سے جان شیرین
شیشۂ قالب سے فرار ہو گئی تو موجب بدنامی شہنشاہ عالم پناہ ہے کس واسطے کہ جمیع صغیر و کبیر برنا و پیر یہہ کہینگے کہ یہ
عزیز بے تمیز بادشاہ عالیجاہ کی خواص خاص پر مفتون و شیدا ہوکر مر گیا اس بات سے تو یون بہتر ہے کہ یہ زہر پر قہر
یہان سے اپنے گھر مین لیجیے اور وہان جاکر جسکے سے عمر رہے یہ شورۂ غم افزا اوس مسموم عشق نے دل سے کہکے اوس
زہر پر قہر کو لے لیا اور یہ اشعار آبدار ظہور کے پڑھنے لگا اشعار خوشی رہ تو چلے ہم اپنے گھر کو + وصیت کرتے ہین
تجھہ ہجر کو + نہ تو آئیگی میرے پاس جبتک + نہ نکلے گی مری جان تن سے تبتک + تغافل کی قسم تو جلد آنا +
عدم کو تا مین ہون جلدی روانہ + نہ دکھلانا عذاب نزع مجکو + قسم ہے کشتۂ الفت کی تجکو + چلا یہ کہکے پھر وہ
جان ناشاد + چلے ہم اپنے گھر کو خانہ آباد + القصہ وہ زہر پر قہر اوس مسموم عشق نے شیشۂ حلق مین پہکر کے اپنے
خانۂ ویران اور کاشانۂ پریشان کی راہ لی اور بادشاہ جمجاہ بعد فراغ سیر و شکار محل خاص مین صدا آمد ہوکر بزبان
شیرین یون گویا ہوئے کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین خواص کو دیگیا تھا وہ کہان ہے یہ کلام شاہ
عالی مقام کا شیرین سنکر مع امانت خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی لیکن بقول ظہور اشعار جو ہین دیکھی وہ شیشی
شہ نے خالی + یکایک آگئی چہرے پہ لالی + یہ فرمایا کہ ہے یہ جاے حیرت + امانت مین ہماری ہو خیانت + یہ کسکی
زندگانی دار فانی مین تلخ ہوئی جو اوس زہر ہلاہل کو چرا لیا یہ گفتگو بادشاہ تندخو کی سنکر سب خواصین دست بستہ عرض
کرنے لگین ای شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستارون جان نثارون کا کیا زہرہ ہے جو حضرت کی امانت مین خیانت کرین اوس
حالت پر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محلسرا سے برامد ہوا اور امین خاص کو طلب فرما کر یون ارشاد کیا ای عزیز دی مین
تجکو مین نے زہر پر قہر کی شیشی کیا اسی قدر دی تھی سچ بتا نہین تو واللہ باللہ اسکی تعزیر ایسی دونگا کہ تیری زیست
تلخ ہو جائیگی اسکے جواب مین اوس مسموم عشق نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ ای شاہ گیتی پناہ فی الحقیقت بقول ظہور ہے
اوسی جیب مین در شاہی پہ لایا + بنا کافی وہ میرے کام آیا + یہ احوال کثیر الاختلال بادشاہ سنکر مانند بلبل تصویر
گلستان حیرت مین خاموش ہو گیا اور دل مین کہنے لگا کہ یا الہی یہ عزیز نا چیز کیا کہتا ہے یعنی ایسا زہر پر قہر
نوش کرے اور اب تک جیتا رہے یہ بات حسب ظاہر مجھکو عقل مین نہین آتی القصہ بادشاہ عالیجاہ نے
وہین حکیمون کو طلب فرماکے یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مغموم کس سبب سے اب تک قید حیات مین ہے
الغرض حکیمون نے اوس جان بلب زہر خوردہ کی نبض دیکھکر عرض کی کہ اے شاہ فلاطون طبیعت و اے
ارسطو خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہے مگر اسکی نبض سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ اسکو کسیکے
افعی زلف نے ڈسا ہے کہ تاثیر زہر کو فرو کر دیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اوسکا شربت دیدار ملے تو غالب
ہے کہ یہ جان بلب دیکھتے ہی اپنے دلبر کو پانی کی طرح بجھجائے بقول ظہور شعر کسیکی زلف

پہچان کا سیہ پارہ + بس اسکو ڈس گیا ہی ظاہر آثار + اگر وہ سانپ اسکے آگے لہراے + یہ کہا کہ لہر پانی ہوکے بہہ جاے +
یہ سخن حیرت افگن حکیموں سی سنکر بادشاہ کہنے لگا یہ بات خلاف عقل ہی اوسکے جواب مین حکیموں نے عرض کی کہ اگر
اس بات مین مو برابر فرق ہو تو ہم خانہ زادوں کو زہر عقوبت سی ہلاک کیجیے اور حضرت کو اسمین کچھ تامل ہو تو ہمارے
نسخہ تشخیص کو امتحان کر لیجیے الغرض بادشاہ نے حکیموں سے ارشاد کیا اگر اسکا معشوق دریافت ہو تو اوسکو بلوا کر
موصل کیجیے تاکہ یہ مسموم تلخی ہجر کے عذاب سی مخلصی پاوے یا جان شیرین کو وارفتگی مین آسانی سی گنواوے یہ کلام
بادشاہ عالی مقام کا سنکر سب اطبای حاذق اور حکمای صادق باہم ہوکر عرض کرنے لگے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت عالیجناب
ہے کہ جو رشک حور اسکے ہاتھ سے زہر کی شیشی لگئی ہے اوسنے اس دیوانہ کو زہر عشق پلا دیا ہے یہ سخن دلشکن حکیموں کا سنکر
بادشاہ نے اوس مسموم مغموم سی پوچھا اے تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیری ہاتھ سے زہر پر قہر کی شیشی کون لے گئی
لیگئی تھی یہ گفتگو بادشاہ تند خو کی سنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یوں گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالم پناہ وہ جو
شیرین خواص خاص سرکار والا تبار کی ہی اوسکا افعی زلف میری دل حزین کو ڈس گیا لیکن ای شہنشاہ گیتی پناہ
پھر بقول تنہا ہ ہی جبین اوسکی کاکل پر خم کو دیکھیے + اس آرزو کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے + قصہ مختصر بادشاہ جمجاہ
نے فرہاد خواجہ سرا خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کر کی شیرین خواص خاص کو بلا لا الغرض جسوقت بادشاہ عالیجاہ
کے قریب اطبای خاص اور اوس کشتۂ یاس کے سوا کوئی نرہا تو وہ فرہاد خواجہ سرا جو لقا شیرین خواص کی طلب کے
واسطے محلسرا مین گیا اور ادہر اس ناشاد رشک فرہاد کو جو دریافت ہوا کہ وہ شیرین دہن شیرین نام مجھ تلخکام کو
شربت دیدار پلانے کو آتی ہی مگر بقول میر حسن **شعر** کچھ اک دلکو امید اور جی کو یاس + لبوں پر ہنسی لیک چہرہ اداس +
اور ہر بار وہ دلفگار دلکو تشفی دیتا تھا کہ اے دل اب تیرا وصل نہایت متصل ہے بقول ظہور **شعر** ملیگا بوسۂ
لعل شکر خند + یہ زہر تلخ نسب ہو جاے گا قند + اور کبھی وہ جگر افگار اوسکے انتظار مین بصد بیقراری ہر باری
نسیم کا یہ مطلع زبان پر لاتا **مطلع** دم نکلجائی کہین یا مجھ نحیف و زار کا + یا کہین جلدی میسر وصل ہو دلدار کا +
اس حالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار ایکبار نمودار ہوئی غرض بقول ظہور **نظم** قریب شاہ جب وہ آن پہونچی +
تو اوس مردے مین گویا جان پہونچی + محبت کا جب آیا جوش پر جوش + ہوئی شرم و حیا دونوں فراموش +
یکایک تمنائے ہم آغوشی مین اوس مسموم مغموم سے نے خوف بادشاہ کو گوشۂ دل سے فراموش کرکے کمان
صبر سے مثل تیر پران ہوکر اپنے لب کو لب معشوق سے لب معشوق کیا اور اوس کمان ابرو کو قبضۂ آغوش
مین کھینچکر یہ شعر کسی کا زبان پر لایا **ہ** کمان ابرو مرے گھر کیوں نہ آوے + کہ جسکے واسطے کھینچے
ہین چلے + لیکن بقول مرزا سودا **شعر** فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل + زہر غم ہجر اثر کر گیا +
غرض وہ جگر افگار عاشق زار ہدف سینہ پر تیر قضا کھائے مرنے پر بیس بیٹھا تھا پر جانکان

شادیٔ مرگ کی خواہش مین یکایک اوس مہ کے گلے لگتی ہی زہر پیقہر نے ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سے مبدل کر کے اپنا جواثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہو کر بہہ گیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سے وہ پانی افت کی فشانی اسقدر گرمی رکھتا تھا کہ جس زمین پر وہ آب روان ہوا حباب آسا اوس مقام پر پھپھولے پڑ گئی لیکن بقول ظہور اشعار برنگ ابر پانی ہو بہا وہ ✤ سحاب غم سی نکلی مہ لقا وہ ✤ یہ چمکی برق جو ابر سیہ مین ✤ ہوئی حیرت دل حیران شہ مین ✤ القصہ وہ شاہ عالم پناہ اوس مسموم مغموم کے مرنے سے نہایت ملول و اندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پیقہر کے کم ہونی کا دلپر غضب پر تعب تھا سو اس تحکام کی جان شیرین جانے سے فرو ہو گیا اور اوس پریزاد ستم ایجاد کی حالت پر ملالت نہ پوچھو دریای حیرت اور لجۂ ندامت مین غوطہ زن ہو کر یون کہتی تھی منظم یہ کیسی اسکے دل پر لہرآئی ✤ جو اپنی جان شیرین یون گنوائی ✤ نہین مین جانتی تھی فی الحقیقت ✤ کہ یہ یون ہی گے غریق بحر الفت ✤ غرض وہ پری خسار جگر افگار خوف شاہی سے قلق کو ضبط کر کے مثل بلبل تصویر خاموش ہو گئی اور جسجا پر وہ دل بیتاب آب ہو کر بہہ گیا تھا اوسپر بادشاہ والا گہر کی جو نظر پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک لعل بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہے یہ احوال پر اختلال بادشاہ دیکھکر حکیمون سے پوچھنے لگا کہ یہ لعل بے بہا اسکی جسم پر آب سے کسطرح پیدا ہوا یہ گفتگو بادشاہ کی اطبا سنکر کہنے لگے اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ لعل بے بہا نہین ہے اوس مسموم مغموم کا دل بسمل ہے لیکن حرارت قلق جگر سے پتھر ہو گیا ہے لعل بدخشان اسکی پاسنگ کو نہین پہونچتا غرض بادشاہ جمجاہ نے ہر ایک جوہری رشک پری کو جو دکھلایا تو وہ جوہری باشعور بقول ظہور یون گویا ہوا شعر بہا اس کی بہا کا کیا بھلا ہو ✤ سر قاتل پہ جسکی خون بہا ہو غرض بادشاہ عالیجاہ نے اوس لعل عجیب و غریب کو توشکخانے مین سپرد کر کے توشکچی سے یون فرمایا کہ اس لعل خوش نگار رشک بہار کو سرپیچ مین نصب کر کے خلعت فاخرہ مین لگا رکھنا انشاء اللہ تعالی بشہر ولادت بروز عید اسکو ہم اپنے سر پر چڑھاوینگے اور شیرین خواص بجو اس کو فرمایا کہ تیرا عاشق جان نثار کھسار عشق پر فرہاد آسا کوہکنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو تیشۂ غم سے ہلاک کرنا الغرض بادشاہ جہان پناہ نے شیرین مائل رفت کو رخصت کر کے استراحت فرمائی مگر شیرین بادل اندوہگین جو اپنے مکان دلستان کی طرف چلی تو یہ آواز خدا ساز گوش ہوش مین آئی مثنوی اے قاتل عاشقان محروم ✤ وے ظالم بیدلان مظلوم ✤ میرا تو عدم ہوا ٹھکانا ✤ تو بھی مرے بعد جلد آنا ✤ تجکو قسم اپنے کافری کی ✤ سوگند تجھے ستمگری کی ✤ عاشق کو نہ اپنے کر فراموش ✤ خالی ہے تری بغیر آغوش ✤ یہ ندا ہوش ربا وہ متلاشی سنکر بحالت شورش کہنے لگی شعر جان باختہ کیسی یہ ندا ہے ✤ سنکر جسے جی ہی سن ہوا ہے ✤ المدعا وہ رشک پری بحالت دربدری اپنے مکان دلستان مین جا کر زینت بخش ہوئی لیکن اوسی دن سے یہ حالت پر ملالت ہم پہونچی کہ وہ جو عارض رشک ولالہ نار رخ گل پر طعنہ زن تھے سو کاہش غم سے بسان سیب زرد ہو گئے

اور بقول میر حسن ابیات وہ آنکھیں جو رو دین تھیں سب پھوٹکر ✤ تو گویا تھے موتی بھری کو ٹکر ✤ ٹھہرنی لگا جان مین اضطراب ✤
لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب ✤ تپ ہجر گھر دلمین کرنی لگی ✤ دُر اشک سے چشم بھرنی لگی ✤ غرض زندگانی سی ہونی لگی ✤ بہانی سے
جا جا کی سونے لگی ✤ نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا ✤ نہ کھانا نہ پینا نہ لب کھولنا ✤ جہان بیٹھنا پھر نہ اوٹھنا اوسی ✤ محبت مین
دن رات گھٹنا اوسی ✤ غرض وہ نازنین اندوہگین اپنی بیقراری اور آہ و زاری سی تنگ ہوکر دمبدم کسی کا یہ شعر پڑھتی تھی شعر دوروزہ
دوری آن یار جانی میکشد مارا ✤ بیا ای مرگ ورنہ زندگانی میکشد مارا ✤ اور کبھی اپنی تنہائی اور ناشکیبائی پر یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی
مطلع مریض عشق را کس نی تسکین نمی آید ✤ اجل از بیم بدنامیش بر بالین نمی آید ✤ اور کبھی بحالت جان کنی کہتی تھی اجل پر دخل
کیا کری بقول شخصے ؎ فراق یار چنان از دوا نوانم ساخت ✤ کہ بارہا اجلم آمد و مرا نشناخت ✤ القصہ اس عرصے مین روز عید
سعید بعد عرصۂ بعید پدید ہوا ہر ایک خواص خاص اور بیگمات محل ذی خلل اپنی اپنی آرایش مین مصروف و مالوف ہوئین لیکن وہ ماہ بحال
تباہ اپنے عاشق جان دادہ کی فراق مین یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی تھی مطلع تری دوری سے ای پیارے یہ دل پر درد اور غم ہے ✤
کہ روز عید بھی گویا ہمین ماہ محرم ہے ✤ اور اودہر بادشاہ عالم پناہ نے خلعت فاخرہ تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے وہ جیغہ دل کشتہ
زہر جفا کا سر پر چڑہا کے بعد ادای دوگانہ نماز عید اضحی اسوار ہوا الحاصل بعد الفراغ نماز دوگانۂ عید مذکور ہر ایک سے نذرین لیکر
اور خلعت سے سرفراز و ممتاز فرما کر محلسرا مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم طبق جواہرات براے تصدق و نذر لا کر موجود ہوئی
قضارا شیرین بادل غمگین حسب معمولی مع نقد جان ہاتھ مین لیے شہنشاہ کے آگے جو آئی شعر تو پھر مین کیا کہون
اللہ اللہ ✤ عجائب طرح کا ہی ماجرا آہ ✤ کہ یکایک دل مقتول اپنے قاتل کو غافل سمجھکر مثل مرغ نیم بسمل جیغہ سے تڑپ کر جدا
ہوا اور اوسکے قدمون کے آگے گر پڑا اودہر شیرین دل حزین چاہتی تھی کہ اس بلیات پر آفات سے بھاگ کر الگ ہو اتفاقا
پاے حنائی کی جو اوسکو ٹھوکر بیجہ لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکر مثل دریاے خون بہہ گیا اور جوے خون سے
یہ آواز خداساز سرزد ہوئی شعر بہا خون ہوکے دل زخمی دوبارا ✤ یہی تھا خون بہا صاحب ہمارا ✤ یہ ندا
ہوش ربا اوس خونین جگر کی شیرین اندوہگین نے سنکر گریبان کو تا بداماں مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالونکو پریشان
کرکے با دیدۂ پر خون اوس سیل خون پر بیٹھ گئی اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنے سر پہ ہاتھ مارا ✤ مین آئی جسکو
تھا تو نے پکارا ✤ کہ یکایک جذبۂ عشق نے اوسکو برنگ شمع جانگداز ایکبار بہا کر اوس سیل خون سے ملا دیا تو اوس وقت
اون دونون کا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل و مروارید کا دریا نمایان ہے یا شفق شام سفیدی سحر سے دست و گریبان ہے
غرض بقول میر تقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا ✤ کہ اون دونون لعلون کو چورا کیا ✤ واقعۂ حیرت افزا غم انتما
اون دونون کا وہ بادشاہ دیکھکر یکایک بحر حیرت مین غرق تا فرق ہو کہنے لگا ؎ دیکھا نہ سنا تھا یہ تماشا
اسے وای جو ہم نے آج دیکھا ✤ اور اوسکی ہمجولیان بدیدۂ گریان بصد تاسف یون گویا تھین مثنوی
گو تیری یونہین لگی تھی جانی ✤ افسوس مگر تری جوانی ✤ ہر دم یہی ارمان پر رکھا ✤ کیا تو نے ابھی جہان کا دیکھا ✤

مرنے سے ترے تمام گھر مین + کہرام ہے صبح و شام گھر مین + ہر سمت سے ہے صدا یہ آتی + شیرین تری بن رہے
جان جاتی + مجبور غرض ہر ایک عورت + کرتی تھی الم مین اوسکے رقت + اور جسنے سُنی نئی یہ روداد +
کرنے لگا وہ بھی آہ و فریاد + آگے نہین اب قلم کو طاقت + اس غم کی لکھے جو سب حقیقت +

داستان ایک شخص طوائف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تپنچہ مارکر آپکو ہلاک کیا اوس جوان پرارمان کے مرنے کے بعد جذبہ عشق سے وہ طوائف بھی فوت ہوئی

کاتبان دست و قلم بیکار اور محرران سینہ دل فگار اس افسانہ جگر سوز اور قصہ غم اندوز کو محفل بیان مین یون جلوہ گر کرتے ہین
کہ ایک جوان پرارمان نہال باغ جوانی گل حدیقہ کامرانی یوسف ثانی زلیخا طبیعت مجنون صفت ایک کسبی رشک لیلی پر
اسقدر مبتلا تھا کہ اوسکو بقول مروت شعر نہ اندیشہ یا نہ اندوہ فرق + شب و روز دریای وحشت مین غرق + لیکن وہ
کسبی غیرت لیلی جس محفل عالی منزل مین برای رقص جاتی تھی وہ جوان دل پریشان بھی اوس شمع و کے ساتھ مانند پروانہ
رہتا تھا اور جو کوئی یاردن رشتہ داروں غمخواروں مین حرب زبانی سے کہتا کہ ای چراغ بزم محبت وای سراج دودہ لطافت
تو اوس شمع رو نیکخو سے لگن لگا کر کیون اس شکل سے گریان رہتا ہے تو وہ جگر سوز غم اندوز بقول گن بیگم یون کہتا شعر
شمع کیطرح کون رو جانے + جسکی دلکو لگی ہو سو جانے + المدعا وہ ماہ لقا دل افروز ایک روز مجرے کو کسی دولتمند
دل خرسند کے مکان دلستان مین گئی وہ عاشق جان نثار پروانہ وار بھی اپنے شمع رو کے ہمراہ اوس محفل مین پہنچا قصہ مختصر
وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کھڑی ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون شعر کھڑی بھرتی تھی اسطرح سے
گت + جسطرح سے ہو برق کو حرکت + اور ہتیلی پر ہتیلی رکھکر اور گردن کو خم دیکے جو بصد ناز و انداز آگے چلتی تھی
تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیدل کا دل وہ سنگدل دونون ہاتھون مین ملتی ہے اور جو ساعد سیمین رشک شاخ نسرین کو
بالاے سر لیجا کر پنجہ رشک مرجان کو جنبش دیتی تھی تو یون ظاہر ہوتا تھا بقول جرات شعر خریدارون کو کہتی تھی
کہ ٹھہر جاؤ + متاع حسن کا ہے اب بڑھا بھاؤ + اور کبھی وہ مہر وش شعلہ خو جو دونون ہاتھون سے دوپٹے کو
سر سے آگے کھینچ کے بصد خرام ناز چلتی تھی تو یون دکھائی دیتا تھا کہ گویا ماہ تابان زیر سائبان آگیا ہے
اور بقول میر حسن کیا کہون اشعار وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ + دکھانا وہ رکھ رکھکے چھاتی پہ ہاتھ +
کبھی دلکو پاؤن سے مل ڈالنا + نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا + دوپٹے کو کرتا کبھی منہ کی اوٹ + کہ پردے
مین ہو جائین دل لوٹ پوٹ + اور گانے کا احوال پرملال کیا بیان کرون اگر تان سین ہوتا تو اوسکی تان
دلستان پر جان دیکر کے علم موسیقی سے دست بردار ہوتا غرض بقول میر حسن ابیات عجب تان پڑتی تھی
انداز سے + کہ ہر تان بیکل تھی آواز سے + وہ تھی گٹکری یا کڑی نور کی + مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی +

اور اوسکے ساتھ کے سازندون کا اس قانون سے یہ عالم تھا کہ جنکی سارنگیون کی آواز خوش انداز پر عاشق زار دل افگار کمانچہ
الم سے گلا کاٹتے تھے اور دست وحشت سے گریبان تا بداماں تار تار کرتے تھے اور طبلچی کی لمک پر اوس بزم مین داہنے
بائین کے لوگ عالم حیرت مین بھیک مانگتے تھے اور مُنہ چنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش آہنگ تھی کہ ہر خوش لہجہ
کے مُنہ پر قفل خاموشی لگ گیا تھا لیکن اے یار وہ جوان دل پریشان محفل کا یہ عالم دیکھکر دلمین یون کہنے لگا
سچ تو یون ہے کہ ہر دو دبستان یاد دہانیدن اسکو کہتے ہین اور کبھی اوس شمع رو کی دوبدو جا کر آہ جگر سوز وہ غم اندوز زبان
قاصر یون کہتا شعر کیا سوز جگر اپنی کی تحریر کرون مین * جلجاے زبان وہین جو تقریر کرون مین * لیکن بقول
میر تقی مثنوی دل تڑپتا ہے متصل میرا * مرغ بسمل ہے یا کہ دل میرا * بیکلی جی کو تاب دیتی ہے * طاقت دل
جواب دیتی ہے * اب ٹھہرتا نہین ہے پاے ثبات * ایک مین اور ہزار تصدیعات * یہ احوال پر ملال اوس جوان
خستہ حال کا وہ آئینہ رو سنکر نہایت مکدر خاطر ہوئی اور بغرور سر رعنائی اوسکے چہرۂ آرزو کو غازۂ مراد سے آراستہ نکیا
پھر تو وہ جوان خستہ جان سسکیکر یہ قطعہ زبان پر لایا قطعہ درد دوری کا مبتلا جانے * دل بیدرد کی بلا جانے *
جو گذرتی ہے جان پر میرے * مین ہی جانون ہون یا خدا جانے * ایک لحظہ کی بعد وہ برق رفتار تیز گفتار ایک بار
رقص کرتے کرتے جو آگے بڑھ کی پھر پیچھے ہٹی تو وہ جوان پریشان اوسکے گوش کے قریب جا کر بقول مسرور یون
کہنے لگا اشعار صبر کی اتنو نہین طاقت مجھی * ایکدم دشوار ہے فرقت مجھی * صدمۂ ہجران سی گھبراتا ہے دل *
کب تلک چھاتی پہ رکھون غم کی سل * زندگی میری تری ہی ہاتھ ہے * تجکو مردے کو جلانا بات ہے * یہ سخن
اوس خستہ تن کا وہ حور لقا ماہ سیما مسموع کر کے بناز معشوقانہ اور بانداز محبوبانہ کہنے لگی شعر یون ہی سب کہتے ہین ہجر
عشق مین * پر کوئی مرتے نہ دیکھا عشق مین * یہ سخن اوس شمع انجمن کا وہ تفتہ جگر کشتۂ تیغ الفت مذبوح خنجر محبت
اپنے پیٹ مین آپ پنجہ مار کر یون حرفزن ہوا شعر وہ جو عاشق ہین سو اسطرح سے مر جاتے ہین * جسطرح جان سے
ہم اپنی گذر جاتے ہین * یہ کلام رقت التیام زبان پر لا کر وہ غمناک آغوش حسرت مین عروس غشی کو لیکر بستر خاک پر
غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی و حیوانی پیالہ تن سے رنگ کیطرح اوڑ گئین اور فرزند حواس کا کندۂ دماغ سے گر پڑا
اور کمی تاب و طاقت کی دست غم سے ٹوٹ گئی اور نال قالب حرارت غریزی سے خالی ہونے لگی اور قبہ
حیات پر صفات کا دست قضا سے چھوٹ گیا اور گرز آہ و نالہ کا فرد جنجری مین تنگی کرنے لگا یہ واقعہ حیرت افزا
وہ کبھی رشک لیلی دیکھکر وہین مجنون وار بیقرار ہو گئی اور اوس جوان بیجان کے سر کو اپنے زانو پر رکھکر یہ
اشعار آبدار بشکل سوگوار زبان پر لائی مثنوی اے عاشق جان نثار میرے * وے مونس غمگسار
میرے * اے کشتۂ تیغ ابرو من * وے مائل چشم جادو من * اے شمع دودمان الفت * وے
بلبل بوستان الفت * کیا تیرے یہ جی مین سے آئی * جان اپنی جو تو نے یون گنوائی * صدقے

ترے وقت واپسین کے + صدقے ترے نالۂ حزین کے + مُنہ کی تری مردنی کے صدقے + جانی تری جان کنی کے صدقے +
مرجائیگا تو جو کوئی دم مین + تو مین بھی مرونگی تیرے غم مین + دبتر یہ میری زندگانی + کسطرح کٹیگی یار جانی + مرنا ہی
مرا غرض بجا ہے + یہ شعر کسی نے سچ کہا ہے شعر دل خی طپید از غم نہانی + ای بی تو حرام زندگانی + یہ ابیات پر نکات
وہ نازنین اندوہگین اوسکی لاشہ جگر خراش پر پڑہ رہی تھی کہ یکایک اس روداد بیداد کا غل قبائل جو اوٹھا تو اوس محفل
رشک بزم اندر کا احوال پر ملال کیا کہون بقول میر حسن شعر خوشی کا جو عالم تھا ماتم ہوا + ورق کا ورق سب وہ
برہم ہوا + اس عرصہ مین اوس جوان بیجان کی خویش و اقربا کو یہ خبر وحشت اثر جو پہونچی تو ہر ایک نے جو اوس پر تھا اس
اوس کسی کی پاس آکر بقول میر تقی نظم ایک وہی تیر سے ڈراتا تھا + ایک برچھی اوسے دکھاتا تھا + ایک یا تو ہاتھ
مین شمشیر + ایک بولا کہ اب یہی کہیا تا خیر + اے یار واس مُنون ساز جادو طراز نے خنجر ناز ادر تیغ انداز سے دیکھو تو کیسے
نوجوان پر ارمان کو قتل کیا ہے تو اب اپنی نزدیک نظم قتل کرنا ہی اسکا بہتر ہے + آج مرنا ہی اسکا بہتر ہے + کیونکہ یہ
بر ملا ستم ایجاد + کرتی ہے عاشقون کے گھر برباد + یہ گفتگو دو بدو ہر ایک تند خو عربدہ جو کی وہ نگار سن کر اپنا سر
ہر ایک کے پاؤن پر رکھکر کہتی تھی نظم قتل کا میرے گر ارادہ ہے + تو بھلا اسمین دیر پھر کیا ہے + ہاتھ کھینچو نہ قتل
کرنے سے + زندگانی ہے میری مرنے سے + میری غیرت کو یہ نہین ہے قبول + میری الفت کو یہ نہین ہے قبول + کہ
مین جیتی رہون یہ مرجائے + کیونکہ بے یار زندگی بھائے + یہ نہین چاہتی طریقت عشق + ملعنہ زن مجھہ پہ ہے حمیت
عشق + یہ سخن دلشکن اوس نازنین اندوہگین کے وہ جوان بیجان عالم نزع مین سنکر ہر خویش و برادر یار و یاور سے
کہنے لگا اے بھائیو جو کوئی اس مہجبین غمگین کو کچھہ کہیگا واللہ باللہ مین چاک گریبان اوسکا بروز جزا دامنگیر ہونگا
نظم کیونکہ اسنے مجھے نہین مارا + یہ جو تر اب قضا کا ہے سارا + اسمین اسکی بھلا ہے کیا تقصیر + چاہتی تھی مری
یون ہی تقدیر + سچ ہے قسمت مین جو کہ ہے لکھا + وہ کسی شکل سے نہین مٹتا + یہ کلام وہ ماہ تمام تمام نہین
کہنے پایا تھا کہ بات کی بات مین تمام ہوگیا یہ واقعہ رقت انتما حیرت افزا وہ کہسی رشک لیلی دیکھکر مجنون وار
زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور سر پر جو بال سراسر غیرت سنبل تھے اونکو دست الم سے نوچ نوچ کر صبا کے
حوالے کیے اور عارض جو رشک گل ورد تھے اونکو مارے تھپڑون کے لالہ سان پر خون کیا اور گریبان کو مثل گل
بالکل چاک کرکے صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی اور گاہے اوسکے مُنہ پر اپنا مُنہ رکھکر کہتی شعر کس رو سے ترے
رو سے سرخرو ہون + مجرم ترے مُنہ سے مو بمو ہون + اور کبھی اوسکی پیشانی ماہ ثانی سے اپنی پیشانی
رگڑتی اور یہ کہتی اسے نیر سپہر غیرت وا سے مہر چرخ الفت سچ ہے مصرعہ پیش آتی
ہے وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہے + یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اسطرح زار و نزار رہتی لیکن اوس جوان
نیمجان کی مادر مضطر جو ڈولی پر سوار ہوکر آئی تو بے اختیار مُنہ پر دو ہتڑ مار مار کے یون کہنے لگی

مثنوی ای رونق گلشن جوانی + وی زینت باغ کامرانی + مرنے کے ترے نہ تھے ابھی دن + پورا ہنوا تھا بس کا سن +
کیا جی میں ترے یہ آئی بیٹا + جو خاک میں بافراغ لیٹا + کس سے تری غم کی بات ہیہات + ظاہر کرون آہ میں پر آفات +
اس پیر فلک کو ہائے جانی + بھائی نہ تری یہ نوجوانی + مرنے کو تو سب جہان مرے گا + پر کوئی نہ یون جوان مرے گا +
افسوس کہ تو نے جان دیکر + برباد کیا مجھے بھی دلبر + بن تیرے میں جی کی کیا کرونگی + جسطرح بنے گا مین مرونگی +
القصہ اوسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتے پیٹتے جو گھر مین لائی تو پھر دوبارہ قیامت برپا ہوئی یعنی ہر ایک کنبے کی
عورت بصد رقت بین بجین کر کر رونے لگی اشعار کوئی کہتی تھی ہائے اے بھائی + ای اجل تیری موت کیون آئی +
اس تری بیکسی کے مرنے کے + جان سی جلے یہ مین صدقے + تو نے دنیا کا کیا ابھی دیکھا + یک بیک آگئی جو تیری
قضا + الحاصل اوس بیدل کو تجہیز و تکفین کر کی اور غسالون نے لاش کو غسل دیکر کفن صاف مین رکھکر ایک صندوق مین
روپوش کیا اور بقول مصحفی نظم تابوت پہ سبز اک دوشالا + لاکر پے زینت شان جو ڈالا + چادر پھولون کی لہلہاتی +
+ کھلتی تھی صبا کی جس سے چھاتی + یون سبز دوشالہ تھا یہ تزئین + جسطرح کہ آسمان پہ پروین + تابوت کہ تختۂ چمن تھا
جس تختہ پہ جوش نسترن تھا + الغرض اوس تابوت کو سب روتے پیٹتے سوی گورغریبان گریہ کنان لیچلے اور وہ کسبی رشک
لیلی پا برہنہ با سر عریان چاک گریبان تا دامان افتان و خیزان باہ جانکاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی ایکباری اوسپر نگاہ
پڑتی تھی بے اختیار دیدۂ گہربار سے گوہر اشک اوس لعل بیبہا پر نثار کرتا تھا المطلب بصد بیقراری و آہ و زاری گورغریبان
مین پہونچکر نماز جنازہ سے فراغت کرکے جو اوسکو دفن کرنے لگے تو وہ کسبی غم آمادہ دل دادہ بھی سر قبر عاشق آکر
کہنے لگی **مثنوی** اتنا مرا کام یہ کرو تم + مجھکو بھی اسی مین گاڑ دو تم + بن اسکے مین جی کی کیا کرونگی + مین بھی اسی
قبر مین گڑونگی + یہ میرے کہان نصیب ہے ہے + جو اسکی گڑون قریب ہے ہے + جو اس سے مجھے جدا کرے گا +
ناحق مجھے درد و غم وہ دے گا + غرض اوسکو ہر ایک نے بصد منت و نصیحت قبر سے جدا کرکے اوس عاشق جاندادہ کو
بادیدۂ پرخون مدفون کیا بعد رسوم چادر گل وغیرہ اوس کسبی رشک لیلی کو ہر ایک نے بدیدۂ گریان باہ و فغان
کہا کہ اے بی بی اب گھر چل یہان کے بیٹھنے سے کیا حصول بقول شاہ قدرت اللہ **ابیات** یاران ہمرفیق
و شفیقان و دوستدار + سب آشنا ہین زندگی مستعار کے + جب مند گئی یہ آنکھ تو اے دوست بعد
مرگ + بیٹھے ہے کون گرد کسیکے مزار کے + لیکن وہ سوگوار پر اضطرار اسقدر چپ ہوئی کہ پھر کسی سے مطلق
ہمکلام نہوئی آخر کار ناچار سب خویش و تبار اوس جوان جان نثار کے گھر مین آئے اور اوس نازنین نے وہان تلک کا
احوال پرملال مادر عاشق جان دادہ سے بتفصیل اظہار کیا یہ روداد دیدا د اوسکی مادر مضطر سنکر بصد بیقراری
و آہ و زاری ڈولی پر سوار ہوکر تربت دلبر پر آئی اور اوسکے سوگوار غمگسار سے کہنے لگی اے بیٹی مجھ ممتحنۂ بلا کا
کہنا مان کسواسطے اس خاک کے ڈھیر پر بیٹھی ہے اے بیٹی اگر ترے یہان بیٹھنے سے وہ بھی اوٹھے

تو کیا مضائقہ مین بھی تیرے شریک حال ہون ابیات ورنہ اس غم الم سے کیا حاصل ✤ یہ مری جان مقام ہی مشکل ✤
اسمین چارہ نہین کسیکو ذرا ✤ چہ امیر و وزیر و شاہ و گدا ✤ کوئی مرتی کے ساتھ مرتا گر ✤ تو نہ جیتا جہان مین کوئی بشر
از برای خدا اور بحق مصطفےٰ اے نور ضیای چشم امیدواران وای دوای دل دردمندان اوٹھکر میرے گھر چل مین تجکو اپنی بہو
بیٹی کی جا پر رکھون گی اور جو کچھ خدمتگاری اور دلداری ہوسکیگی بسر و چشم بجا لاؤنگی کیونکہ تیرے دیکھنے سے بیٹے کا
غم بہت کم شاید فرو ہوگا اور پھر ابھی وہان زنان ہمسایہ مین قدری قلیل دل حزین بہلجائیگا ورنہ بقول میر حسن
شعر وگرنہ تو رگ رگ سے مر جائیگی ✤ اسیطرح جی سے گذر جائیگی ✤ غرض ہر چند با دل دردمند اوسکی مادر مضطر نے
اوس نازنین اندوہگین کو سمجھایا لیکن اوس بلبل حدیقہ سکوت نے گلشن تقریر مین ذرا بھی زبان کو نطق سے آشنا نکیا
بلکہ دہن کو اور قفل خموشی لگ گیا آخر الامر وہ بیدل پھر اپنے گھر مین آکے مصروف رقت ہوئی مگر وہ نازنین
اندوہگین صبح و شام اوس قبر کی جاروب کشی کرتی اور شب کو اوسکے تعویذ کو چھاتی سے لگا کر سو رہتی اور وقت سحر
اوٹھکر پھر اوس قبر کے گرد جاروب کشی اور چھڑکاو سے فراغت کرکے بیٹھکر با دیدۂ اشکبار حسرت سے یہ اشعار
وہ دل افگار جیکے پڑھتی مثنوی یہ درد و غم سے حال دل ہوا ہے ✤ کہ دم لینا مجھے مشکل ہوا ہے ✤ مری
قسمت مین گریہ ہم کو لکھا تھا ✤ تو یارب کیون مجھے پیدا کیا تھا ✤ کوئی جز غم نہین ہے غمگسار اب ✤ فقط ہے
بیقراری ہی قرار اب ✤ کسی صورت سے کل آتی نہین ہے ✤ الٰہی کیون اجل آتی نہین ہے ✤ مرون تو جائے
یہ درد جدائی ✤ الٰہی کیا اجل کو موت آئی ✤ اس عرصہ مین جو کوئی کبھی زبردستی سے کھانے کو کھلا دیتا تو جبر اور
کرہا کچھ کھا کر چلو بھر پانی وہ تشنگ خندہ گا نی پی لیتی مگر بقول میر حسن اشعار نہ کھانے کی سدھ اور نہ پینے کا ہوش ✤
بھر اوسکے دلمین محبت کا جوش ✤ جو پانی پلانا تو پینا اوسے ✤ غرض غیر کے ہاتھ جینا اوسے ✤ الغرض وہ
جوان جانداوہ کا چہلم بھی ہونے پایا تھا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینۂ بے کینہ سے لگا کر بقول مسرور یون کہنے لگی ✤
مثنوی دیکھتا جو ہے وہ کہتا ہے مجھے ✤ پاس ننگ و نام کچھ بھی ہے تجھے ✤ یہ بھی جینے کا کوئی اسلوب ہے
ایسے جینے سے تو مرنا خوب ہے ✤ تنگ کرتا ہے مجھے اب اضطراب ✤ ای اجل تو کیون نہین آتی شتاب ✤
الغرض درد و الم سے وہ نگار ✤ ابر باران کیطرح لیل و نہار ✤ اسقدر روئی کہ آخر مر گئی ✤ عاشقون مین نام اپنا کر گئی ✤
مرگئی رو رو کے جب وہ گلعذار ✤ دیکھکر ہر اک رہا حیران کار ✤ ذکر یہ آپس مین سب کرنے لگے ✤ سچ ہی جذب عشق کہتے ہین اسے ✤
المطلب اوس غنچہ لب کو اوسکے عاشق کی تربت کے برابر بصد شور و شیون دفن کیا لیکن سچ تو یون ہی مثنوی
واہ ری اے عشق چالاکی تری ✤ واہ رے اے عشق سفاکی تری ✤ ایک کو غیرت سے مارا اس طرح ✤
ایک کو فرقت سے مارا اسطرح ✤ ہر جگہ تیرے نئے انداز ہین ✤ عقل سے پوشیدہ تیرے راز ہین ✤
جسکو چاہا بات مین گھائل کیا ✤ جسکو چاہا آن مین بسمل کیا ✤ عاشقون کا تو غرض سرتاج ہے ✤

ہر کوئی عاشق ترا مشتاق ہے ٭ وصف تیرے کیا سکے سمجھ راؤر ٭ عاشقوں سے تیرے پوچھے کوئی جور ٭

داستان لکھنو کی قاضی زادی کا ایک ماہرو پر اثنای راہ مین عاشق ہونا اور اوس گلستان کے زیر مکان جان دینا اور معشوقہ دلفگار کا اوسکی لاش پر مرنا

راویان حکایات غریب و حاکیان روایات عجیب شاہد سخن کو حجلۂ بیان مین یون جلوہ گر کرتے ہین کہ خلافت شہنشاہ
اکبر بادشاہ مین ایک قاضی زادہ خوشزاد لکھنو کا باشندہ برای سیر کوچہ و بازار ہمراہ یاران غمگسار گھر سے باہر نکلا کہ بقول میرتقی
شعر ناگہ اک کوچے سے گذار ہوا ٭ آفت تازہ سے دوچار ہوا ٭ یعنی ایک ماہ تمام لب بام نظارہ کنان تھی کہ یکایک
اوس ذرہ مقدار کی آنکھ جو اوس ہمادوچشم سے دوچار ہوگئی تو بقول میرتقی کیا کہون ابیات تھی نظر یا کہ جی کی
آفت تھی ٭ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ٭ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭
بیقراری نے کچھ ادا ہی کی ٭ تاب و طاقت نے بیوفائی کی ٭ الغرض وہ نازنین مہ جبین تو بقصد ناز و انداز
منہ کو موڑ کر کوٹھے کے نیچے اوتر گئی اور اوس خاک بسر نے بام عشق کے اول زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قائم کا
پڑھا شعر قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جاکر کہان کمند ٭ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا ٭ غرض وہ عاشق زار دلفگار
اوس گلی مین کبستر خاک پر بحال مضطر بیٹھ گیا اور آنکھون کو بالای بام بخواہش ان ماہ تمام مثل نرگس حیران و نگران کیا
لیکن وہ مہ جبین رشک لعبت چین پھر کبھی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخرکار اوس عاشق زار دل افگار جگر سوختہ کی
ایک روز تپ فرقت کی شدت سی ہاتھ اور پانون مثل برد سرد ہوگئے لیکن آنکھین سوی بام بخواہش آن ماہ تمام
جو نظارہ کنان تھین اونکی تکتکی مین فرق نہ آیا تب تو ہر ایک عقلمند دانشمند کی عندلیب تجویز گلشن بیان مین یون
نعرہ زن ہوئی یعنی جس سمت اس گل پژمردہ دل افسردہ کی آنکھین مثل نرگس حیران و نگران ہین اوسی مکان
رشک گلستان مین اسکا غنچہ مقصد پوشیدہ ہے اگر وہ کسی روش اس دور افتادہ غم آبادہ کے قریب آجاوے
تو غالب ہی کہ اسکا گل مراد نسیم وصال سے شگفتہ ہوجاے کیونکہ یہ عاشق بقول میرتقی شعر خار بخار دل غریبان
ہے ٭ انتظار بلا نصیبان ہے ٭ المطلب اہل ہمسایہ نے بقصد منت و سماجت اوس محبوبۂ مایۂ ناز و معشوقۂ
فسون ساز کے پدر عالیمقدار سے جاکر عرض کی کہ اے معدن نجابت و اے کان شرافت ایک نوجوان کا
خون ناحق تیرے سر پر ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر رشک قمر کو ایکدم کے واسطے اوس بیدم کے پاس بلاوس
بھیجدے تو غالب ہے کہ اوسکا دم اسدم اپنے دمساز کو دیکھکر سوے عدم نجاے یہ کلام حیرت التیام اوسکا
پدر مضطر سنکر نہایت ششدر و حیران ہوا آخرکار چار و ناچار اوس عالی مقدار والا تبار نے دختر رشک قمر کو
مواصلت کی اجازت دی لیکن وہ ماہ جبین جو نہین اوس اندوہگین کے قریب آکر چشم دوچار ہوئی یکبیک

قوت عشق کی بدولت اوٹھ بیٹھا اور اوسکی طرف بغور دیکھکر یون کہنے لگا شعر کہ تجکو دیکھ لین پھر ایک باری +
بس اتنی ہی تمنا تھی ہماری + یہ کہکر وہ مضطر بستر خاک پر گرکر جان بحق تسلیم ہوگیا یہ واقعۂ حیرت افزا اوسکے
محبوب دل مرغوب ملاحظہ فرماکر بے اختیار بیقرار ہوکر اوسکی نعش جگر خراش سے لپٹکر یون بیان کرنے لگی +
مثنوی ای عاشق جان نثار میرے + قربان مین عشق کی ہون تیرے + کیونکر نہ ملون مین ہاتھ ہے ہے
جی کی رہی جی مین بات ہے ہے + اپنی نہ کہی سنی نہ میری + فرصت ہی نہ دی قضا نے تیری + یہ کہتی کہتے
وہ مضطر خستہ جگر آخرکو آخر ہوگئی یہ واقعۂ الم افزا اوسکے خویش و اقربا دیکھکر نہایت بیقرار اور اشکبار ہوئے
لیکن صبر کے سوا کچھ چارہ ندیکھا بعد رقت اون دونون کشتۂ الفت کو ایک ہی قبر مین مدفون کیا
مثنوی خاک مین خاک ملگئی آخر + بات کہنے کو یہ رہی آخر + عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے +
ورنہ انسان کی کیا حقیقت ہے + عشق کی داستان اے مہجور + بخدا عقل سے بہت ہے دور +

دوسرا باب بدکار عورتون کی خبر و مکین + ایک عورت نے قید شوہر مین حیلۂ بیماری سے بڑھیا کے ہاتھ جوان مجرد کو گٹھری مین فریب جادو سے بیر شوہر طلب کیا اور اوس سے بدفعلی کرکے بھیجدیا اور اوسکے شوہر نے کچھہ دریافت نکیا

افسون سازان فصیح شعار و جادو طرازان بلیغ گفتار کاغذ مکائد پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک جوان ذوفنون
سیرت فیلسوف صورت زنان مکّار و نسوان بدکار کا حال سنکر اپنی زن کم سخن کو یون رکھتا تھا کہ گاہے زن
ہمسایہ و پیرزن دایہ تک بھی اوس نیک اساس کے پاس نہ آنے دیتا بقول نخشبی اشعار نخشبی زن فریبها دارد +
داشتن راز قید او برہاے + مار زہر ست از سر و تا دم + زن فریب ست از سر و تا پاے + لیکن شیخ سعدی کے
قول کو نسمجھا ؎ نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + غرض وہ نابکار اوس غیرت گلزار
کے پہلو مین اٹھہ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا اور گاہے جو کسی کار ضروری کو مجبوری جاتا تو گھر کے دروازے کو
باہر سے مقفل کر جاتا قضاے کار وہ نابکار اپنے معمول سے دروازے کو مقفل کرکے ایک روز کہین کو
گیا تھا اسکے بعد حسب اتفاق ایک نخود فروش بہ آواز پر خروش اوس کوچے مین وارد ہوا وہ گرفتار
بلا اور مبتلاے جفا چنے والے کو بلانے در پر آئی اور ایک کوڑی ہٹ کی درز سے باہر نکالکر
وہ مہ بازوے خورشید وہم تا زوے ناہید اوس نخود فروش با ہوش سے کہنے لگی
کہ اے مرد دانا ہر زہ گرد زمانہ نوردا اس دمڑی کے چنے تولکر دہلیز کے راہ پھینک دے
یہ وہ انند دناچار انشد ہنسکر اوٹھا لیگئی اس عرصے مین وہ مرد کی اچانک آپہنچا اور اوس

سخن دو فروش کو در پر دیکھکر آتش غضب سے جل بھنکر مثل گلخن بنگیا اور اوس قفل کو جھڑ سے کھولکر اپنی زن کم سخن سے
کہنے لگا کہ ای خاتون بدطبع واے پیرامون اوقات ضائع یہ کون سی حرکت ناشایستہ تجھسے وقوع مین آئی شعر
کہین بھی عورتین نیکون کی آکر ٭ کھڑی رہتی ہین یون سودی کو در پر ٭ یہ سخن دلشکن وہ زن پرفن سنکر ورجا کے دہن کا
قفل سکوت کلید زبان سی کھولکر کہنے لگی کہ ای عزیز بے تمیز تو عبث خفا ہوتا ہے کہین بھی کوئی بھلا آدمی اپنی جورو
نیکخو کو جیسا مین یون محبوس اور مایوس رکھتا ہے اور کوئی بڑی بوڑہی مجھ بے یاس کے پاس ہوتی تو خیر اجرای کار
بہر طور بند نرہتا اور اوسکے سوا گھر کی بستی دوپی نظر آتی اسکے جواب مین وہ جوان بے ایمان کہنے لگا کہ ہمکو زنان
وفادار کا اعتبار نہین ہے بقول نخشبی قطعہ نخشبی زن سرشتہ دگر ست ٭ پارسا سال و ماہ فکر کنند ٭ گر بخواہد
زن جفا کارہ ٭ بریک ہمہ ہزار مکر کنند ٭ اس کلام پُر اتہام سے وہ زن کمال بدظن ہوئی اور یون کہنے لگی
کہ اے عزیز ناچیز یہ گفتگو واہی تباہی ناحق کرتا ہی حق یون ہے کہ وہ جو زنان مکار اور نسوان بدکار ہین وہ اپنے
خاوندون دانشمندون کی سر پر سب کچھ کر گذرتی ہین اور کچھ نہین ہوتا مگر اپنی وہ مثل ہی کہ تو ڈر نکہ تو ڈر بقول شخصے
شیر کھانے تو منہ لال نہ کھائی تو منہ لال یہ گفتگو وہ عربدہ جو زشت روکی سنکر بولا کہ وہ اور ہی نامراد ہوتے ہین
کہ جنکی جورو دین پنہان خرچی جاتی ہین اور شعوردارون کی زنون کا کیا مقدور ہے جو کسی سے چشم بد دور آنکھ ملا سکین
اور خیال بد کا تو کیا ذکر ہے یہ سخن وہ زن پرفن سنکر خاموش ہو گئی مگر دلمین کہنے لگی کہ دیکھہ تو نگہداری تیری
خبرداری اور شعورداری کیسی راہ سے نکالتی ہون القصہ بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر غلطیدہ
ہوئی اور ایکباری بیماری درد جگر کی اظہار کی ہر چند اوس جوان نے اطبای حاذق اور حکمای صادق کو
اوس علیل پُر تزویر کو دکھلایا لیکن کسی سے اوس مکار کا آزار تشخیص مین نہ آیا مگر ایک حکیم فہیم نے اوس سقیم
بے حرارت اور الیم پُر فطرت کی نبض دیکھکر بقول شمیم اوسکے شوہر شکستہ کمر سے کہا شعر نہ مسیحا نہ فلاطون کی
دوا سے مرغوب ٭ تیرے بیمار کو کیا جانیے کیا ہے مرغوب ٭ قصہ مختصر جب اوسکا شوہر بے پر دعا اور دوا
جابجا کی کر چکا اور گلشن امید مین گل مقصد نسیم فرحت سے نہ کھلا تو بحالت یاس وہ ہجو اس یہ شعر کسی کا
زبان پر لایا شعر طبیب عشق را دکان کدام ست ٭ علاج جان کند اورا چہ نام ست ٭ یہ گفتگو اوسکی جورو
سنکر کہنے لگی اے جوان نادان میری بیماری بے اختیاری کی تو نے بہت تدبیر بے نظیر کی لیکن کسی سے
شفاے کلی نہ حاصل ہوئی خیر آنچہ گذشت گذشت الماضی لا یذکر مگر اے ناکام ایک کام یہ بھی کر مجھ گرفتار
اجل کو کسی دایہ کاملہ کو دکھلا کیونکہ عورتون کا معالجہ عورتون سے خوب ہوتا ہے بقول آنکہ الجنس مع الجنس
یہ کلام وہ نافرجام سنکر کہنے لگا اے بی بی کیا مضائقہ مجکو ہر طرح تجھہ رشک حور کی صحت منظور ہے
الحاصل وہ سادہ لوح تلاش بسیار اور تجسس بیشمار سے ایک پیرزن علامۂ دہر اور دلالۂ عصر کو اپنے

گھر مین بلالایا غرض اوس دایۂ کاملہ نے ہر ایک کل سے اوس بیکل کو دیکھا تو کوئی کل بیکل نپائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایۂ قابلہ دیکھکر اوس بیمار مکار سے یون حرفزن ہوئی کہ اے افسر مکاران واے رہبر بدکاران تونے آزار مکائد سے اس بیچارے کو کیون دق کیا ہے یہ بات اوس دایۂ صاحب کرامات کی سنکر وہ زن پرفن کہنے لگی کہ اے دایۂ گرانمایہ یہ میری بیماری پرفطرت کا یہ باعث ہے کہ اس بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نہ تھا ہرچند کہ مجھ دل افگار پر آزار نے اسکی صورت کے سوا کسی نامحرم مرد کی آجتک شکل نہین دیکھی اس بات کا خدا دانا اور بینا ہے مگر یہ میرے سامنے بڑا بول بولا ہے سو اوسکا نتیجہ ایک ذراد کھایا چاہتی ہون اسمین کچھ کیون نہو یہ کلام اوس دلارام کا وہ دایۂ کاملہ سنکر بولی کہ اے کدبانو یہ کتنی بڑی بات ہے اس حال مین مین تیری شریک ہون غرض وہ دایہ اوس بیمار کے پاس سے اوٹھکر اوس جوان بدگمان کے قریب آکر کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز تونے ایسی عورت خوبصورت ماہ طلعت کو یون گھلا گھلا کے تمام کیا مصرع افسوس ہے صد ہزار افسوس ✤ بقول آنکہ شعر طالع بدکا نہ کیونکر پھیر ہو ✤ ماہرو پر جسکے یہ اندھیر ہو ✤ اسکے جواب مین وہ جوان بدگمان کہنے لگا اے پیرزال نیک خصال بقول تمیم شعر تدبیر کوئی اب نہین بن آتی ہے مجکو ✤ وہ دیکھون ہون تقدیر جو دکھلاتی ہے مجکو ✤ وہ دایۂ گرانمایہ کہنے لگی کہ اے عزیز بے تمیز تو ناحق اسقدر اسکی فکر کرتا ہے اور غم کھاتا ہے انشاء اللہ تعالی مین غمخوار اس بیمار کو ایک روز مین مسند صحت پر بٹھا دیتی ہون اس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ لوح کہنے لگا از ین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ لے پیرزال نیک خصال مال و منال تو کیا چیز ہے اگر میر انقد جان اس آرام جان کے کام آئے تو ایکبار نثار کرنے کو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پرفن مسموع کرکے کہنے لگی اے جوان نادان اگر تونے مبلغ خطیر اس ماہ منیر کی تدبیر مین صرف کیے ہین تو ایک پانچ سو روپے اور بھی خرچ کر بقول اسکے جی ہے تو جہان ہے واللہ باللہ تیری شمع شب افروز جو ایک روز مین محفل صحت مین نہ جلوہ گر ہو تو گلگیر شمشیر سے میرا سر کاٹ ڈالنا کیونکہ میری بھی بیٹی کو یہی مرض ہو گیا تھا غرض مین نے بھی تمام جہان کے علاسیا نے حکیم طبیب چہانے لیکن کسی سے میرا مطلب نہ برآیا آخرکار بعنایت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر سیاح بے پروا میری قسمت سے آکر وارد ہوا اوس بندۂ خدا نے میرے حال پر ترحم کرکے ایک ٹوٹکا جادو کا پانچ سو روپے لگا کے ایسا بنا دیا کہ اوس بیمار کا آزار بالکل دفع ہو گیا سو وہ ٹوٹکا میرا بیٹا اپنی جان اور ایمان کے برابر رکھتا ہے اگر تو پانچ سو روپے خرچ کرے تو ایک شب کی شب مین اوسکو چوری سے لے آؤن اور تیری جورو کا آزار کر اوسے دور کرکے پھر وہین پونہچا دون

مگر یہ بات پر کرامات کسی پر ظاہر نہو کیونکہ میرا بیٹا نہایت بدمزاج ہے جو اس حال محال سے آگاہ ہو جاویگا تو مجکو جیتا
نہ چھوڑیگا یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام سنکر اوس پیرزال کذب مقال کے پانو پر سر رکھکر کہنے لگا اس بات سے
تو میری جان بخشی کریگی تو تمام عمر تیری احسان گرانبار سے سر نہ اوٹھاؤنگا اسکے جواب مین اوس پیرزال
کذب مقال نے کہا کیا مضائقہ لیکن اوس ٹوٹکے کی یہ شرط ہے کہ تو آپ اپنے سر پر اوٹھا لا اور ابھی پونہچا دے
کیونکہ غیر جنس کو اوسکو نہین چھونا آگے تو مختار ہے غرض اوس پیرزال کذب مقال نے جو جو اوس سے کہا اوسنے
قبول بے عدول کیا بقول شخصے مرتا کیا نکرتا القصہ وہ پیرزن پرفن اس الّو کو دام فریب مین لاکے اپنے گھر
مین آئی اور ایک جوان دلستان المجرد کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے ہمایون بخت عنقا رخت تیرے لیے ایک چڑیا
سونے کی مین نا چیز لے آئی ہون **شعر** شوق سے باز کو اوڑایا کر ✣ اور گھوڑے کو نت گدایا کر ✣
وہ مثل ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب مگر ایک مٹکے مین تجکو بیٹھکر چلنا پڑیگا وہ جوان خوش آن موچھون کو
تاؤ دیکر کہنے لگا اے بڑھی بی صاحب مٹکا تو کیا چیز ہے اپنی افسون سازی سے تم ہمکو اگر تنجورے مین
بند کرکے لیچلوگی تو چلنے کو حاضر ہین **شعر** ہم نہین ایسے جوان باتون سے ہٹ جاوینگے ✣ اور اگر لڑنے کو
چاہیگے تو کٹ جاوینگے ✣ غرض وہ دلالہ کالہ اوس جوان دلستان کو گھر مین بیٹھا کے پھر اوس جوان بدگمان کے
پاس بلا وسواس آئی **بیان شب** اس عرصے مین جسوقت جادوگر سپہر نے دیو آفتاب کو سبوچۂ مغرب مین
بند کیا اور عامل فلک نے قمچۂ کہکشان پر سپند انجم چھڑکنا شروع کیا اوسوقت وہ پیرزال فسون ساز اوس
جوان سادہ لوح کو اپنے گھر لائی اور اوس بدنظر کی نظر سے پنہان اور پوشیدہ اوس جوان سحر نشان کو
مٹکے مین بیٹھا اس سادہ لوح سے یون حرفزن ہوئی کہ گو میان صاحب یہی مٹکا ٹوٹکے کا ہے اسے
اپنے سر پر آہستہ آہستہ لیچلو یہ سادہ لوح بخوشی تمام اوس مٹکے نافرجام کو سر پر چڑھا کر گھر مین لایا لیکن
یہ سر نہ سمجھا کہ اسمین میرا سر نگونی ہے الحاصل اوس پیرزن پرفن نے اوس بیمار کو بلباس نفیس آراستہ
و پیراستہ کیا اور عطر سے معطر کرکے ہار و پان اور خنگیر و پاندان رکھوا دیے اور سر چہار طرف اگر کی بتیان
سب بے پایان روشن کر دین اسکے بعد وہ پیرزن صاحب خانہ سے یون کہنے لگی کہ میان صاحب تم
کوٹھری کے اندر نجانا کیونکہ اسمین جان کا ضرر نہایت ہے غرض وہ جوان بدگمان اپنی جورو سے
نہایت عشق رکھتا تھا پتھر سنگ آمد و سخت آمد سمجھکر کوٹھری کے در پر پلنگ بچھا کر بستر حماقت پر لیٹ گیا
اور آغوش دیوانی مین عروس حسرت کو لیکے سر گرم خواب غفلت ہوا اور ادہر اوس جوان یکتا زمانے
نے فتیلہ کام دیو کا نکالکر چراغ بلہوسی مین روشن کیا غرض اوس ابلیس پر تلبیس نے تمام رات
حاضرات خاطر خواہ کی **بیان سحر** اور جسوقت شب کی پیرزادی اسکے سر پر سے قمر کا شیشہ ٹوٹا اور ترقی

اور شہید مرد مشرق کو موذن خروس مصلاے شفق پر بانگ دے دے کے بلاتی لگا اوسوقت اوس پیرزن پرفن نے
اپنا ٹوٹکا جادو کا پہر مٹکے مین بند کیا اور اس سادہ لوح سے کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکھو تو وہ آزار گرانبار
کیا ہوا یہ کاٹھہ کا الو اپنی جورو کو صحیح و سالم دیکھکر مثل گل خندان پیرہن مین پھولا نہ سمایا اور بزبان بلبل دبر نال
چہچہ زن ہوکر یہ شعر مسرور کا زبان پر لایا شعر کیون نہ وہ گل کی روش باغ جہان مین شاد ہو ٭ خانمان برباد ہو
جسکا پہر آباد ہو ٭ یہ عالم اوس فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال دیکھکر کہنے لگی کہ میان صاحب
اس خوشی پر فرحت مین صبح رخصت ہوئی جاتی ہے خدانخواستہ اگر نور کا تڑکا ہو جاوے گا تو تمکو مٹکا لیچلنے
سے خفت اور ندامت ہوگی اور مجہہ بیوہ کا بیٹا چوکی خانے سے جو گھر مین آئے گا اور مٹکا نہ پاوے گا تو میرے
کاسہ سر کو سنگ غضب سے توڑیگا اب الکریم اذا وعدہ وفا کو بجا لاییے اور اوس ٹوٹکے کو جہانسے لائے ہو
وہان پوہنچا آییے تاکہ ہماری تمہاری دونون کی حرمت اور عزت مین فرق نہ آئے القصہ وہ پیرزن پرفن مٹکا
سحر پر فریب کا اوس سادہ لوح کے سر پر رکھوا کر لیچلی اتفاقاً اوس نور ظہور کے وقت ایک حلوائی اپنی دکان
کے نیچے کڑہائی دہو رہا تھا کہ یکایک اوس حلوائی خوش چشم کی نظر اس عزیز بے تمیز پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے
کہ جوان خوش اسلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مٹکا لیے سامنے سے آتا ہے اور اوسکے پیچھے
پیچھے ایک پیرزال بدخصال لکڑی ہاتھہ مین پکڑے سر کو ہلاتی کھٹ کھٹ کرتی چلی آتی ہے اس کیفیت
عجیب و غریب کو وہ حلوائی دیکھہ رہا تھا کہ یک بیک وہ شخص مٹکا سر پر لیے قریب آ پوہنچا مگر اوس جا پر
کڑہائی وغیرہ کے دہونے سے وہانکی زمین پھسلنی بن رہی تھی اتفاقاً اوس سادہ لوح کا پانون جو لغزش مین آیا
تو چارون شانے چت گرا اور وہ مٹکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان رجہان جھٹ آپکو جھاڑ پونچھکر
ہاتھہ مین جوتی لیے اوٹھہ کھڑا ہوا اور اوس سادہ لوح کے گریبان مین ایک ہاتھہ ڈالکر کہنے لگا کہ او ابلہ
مسخرہ سدا گیرون پر مٹکا دے دے مارتا ہے وہ تو خدا نے خیر کی کہ کوئی ٹھیکرا مٹکے کا میرے سر پر نہین لگا ورنہ
ابہی جوتون کے مارے تیرا سر گنجا کر ڈالتا ادہر تو وہ جوان جرات نشان جوتی اوسکے سامنے لیے اپنی گھڑی گھڑی کہہ رہا تھا
لیکن اوس سادہ لوح کو کچھہ بن نہ آتی تھی جو گھٹہ جوتی بیزار لڑتا اور ادہر وہ پیرزن پرفن اوس جوان تیغ زبان کے
آڑ تلے مین پاپوش فریب سے پاؤن خاک ہو کر دامن کو پکڑے کہتی تھی کہ بلا لون مجکو تمنے ناحق ناک چوٹی
گرفتار کیا یہ میرا مٹکا ہیرے سنے کے خول کا بازار رسوائی مین غارت کیا میان صاحب مین خانہ خراب
جو اس مٹکے کو کبھی ہاتھہ لگاتی تھی تو میرا بیٹا مجکو ہمیشہ کہتا تھا نہ رہی اسکو ہاتھہ نہ لگا نہین تو
تیری ہانکہین مین سے جدا کر ڈالون گا غرض یہ سادہ لوح ایک تو اوسکی باتون سے چونکا تھا کہ جو
اوسکی جورو سے جھنت ہو گیا تھا اور وہ دوسرے اس بڑہیا کی زاری اور بیقراری سے روح قالب

تہا مین تاگی تھی الغرض اوس جوان مستان کو بہزار سماجت او بصد منت ہاتھہ پاؤن پڑکر رخصت کیا اور اوس بیہ زبان پرفن کو
کچھہ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ حلوائی یہ رسوائی دیکھکر بکمال متعجب ہوا پر دلمین کہنے لگا یہ شعبدہ کبھی نہ دیکھا تھا
جو آج دیکھنے مین آیا مگر یہ اسرار سے یا رخالی از علت نہین ہے اور یہ سادہ لوح اس رسوائی اور بیعزتی کو جو رو
کے اچھے ہونے کی خوشی مین مطلق خیال مین نہ لایا لیکن وہ مسخرا یہ نہ سمجھا کہ جو اوسنے کہا تھا سو
کر دکھایا مگر کسی شخص نے سچ کہا ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے ✤ مثنوی ✤ اگرچہ رنڈی کی ذات ہے بدذات ✤
مرد کو چاہیئے یہ بات ✤ کہ سدا اس سے الامان مانگے ✤ اس سے محفوظ ہی خدا رکھے ✤ ہے اگر تجکو کچھہ بھی عقل و
شعور ✤ قول سعدی یہ کر عمل مجبور ✤ زن بد در سراے مرد نکو ✤ ہمدرین عالم ست دوزخ او ✤

حکایت ایک زن مکارہ فاحشہ کی جو اپنے آشنا کو اوسکے شاگرد سمیت شوہر سادہ لوح کے گھر سے باہر نکالدیا اور اوس سادہ لوح نے کچھہ دریافت نکیا

محرران عبارت رنگین اور منشیان حقیقت نگارین کاغذ بوقلمون پر کلک گلگون سے بخط گلزار
یون لکھتے ہین کہ ایک رنگریز رنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت ماہ طلعت کے رنگ عشق مین نہایت شرابور
تھا لیکن اوس غیرت گلزار رشک بہار کو وہ رنگریز عشق نوانگیز انواع انواع رنگ کی دوپٹے اوڑھا کر جمال
خوش رنگ کی بہارین لوٹتا اور براے ملاقات ✤ نظم ✤ کبھی پوشیدہ اوس تک آپ جاتا ✤ کبھی فطرت
سے اپنے گھر بلاتا ✤ غرض وہ ہجر مین ہوتا نہ دلتنگ ✤ موصل تھا بہر صورت بہر رنگ ✤ قضاے کار
اوس بدکار ناہنجار کو ایک روز اوس شمع شب افروز کی محفل تک جانے کی دکانداری سے فرصت
ایک ساعت کی نہوئی اور آتش عشق نے قرمز اشتیاق کو دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا
تو وہ رنگریز غم انگیز آپ کو رنگریزی بریشش خود دار ماندہ سمجھکر ایک شاگرد امرد سے کہنے لگا اے فرزند
دلبند اس دم بقول ہمدم ✤ شعر ✤ نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے ✤ کسے زبیکسی نامہ بر
خبر ہے ✤ از براے خدا و بحق مصطفے ✤ تشکل صبا تیز پا جاکر میرے محبوب دل مرغوب کو بلا لاتا کہ بقول میر حسین
✤ شعر ✤ ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا ✤ احوال بیطرح ہے دل بیقرار کا ✤ الحاصل وہ شاگرد
یگانہ اوستاد زمانہ اوس فاسقہ فاجرہ کے بلانے کو روانہ ہوا اور در مقصد پر پہونچتے ہی استاد نافرجام کا
پیغام بد انجام استانی کے گوش گزار کیا لیکن وہ استانی اغواے شیطانی سے شاگرد امرد کو نعم البدل
سمجھکر اوسکو گوشے مین لیگئی اور دونون ہاتھہ سے بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ زردروی تیرے
اس حنائی رنگ بادامی چشم پر قربان ہوگئی اور اس سرمئی انکھڑیون پر مجھہ تیرہ بخت کی انکھین ہزار ہزار
بار نثار ہوجائین اے رشک گل معصفر اسوقت عشرت کے شہاب سے میرے اشتیاق کو سرخرو کر

تو دل کی جانکاہی سے چمن حلاوت مین سرسبز و شاداب ہو جاؤن الغرض وہ روسیاہ اوس معصفر نژاد سے
رنگ عشرت جما کے لاؤن لال ہو گئی اور اوس طفل گلابی رخسار کی وہ حالت ہو گئی جسطرح کوئی کھار سے
ایک بار رنگ کاٹ لیتا ہے اور بقول میر حسن شعر میان تو یہ عالم تھا اور طور یہ ✤ اب اوسپر مزا
تم سنو اور یہ ✤ کہ وہ رنگریز دلاویز شاگرد امرد کو ادہر بھیجکر آہ چشم براہ تھا اور یہ شعر عماد الملک کا زبان زد
تھا شعر دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسی کی ✤ ایسی نہ لگا نام رے اللہ کسی کی ✤ آخر کار اوس
بدکار بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایکبار تیغہ بارہ دار ہاتھ مین لیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے نیلا پیلا ہو کر آنکھین
شنگرفی سی نکال کے یہ کہنے لگا کہ معلوم اور مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سے وہ مردک ابھی تک نہین آیا
بقول جرات شعر یا گھری کو وہ بھولا یا راہ پھیر کی ہے ✤ یارب تو خیر کیجو قاصد نے دیر کی ہے ✤ المدعا
وہ رنگریز محبت انگیز دروازۂ مطلب پر جو آیا تو اوس فاحشۂ فاسقہ نے جلدی سے اوس شاگرد دیگانہ
استاد زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چھپا رکھا اور اوس رنگریز دلاویز سے کہنے لگی اسے یار وفادار
واے غمخوار جان نثار نظم خیر تو ہے مزاج ہے کیسا ✤ آج تیرا جو حال ہے ایسا ✤ تیری آئی بلا لگے
مجکو ✤ نت سلامت رکھے خدا تجکو ✤ یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہے جو تو اسطرح تیغ بکف بحال
عجیب مجھ بے نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا اے غفلت شعار لعنت بکار ایک پہر
کامل ہوا ہے کہ وہ شاگرد بوالعجب تیری طلب کو آیا نہ تو جواب باصواب لے گیا اور نہ تو میرے پاس
بلا وسواس آئی اسکا کیا سبب ہے موجب ہے یہ گفتگو عربدہ جو اوس رنگریز وحشت انگیز کی وہ فاجرہ فاسقہ سنکر
کہنے لگی ارے تو بھی نرا کاٹھہ کا الو ہے کوئی بھی زن پردہ نشین مہ جبین کے قرین مرد اجنبی کو پیغام وسلام
کے واسطے بھیجتا ہے وہ کمبخت زبان سخت دروازے پر آیا تھا دور سے ایک ڈھیلا سا مارکر بھاگ گیا
مجکو اس بات سے ندامت کمال ہوئی اور ہمچشمون مین آنکھہ چورانی پڑی کیونکہ لوگون کو دریافت ہوا ہوگا کہ
یہ عورت نیک خصلت بھی کسی سے لگاوٹ رکھتی ہوگی اسے عزیز بے تمیز عورت کے بلانے کو عورت بھیجتے ہین
کسواسطے کہ وہ موقع اور بے موقع سمجھکر سلام و پیغام کرتی ہے مثل مشہور ہے ہر کارے و ہر مردے اور
قول نخشبی کا بھی ہے شعر نخشبی کار ہر کسے مپسند ✤ طیب عود از خسے ناید ✤ مرد باید کہ کار مرد کند ✤
کار ہر کس ز ہر کسے ناید ✤ یہ گفتگو دو بدو اون دونون مین ہو رہی تھی کہ یکایک اوس زن پرفن کا شوہر خطر
سامنے سے ایکبار نمودار ہوا اوس رنگریز وحشت انگیز کا طائر رنگ گلشن رخسار سے پرواز کر گیا اور بیحواس
ہو کر کہنے لگا اسے کان فطرت واے معدن فراست بڑا غضب پر تعب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا کرون
اوسکے جواب مین وہ زن پرفن بولی کہ اسے وحشی خود غلط اس تلوار بارہ دار کو ننگا کرکے تسکیل سودائی

اوہر اودہر دوت دبک کرتا ہوا یہان سے کافور ہو جاے گے مین سمجہہ لونگی غرض اوس زنگریز طبع تیز نے یہی کیا کہ جہبٹ
لونڈے کو میان سے ایکبار کہینچکے ہہید دست کہیلتا دروازہ سے باہر نکلا یہ ماجرای عجیب و روادات غریب صاحب خانہ
دیکہکر بحالت شش در اپنی زن پرفن سے کہنے لگا کہ ای بی بی یہ کون ننگی شمشیر دست بقبضہ تیز رفتار تند گفتار تجہسے دو بدو
گفتگو کرکے یون یکبار فرار ہو گیا وہ زن پرفن اپنے شوہر بیخبر کی سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی اے میان
کچہہ نہ پوچہہ مصرع ع رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ؞ خدا اور رسول نے تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیرے اوپر سے
اپنی جان کو قربان کر ڈالون یا گہر بار سب لٹا دون تو بہی بجا ہے کیونکہ اس مست بدسرشت کی ڈر سے ایک لڑکا
کسی بہلے آدمی کا بہاگا ہوا میرے گہر مین آکر کہنے لگا اے بی بی مجہہ نادان کی جان اسوقت ایک شرّی کے
ہاتہہ سے بچا لے اسکا اجر تجکو خدا اور مصطفےٰ دیگا ای میان سو اوس لڑکے کو مین نے کوٹہری مین چہپا رکہا ہے
ہرچند مجہہ سے اس شری سودائی نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہے مجکو بتا دے نہین تو تجہے اس تیغ تیز سے چورنگ کرونگا
یہ گفتگو عربدہ جو وہ مجہسے دوبدو کر رہا تہا کہ اسمین تو جو سامنے سے تو نمودار اور آشکار ہوا نہین معلوم اوس شوم کو
کیا خوف و خطر تیرا آیا کہ جو وہ یہان سے بکتا جہکتا دفع ہو گیا یہ واردات واہیات وہ الو اس حیا بنو کی زبانی سنکر
کہنے لگا کہ اے بی بی وہ لڑکا خوف و خطر کا سہما کہان ہے وہ زن مکار بدکار کہنے لگی اے میان اوس
کوٹہری کے درمیان پنہان ہے غرض وہ سادہ لوح اوس لڑکے کی جبین اور ابرو کو بوسہ دیکر کہنے لگا
کہ اے نازنین مہ جبین تجکو خدا نے آج بڑی آفت سے نجات دی سچ تو یون ہے جسکو خدا رکہے اوسکو
کون چکہے حاصل کلام اوس بدانجام نے اوس طفل کو آب و طعام سے سیر کرکے بقصد تشفی و تسلی رخصت
کیا اور یون کہا کہ اے بیٹا این خانہ خانۂ شماست جب تمہارا جی چاہے بے تکلف چلے آنا اور
اپنی زن مکار بدکار سے کہنے لگا کہ اے زن وفادار اس طفل دلدار کو تو بہی ذرا چہاتی سے لگا کر
پیار کرلے تاکہ اسکے دل سے خوف و خطر نکلجائے **مثنوی** نہون مرد ایسے ہی احمق
اگر ؞ تو کیون عورتون کو ہو خوف و خطر ؞ غرض ایسی زن سے خدا کی پناہ ؞ جو شوہر کے ہو
سامنے بدنگاہ ؞ خدا اوسکو اندہا کرے قہر سے ؞ بذلت نکالے و یا شہر سے ؞ تری بات بہجور
سچ ہے تمام ؞ ولی شیخ سعدی کا سن یہ کلام ؞ زبیگانگان چشم زن کور باد ؞ چو بیرون شد از خانہ در گور باد ؞

**حکایت ایک شخص نے کئی دفتر عورتون کے مکر و فریب کے لکہکر اپنے پاس رکہے
تہے ایکدن ایک عورت نے ایسا چرتر لیا کہ اوسنے کبہی دیکہا نہ سنا تہا**

دبیران سخن سنج و محرران بیرنج یہ حکایت پر بذرت بصفحۂ حریر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک عزیز

باتمیز نے زنان حیلہ ساز اور عورتان دغاباز کی مذمت مین چند فقرے حیرت کے واسطے تحریر و تسطیر کیے تھے کہ اونکی پڑھنے سے
کوئی رنڈی بدکار نا ہنجار فریب پیشہ نہ لیجائے اور ہمیشہ زن مکارہ بدکار کو مین ہی ہر ایک قاعدے سے زیر و زبر
کیا کرون لیکن قول نخشبی کا نسمجھا نظم نخشبی مکر در زنان پیداست ÷ تا ندانی تو سہل غدر زنان ÷ گر نویسند کیے
ز شغف درون ÷ صد سفینہ شود ز مکر زنان ÷ القصہ وہ عزیز باتمیز ایک نو آباد مینو سواد مین جو گذرا تو ایک
مکان جنت نشان مین مقیم ہوا لیکن اوسکے قریب ایک محل بے بدل کے دریچے مین ایک عورت خوبصورت پر فطرت
بیٹھی تھی اسمین ناگاہ اوسکی نگاہ جو اوس جوان نادان کے اسباب پر پڑی تو کیا دیکھتی ہے کہ اور تو اسباب
انتخاب بیحساب ہے لیکن کتابین کچھ حد سے افزون ہین یہ احوال کثیر الاختلال وہ ماہ لقا باوفا ملاحظہ کر کے
خاموش ہو گئی لیکن اوس جوان نادان کو ایک کنیز جان عزیز سے بلوا کے کہنے لگی کہ اے عزیز باتمیز تیرے اسباب
انتخاب مین جلدہاے کتاب بیحساب جو ہین اسکا کیا موجب درجہت ہے یہ کلام وہ خود کام سنکر کہنے لگا یہ کتابین
زنان فاجرہ و فاسقہ کے مکر مین مینے تصنیف کی ہین کیونکہ انکی ذات نہایت قسم واہیات سے ہے بقول
عنایت اللہ **شعر** عزیزا ز اکید کید زنان خواہد بقید زن بود دانا گرفتار ÷ یہ گفتگو وہ زن بدخو اوس عزیز باتمیز
کی سنکر کہنے لگی اے صاحب آپ پوشاک بیباک اوتار کر آرام فرمایئے یہ پلنگ خوشرنگ موجود ہے دو چار
گھڑی کے بعد تشریف شریف اپنے مکان دلستان پر لیجایئگا الحاصل اوس روسیاہ کے ہمراہ شراب نوشی ہم آغوشی
مین وہ جوان انجان معروف و مالوف ہوا اس عرصہ مین اوسکا شوہر بخیر در پہ آوازدہ ہوا تو اوس زن پرفن
نے ایک کنیز باتمیز سے کہا ارے فلانی دروازہ کھولدے میان صاحب آتے ہین وہ جوان نادان
کہنے لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اوس زن پرفن نے کہا اس صندوق مضبوط مین تم جا بیٹھو
مین اوپر سے قفل دے دونگی تمھارا پردہ فاش نہوگا وہ جوان نادان صندوق مین جا کر مخفی ہوا اور صاحب خانہ
نے گھر مین آکر دیکھا تو عجب ماجرا حیرت افزا ہے کہین تو دستار رشک بہار رکھی ہے اور کہین جامہ گھیر دار
مردانہ پڑا ہے اور کہین سپر اور تلوار اعجوبہ کار رکھی ہے اور شراب ناب کے شیشے مع گلاس زرنگاری بصد طیاری
جلوہ نما ہین نقشہ اپنے گھر کا وہ حیرت زدہ دیکھکر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا ارے یہ کیا واردات واہیات ہے
وہ زن پرفن جواب دہ ہوئی میان صاحب ایک جوان مہمان آیا تھا سو اوسکے واسطے یہ سامان بے پایان
مہیا کیا تھا صاحب خانہ یہ سخن دلشکن سنکر کہنے لگا وہ جوان بیجان کہان ہے اوس عورت پر فطرت نے کہا
اس صندوق مین پنہان ہے اوسکو کھولکر دیکھ لے جو ہین اوسنے اوس صندوق کی کنجی زن پرفن کے
ہاتھ سے لی کہ یکایک وہ عورت پرفطرت کہنے لگی اے جان مرا یاد ترا فراموش واللہ تجھ باہوش کو
کس غفلت سے آج بھلایا ہے کہ تجھکو عمر بھر یاد رہے گا اور لونڈی سے کہنے لگی اے کنیز

عزیزیہ سپر و شمشیر اور پوشاک مردانہ جس یگانہ کی لائی ہی اوسکو یہ بخشا دی بخدا یہ بیت جانفزا اگر یہ فطرت پہ حیرت نکرتی تو بازی نہ لیجاتی
اس گفتگو کو دیدو ہی اوس اُلّو کو اس حجابنونے ایسا خاموش کیا کہ اوسکا قفل سکوت کلید تقریر سے نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان
صندوق فطرت میں پنہان کا پنہان رہا آخر کار وہ زن مکار پھر شوہر بیخبر سے کہنے لگی کہ آج میرے سر میں درد اسقدر ہی کہ جس سے
سراسر دلکو الم ہی کسی حکیم فہیم سے اسکی دوا پوچھہ آؤ تو اوس درد و اہیات سے نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی شعر درد سر کا بھم
پھرسے ہے اب * زندگانی ہی درد سر ہے اب * وہ اُلّو اوسکی دام فریب میں آکر باہر دوڑا گیا اور اوسکے بعد وہ زن
پرفن صندوق کو کھولکر کہنے لگی کیون جی یہ بھی حیرتر تمہارے دفتر ابتر میں لکھا ہے یا نہین غرض اوس جوان نادان نے
اس حیرتر کو شتر دیکھکر وہ دفتر نا کام تمام دریاے حیرت میں ڈبویا اور یہ قطعہ تخشتی کا زبان پر لایا قطعہ تخشتی زن مگلگی
مکر ست * جنیت خاکی زمانہ از ابلیس * کید و مکر یکہ از زنان آید * نا یدان ہیچ وقت از ابلیس * نظم سچ ہے مجبور
فریبِ نسوان * ہے عجائب طرح کا میری جان * انکے مکرون سے ہے خدا کی پناہ * گھر کے گھر انکے ہوگئے ہین تباہ *

حیرتر ایک شخص تاجر بدکار نا ہنجار نے دلالہ کے ہاتھ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نادانستہ اوسکی جورو کو اوسکے پاس لیگئی اور عورت نے ایسا حیلہ کیا کہ وہ شخص آپ نادم ہوا

تجاران جنس معانی اور خریداران متاع خوش بیانی یہ حکایت بیش قیمت و دلپذیر بہ بازار تقریر یون بیان مین لاتے ہین
کہ ایک سوداگر بری پیکر براے سوداگری براہ تری کسی ملک کو روانہ ہوگیا تھا اور اوسکے بعد گھر والی بی بی نے
صندوقچہ عصمت کلید بیحیائی سے کھلوا کر متاع ناموس اور جنس پارسائی کی فروخت ناجائز شروع کی بعد مدت
مدید و عرصہ بعید اوس سوداگر نے سفر سے آکر اپنے شہر کی کاروان سراے مین داخل ہوکر ایک پیرزن پرفن کو طلب
کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے کہ چندروز دل افروز اس شہر مینو چہر مین رہکر
زندگی کی حلاوت اوٹھاے کیونکہ بقول فہیم شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے * زیست
نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے * یہ کلام اوس عالی مقام نیک انجام کا وہ پیرزال کذب مقال سنکر کہنے لگی
اے سوداگر بری پیکر رشک قمر مہر انور تیرے واسطے ایسی پری رخسار غیرت گلزار شعلہ نور رشک حور لاؤن بقول مصحفی
شعر کیا حسن سے اوسکے ہو خبر اہل زمین کو * سورج نے بھی دیکھا نہو جس پردہ نشین کو * یہ گفتگو وہ بدخو سوداگر
سے کرکے نادانستہ اسکی جورو ماہرو دلفریب کے قریب آکر کہنے لگی اے ماہ تمثال خوش خصال تیرے واسطے
ایک شکار فربہ اور طیار لائی ہون اوسکو اپنے دام فریب مین لاکر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق سے
اوڑا یعنی ایک سوداگر ملک التجار مالدار کسی شہر کا تیرے ملک مین صادر و وارد ہوا ہے سو اوسکی یہ خواہش
دل ہے کہ کوئی عورت خوبصورت ہو تو اوس سے چندروز اس شہر فرحت افروز مین اوقات بسر کیجیے سو وہ

ماہ لقا با وفا مین نے تجکو تجویز کیا ہے اگر مزاج وہاج مین گذرے تو اس امر مین تامل نکر بقول شخصی مصرع
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ۔ یہ کلام وہ بد انجام اس پیرزن پرفن کا مسموع کر کے کہنے لگی از ین چہ
بہتر المطلب وہ غنچہ لب بصد زیب و زینت آراستہ و پیراستہ ایک ڈولی مین سوار ہو کر اوس پیرزن پرفن
کے ہمراہ ہوئی رفتہ رفتہ وہان پہونچی تو کیا دیکھتی ہے کہ اوس مکان دلستان مین تو میرا شوہر جلوہ گر ہے
القصہ جو اون دونون کی نگاہ ایکبار دوچار ہوئی یکایک وہ عورت پرفطرت چادر سر سے پھینک کر بصورت
مہیب اور بحالت عجیب اوس غریب کے قریب جا کر ایک دو ہتڑ سر پر چوٹ کے یہ سخن زبان پر لائی ارے
بھڑوے مسخرے مین نے تو تیرے فراق پر اشتیاق مین ایک ایک روز باہ جانسوز ایک ایک سال
کے برابر کاٹا اور تو آج اس شہر مین جو وارد و صادر ہوا ہے تو یہان اسواسطے مقام ناکام کیا کہ رنڈی بازی
یا دغابازی بشوق تمام کیجیے چہ خوش چرا نباشد سالے جھنڈو گھٹو سا اتنے روز دن باہر رہا اور تا حال تیرا
رنڈی بازی سے جی نہین بھرا جو آج کے روز یہان ٹھہرا ہے سالے بے حیثیت او بے حقیقت وہ تو
مجکو وہین خبر وحشت اثر تیرے داخل ہونے کی ہوئی تھی کہ جسوقت تو اس شہر مین داخل و صادر ہوا تھا لیکن
اس بڑھیا کا خدا بھلا کرے کہ جسنے تیرے مکان بے نشان کا پتا لگا دیا غرض وہ عورت پرفطرت اس
احمق کو مارتی دھاڑتی گھر کو لیگئی مثنوی واہ رے تیری عقل و واہ شعور ۔ بخشی کا ہے قول سچ جمہور ۔
بخشی زن کہ جنگجو باشد ۔ طاقت جنگ او ندارد کس ۔ ہمہ عالم زند و یکبار زند ۔ از زن جنگجو گریزد دیو ۔
چہ بیتر زن دہقانی بدکار حاضر جواب باغبانان گلزار خوش بیانی اور مزارعان کشت زار معانی
مزرعۂ قرطاس صاف مین اس حکایت نغز کو یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن دریدہ دہن دہقانی بمعنی
کی بیباک حاضر جواب تھی چنانچہ ایک روز وہ تیرہ روز اپنے شوہر کیدی خر کیواسطے ستو مثل لڈو گوندہ کر
ایک رکابی مین بھر کر گشتکار پر بہار کو لے چلی لیکن اثنای راہ مین ایک جوان نونہال خوش جمال گندم رنگ کو
دیکھکر خرمن ننگ و ناموس کو آتش شوق سے جلا کر اوسکے قریب گئی اور یون گویا ہوئی سالے گل خوبی و
سلے حدیقہ محبوبی بقول میر حسن نظم غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنجروز است در بوستان ۔
ثمرے بھلائی کا گر ہو سکے ۔ شتابی سے بولے جو کچھ ہو سکے ۔ الحاصل وہ عورت پرفطرت اوس جوان
عالیشان کو دام فریب مین لا کر ایک مکان ویران مین لیگئی اور بعد الفراغ تخم پاشی عیاشی وہ زن زہر
استنجے کو گئی اور ادہر اس جوان انجان نے رکابی کو شتابی جو وا کیا تو ستو مثل لڈو کے نظر آئے اوس جوان
شیرین ذہن نے چالاکی دست صنعت سے اوس ستو مثل لڈو کا ایک بیل مست بدصورت پرہیبت بنا کر
پھر اوس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن پرفن بعد خلاصی عیاشی اوسکے پاس سے بلا دسوا اس اوٹھکر

نے

اپنے شوہر بیخبر کے قریب جاکر ستو کی رکابی رکھکے چپ ہو گئی وہ خر بیدم جو زہر مار کرنے کو بیٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی مین رکھا ہے یہ ماجرای عجیب و غریب دیکھکر کہنے لگا اے کمبخت عقل کی پست یہ ستو تو کیسے واہی تباہی بناکے لائی ہے وہ زن پرفن بولی اے میان کچھ نہ پوچھو آج کی شب بر غضب مین مینے یہ خواب پر عذاب دیکھا تھا کہ تیرے پیچھے ایک فیل مست بدہیت دوڑتا ہی اور تو اوسکے ڈرسی بھاگا بھاگا پھرتا ہے یہ خواب پر عذاب مینے جو ایک بزرگ سے وقت سحر بیان کیا تو اوسنے یہ تعبیر پر تاثیر دی کہ ایک ہاتھی ہاتھی ہاتھہ ستو کا بناکے اپنے شوہر بیخبر کو کھلادے تو اوسکی نحوست یکقدورت دور ہو جائے گی الغرض اس ستو کا یہ موجب اور سبب ہے لیکن وہ احمق مطلق یہ گفتگو جورو بدخو کی نہ سمجھا اور بخوشی تمام یون گویا ہوا **مثنوی** خدا اجر اسکا بہت دے تجھے ✥ کہ ایسی بلا سے بچایا مجھے ✥ ولیکن نسمجھا وہ اس بات کو ✥ کہ یہ پیل پر مکر تھا تند خو ✥ جو مجھو را ایسا نہوتا وہ دست ✥ تو گھر اوسکا رہتا نہ بے بندوبست ✥ زن بد سے لیکن ہمیشہ خدا ✥ رکھے حفظ مین اپنی ہے یہ دعا ✥

خبر ترزن دہقانی ذ ایک شخص سے بدفعلی کی اور سسری کو خفت دی اور خاوند کو راضی رکھا

قارعان مزرعۂ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دامنہای سخن کی یون تخم پاشی کرتی ہین کہ ایک زن پرفن دہقانی بمعنی کی نہایت پرفریب تھی اتفاقاً وہ نازوادا ایک روز بالاے بام نظارہ کنان تھی قضاے کار ایک جوان طرحدار سے دوچار ہو گئی تو وہ جوان پرارمان اوس گندم گون کو دیکھکر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست فوج عشق لٹا بیٹھا اور بقول میر حسن یون کہنے لگا **شعر** صبر و قرار و ہوش و دل و جان تو کھو چکا ✥ اب چھوڑون کیونکہ تجکو جو ہونا تھا ہو چکا ✥ یہ احوال پرملال اوس جوان ماہ تمثال فرخصال کا وہ زن بدافعال بدانائی کمال دریافت کرکے نیچے کو سیڑھے کے آئی اور اوس جوان نادان کے گوش ہوش اور گردن رشک سمن کو ملکر گھر مین چلی گئی یہ جوان پرارمان بعد انتظار بیٹھا اپنے گھر مین آیا مگر یہ عقدہ دلمین گرہ بند ہوا المطلب ایک پیرزال بداعمال سے پوچھا کہ اے پیرزال میرے احوال کثیر الاختلال کا کیا بھید ہے براے خدا سچ بتا وہ پیرزن پرفن جواب دہ ہوئی کہ اے جوان نادان تیرے گوش اور گردن ملنے سے اوس حسنک زن پرفن کا یہ اشارہ اور ایما ہے کہ تو کسی زنڈی ذات کو میرے پاس بلاو سواس براے پیغام و سلام روانہ کرتا میرے اور تیرے ملاقات ذ آفات ہو یہ کلام بلاغت نظام اوس پیرزال کذب مقال کا وہ جوان نادان سنکر کہنے لگا **شعر** تجھسا غمخوار و ہمراز کہان پاؤن گا ✥ اوس فسون ساز کے نزدیک جو بھجواؤ نگا ✥ غرض اوس جوان نادان نے پیرزن پرفن کو اپنی دلدار ماہ رخسار کے قریب بھیجا القصہ وہ پیرزال بداعمال جو ہین اوس ماہ پارہ کے قریب گئی وہین اوسنے اوس پیرزن پرفن کا منہ خاطر خواہ سیاہ کرکے نکالدیا کی راہ سے نکالدیا یہ پیرزن دلشکن باین صورت ہو اوس جوان جہر رفعت کے قریب جو آئی تو وہ جوان حیران

و پریشان ہوکر کہنے لگا ہاے یہ رسوائی اور بیحیائی کیا درپیش آئی یہ گفتگو وہ پیرزن بدخو سنکر کہنے لگی اے جوان
نادان اسکو رسوائی اور بیحیائی نسمجھہ یہ اشارا ہمارا تیری ملاقات کا ہے یعنی اس روسیاہی اور ناہدان کی
نکاسی کا یہ مطلب ہو تو عجب ہی کہ تو بوقت شب ناہدان کی راہ سے اوسکے پاس بلا وسواس جانا سمجھہ سخن
حیرت افگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہوگیا **بیان شب** اس عرصے مین جسوقت شام سیہ فام
نے سیاہی شب سے رخ خورشید کو کالا کیا اور ناہدان کہکشان کو سطح فلک پر نمود کیا اوس وقت وہ
جوان پرارمان ناہدان کی راہ سے اوس زن مکارہ کے قریب گیا اور یہ شعر شمیم کا زبان پر لایا **شعر** دل کو
یقین ہوا کہ بس اب جی ہی جاے چکے ٭ جب ہم تمھاری دام محبت مین آ چکے ٭ القصہ وہ زن پرفن ایک گوشے
مین لیجا کر کشتکاری بدکاری مین مشغول ہوئی قضاے کار یہ دونون نابکار ایکبار خواب غفلت مین بیہوش
ہوکر سو رہے **بیان سحر** اس عرصہ مین جسوقت کہیت ستارون کا آغاز سحر سے مرجہانے اور کمہلانے لگا
اوسوقت اوس رنڈی کا سسرا پر دغا ایکبار کشتکار کو راہی ہوا اتفاقاً جس گوشے مین یہ دونون خواب
غفلت سے کہیت آئے تہے اوسی طرف سے ہوکر نکلا یہ احوال کثیر الاختلال وہ دہقانی بمعنی دیکہکر
خاموش ہوگیا لیکن اوسکے پاؤن کی گجری نقرئی اسواسطے اوتار لی کہ یہ بوقت سحر منکر ہو جاے غرض
وہ گجری شہری لیکر اپنی کشتکار رشک بہار کو روانہ ہوگیا اور ادہر جو اس زن پرفن کی آنکہہ کہل گئی تو اپنے
حال بداعمال سے ماہر ہوئی اوس جوان پرارمان کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اپنے شوہر بیخبر کے پاس
بے ہراس آکر کہنے لگی اے مونس غمخوار اور اے جان غمگسار آج یہ گنہگار بیخبر کی طبیعت سے جہان لیٹی تہی
وہین سو رہی اور اوسوقت خواب غفلت سے جو میری آنکہہ وا ہوئی تو مینے اپنے پہلو مین تجہہ زینت آغوش کو
نہ پایا اے جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہے **شعر** چل اوٹھہ یہان سے ہمراہ میرے
وہان ٭ مین غفلت سے سوتی تہی تجہہ بن جہان ٭ دیکہہ تو کیا خوب دل مرغوب ٹہنڈی ٹہنڈی سوہانی
سوہانی ہوا چلتی ہے کوئی دو چار گہڑی با فراغت الگ استراحت کیجیے وہ الو اس غوغائی کے کہنے سے
وہین آکر سو رہا ایک گہڑی کے بعد اپنے شوہر بیخبر کو جگا کے کہنے لگی دیکہہ یہ کیا غضب پر تعب ہوا
مین بہی سنا ہے کہ جسجا جورو خاوند خواب مین خرسند ہون اور وہان سسرا بڑا بوڑہا آن کر
اپنی بہو کے پاؤن کی گجری اپنے ہاتہہ سے لیجائے **شعر** ہاے کیسا یہ بد زمانہ ہے ٭
وہ بیگانہ جو یگانہ ہے ٭ یہ کلام وہ نافرجام اپنے شوہر ناکام سے کرکے پہر سو رہی القصہ
دو پہر کے وقت اوسکا خسر گہر مین آکے اپنے فرزند دلبند سے کہنے لگا اے نادان انجان دیکہہ اپنی جورو
بدخو کا تماشا بے محابا کہ شب کو ایک شخص غیر کے ساتہہ فلانے گوشے مین بافراغت

ایسی سوتی تھی کہ یہ اوسکی گہری نیند اوتاری ورا وس بخیر کو خبر ہوئی یہ گفتگو عربدہ جو وہ بدخو باپ کی سنکر کہنے لگا یہ بوڑہا ذ مین تجکو سے بوالہوس کیا بڑ ہبس لگا تہا جو تونے یہ حرکت ناشایستہ کی اری وہ تو میری باہم سوتی تھی چنانچہ اوسنے تو مجکو وہین اوس بات سے آگاہ کر دیا تہا غرض تو بھی احمق مطلق ہے کوئی بھی بہو بیٹی سے یہ سوانگ کرتا ہے جو تونے یہ اختراع کیا **مثنوی** یہ سنکر کہا اوسنے ہان واقعی ✤ یہ تقصیر مجہسے نہایت ہوئی ✤ اگر مجکو معلوم ہوتی یہ بات ✤ تو ہرگز نہین اوسکو لگاتا نہ ہاتھ ✤ غرض سسر از بعد انکسار ✤ یہ کہنے لگا مین ہون تقصیر وار ✤ نہ جہجور زن ایسی جرات ہو ✤ نہ اپنی برائی سے یون صاف ہو ✤

حکایت ایک عورت نے اپنے آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان دانائی سے اپنے گھر گیا

فیلسوفان زمان و ربا وقوفان جہان کاغذ افشان پر نوک قلم سے یون رقم کرتی ہین کہ ایک زن پرفن اپنی یار دلخواہ کی ہمراہ عیش و طرب مین مصروف و مالوف تہی کہ یکایک اوسکی شوہر گیدی خرنے دروازی پر آکر آواز دی اس عرصی مین اوس زن پرفن نے اپنی دلبر کو مرغے کے ڈربی مین چہپایا اور مینڈہا جو گھر مین بندہا تہا اوسکو کہولدیا اوسکی بعد دروازی کی کنڈی کہولکر خاوند دلپسند کو بلا لیا وہ گیدی خر اوسکو ننگے سر با حال پریشان اوس آن دیکہکے کہنے لگا اری یہ کیا سبب ہے جو تونے اتنی دیر مین دروازے کی کنڈی کہولی اور اسکے سوا تیرے بال وبال جان کیون سراسر پریشان نظر آتے ہین **مثنوی** یہ سنکر کہا اوسنے اے میری جان ✤ بہلا اس سبب کا کرون کیا بیان ✤ تری گھر مین مینڈہا جو ہے یہ بندہا ✤ مجھے اسنے آج ایسا عاجز کیا ✤ کہ جس سے مرا ناک مین دم ہے آج ✤ بجز قتل اسکا نہین کچہہ علاج ✤ یہ احوال کثیر الاختلال وہ مرد کہ از بنک سنکر یکبار تلوار بارہ دار لیکے مینڈہا مارنی کو طیار ہوا غرض دیر تک مینڈہے بے تقصیر کو مارنی کی داؤگہات کرتا تہا لیکن وہ مینڈہا تیز پا اوسکی ہاتھہ نہ چڑہتا تہا اتفاقاً وہ مینڈہا دوڑتا دوڑتا تہک جو گیا تو اوس مرغی کے ڈربی پر کھڑا ہو گیا کہ جسمین وہ مرغا چہپا تہا اوس مرد کہ از بنک نے ایکبار تلوار زور سے جو اوس مینڈہے پر ماری تو وہ تو چوٹ بچا گیا لیکن اوسکی دہمک سے ذرا سا ڈربا ٹوٹ گیا اسمین اوس جوان اور اس بے ایمان کی آنکہہ جو دو چار ہو گئی تو یون خرفزن ہوا ہے تو کون مرغابی ہم ہے جو اس ڈربے سے نکل آیا وہ بولا اے دو تجکو نہین پہچانتا ہے مین ملک الموت صاحب قوت ہون یعنی تمام جن اور انسان اور حیوان کی جان میری قبضے مین ہے سو اس مینڈہے کی جان اے نادان قبض کرنی آیا ہون یہ سخن دلشکن اوس جوان انجان کا سنکر کہنے لگا اگر مین اسکو نہ قتل کرون تو تو کیا کرے وہ جواب دہ ہوا کیا مضائقہ ہم اپنے آسمان بے نشان پر چلے جاینگے **مثنوی** یہ کہکر وہان سے وہ پرفن جوان ✤ بچا لے گیا صاف ہی اپنی جان ✤ بچا آپ بھی اور مینڈہے کا جی ✤ بچایا عجائب طرح سے اجی ✤ جو مہجور ہوتا نہ وہ ذوفنون ✤ تو دونون مین ہوتا عبث کشت و خون ✤

حکایت ایک عورت نے مکاری سے چراغ بجہا دیا اور شوہر کے روبرو اپنے آشنا کو گھر سے باہر کیا

راویان رنگین ضمیر و حاکیان خوش تقریر اس حکایت دل افروز کو محفل بیان مین یون روشن کرتی ہین کہ ایکدن تیرہ روز اپنے یار

دلسوز کو ساتھ لیے پلنگ خوش رنگ پر بیٹھی تھی کہ یکایک اوسکا شوہر بیخبر دروازے پر آ پہنچا اس روسیاہ پر گناہ نے اوسکے پاؤن کی آہٹ پاکر چراغ جھٹ باد ہوائی سے بجھا دیا اور اوس آشناے دلسوز کو اپنے پیچھے چھپا کر بٹھالیا اس عرصے مین وہ گیدی خرانگر کہنے لگا اے تیرہ بخت و سیاہ رخت آج کیا واردات واہیات در پیش ہے کہ ابھی تک گھر مین چراغ نہین روشن کیا وہ کہنے لگی کہ اے محرم رازدار ہمدم دلنواز یہ تیرا محلہ نہایت پر فطرت ہے واللہ باللہ مین محلہ مین لوکا لگا کر چھوڑ دونگی اشعار بھلا کیون نہ میری طبیعت جلے ✤ جلین ہون یہانکے جو ایسے برے ✤ خدایا محلہ یہ ہو وے تباہ ✤ ویا اسکا دنیا مین ہو روسیاہ ✤ یہ گفتگو جورو زشت رو کی سنکر وہ الو کہنے لگا ای بی بی خیر تو ہے یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہے وہ کہنے لگی اے میان یہانکی رنڈیان عجب پر غضب ہین یعنی آج اس محلے مین ایک رنڈی نے یہ حیرت اپنے شوہر بیخبر کے ساتھ کیا کہ ایک مسٹنڈا اسنڈا اوس لیے بیٹھی تھی اور اوسکا شوہر بیخبر جو باہر سے آیا تو اوسنے جھٹ پٹ چراغ کو بے تامل گل کر دیا اور آشنا کو پیچھے چھپا کر بٹھایا اس گفتگو مین اپنے سر کی چادر شوہر کے منہ پر ڈال کر کہنے لگی ای میان اسطرح اوسنے اپنی خاوند کے منہ پر چادر ڈالکر اپنے دہگڑے کو نکال دیا یہ سخن پر فن اوسکا یار دلدار سنکر چلیت دے پاؤن وہان سے راہی ہوا اور یہ گیدی خر کہنے لگا ای بی بی تجھے اس واہی ماجرے سے کیا بقول شخصے مثل اپنی کرنی اپنی بھرنی مصرع مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت ✤ مثنوی واہ حرفت تری زن عیار ✤ کس حلین سے نکالا اپنا یار ✤ دیکھکر عقل زن کی اور شعور ✤ نخشبی نے کہا ہے اے مہجور ✤ نخشبی زن تمام حیلہ بود ✤ تا نداری تو قول شان باور ✤ صد جگر از زنان شود خستہ ✤ زشت باشد زن زبان آور ✤

تنبولی کی جورو نے ایک مرد مفلس کو بد فعلی کیواسطے نوکر رکھا اور وہ شخص اوس تنبولن کے شوہر کا آشنا تھا ہر روز جو حال گذرتا نادانستہ تنبولی سے بیان کرتا تنبولی نے اوس شخص کو اور اپنی جورو کو خلوت مین طلب کیا اور حال گذشتہ پوچھا اوسنے مفصل بیان کیا پھر عورت کی اشارت سے بیان واقعی کو خواب و خیال سے مبدل کیا اور تنبولی کو انفعال دیا

محرمان اوراق بوستان اور دبیران اشتیاق نخلستان اس حکایت پر فطرت کو بیان کی نیواڑی مین یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن پان فروش باہوش کی دکان دلستان پر ایک سپاہی بحالت تباہی آنکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے بہار سبز بختان گلشن دولت و اے آبشار خیابان چمن حشمت تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ افلاس بتقیاس نے میری دولت دنیوی سب ڈہولی ہے اب کوئی انوپان اس آن سرسبزی کا نظر نہین آتا اور گردش افلاک نے مجھ غمناک کے آہ تباہ کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے غرض زمانے کی

نیرنگی ذی کمال بد رنگی دکھائی ہی اگر تو اپنی دکان دلستان کا بنگاہ ہمکو دے اور کچھ اکل و شرب کی خبر لے تو مجھپر تیرا احسان
بے پایان ہوگا اور اس عرصے مین جو میرا روزگار پایدار ہو جاویگا تو مین بھی تیری خدمت بجا لاونگا یہ کلام اوس خود کام کا
وہ تنبولی سنکر یہ کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ٭ الحاصل
یہ جوان پریشان اوسکی دکان دلستان مین رہنے سہنے لگا لیکن اوس تنبولی کی جورو بدخو نہایت نابکار بدکار تھی
اتفاقاً ایک روز یہ سپاہی غم اندوز اوسکے مکان عالیشان کیطرف ہو کر گذرا اور وہ تنبولن رشک چمن دریچے مین بیٹھی
نظارہ کنان تھی ناگاہ اس جوان پریشان پر جو نگاہ پڑی تو ایک چیری سے طلب کر کے کہنے لگی کہ اے جوان
پریشان تو ہماری نوکری کریگا تو ایک دو روپے کا روز فرحت اندوز حاضر ہے یہ جوان پر ارمان کہنے لگا
بی بی مین اس تلاش دلخراش مین سرگردان ہون بقول فدوی شعر آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے ٭
سائے کیطرح ہم نہ ادہر کے نہ اودہر کے ٭ غرض اوس عورت بدبخت نے اسے ایک گوشے مین لیجا کے
اوس تنبولی کی ہنواڑی کو کام دیو کے ہاتھ سے پامال کیا بعد الفراغ مباشرت اوس عورت نے دو روپے
اس جوان پریشان کو تنبول ہیئے کو دیے اور یہ کہا اسی وقت تو بافراغت مہمان آیا کرنا غرض یہ سپاہی واہی
دو روپے لیکر خوش خوش تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا اے یار وفادار آج ہمنے بڑا شکار خوش نگار
مارا یعنی ایک عورت خوبصورت نے ہمکو دو روپے روز پر نوکر دلبر بنا کے رکھا ہے وہ تنبولی دلشکستہ ناداشنستہ
پوچھنے لگا اے یار غمخوار اوسکا دلستان کہان ہے اوسنے جواب دیا اے یار وفادار اس کوچے کے قریب
وہ جو حویلی دلفریب ہے وہی ہم مجبوروں کا ٹھکانا ہے بقول میر حسن شعر مرا تو تو ہمدم ہے دن رات کا ٭
مجھے تجھسے پردہ ہے کس بات کا ٭ یہ بات واہیات تنبولی سنکر کہنے لگا کہ کچھ دال مین کالا نظر آتا ہے کیونکہ
اسنے سب پتا میرے مکان دلستان کا دیا ہے پھر کہنے لگا اے یار وفادار کل بھی وہان جاویگا یا نہین
وہ جواب دہ ہوا کہ اے بھائی سودائی جسکا نمک کہاینگے اوسکی نوکری نہ بجا لاینگے یہ بات آدمیت سے
بعید ہے اور اسکے سوا تحفہ خاصہ کھانا کہانے کو اور پریچہرہ رخسار بوسہ و کنار اور عیش و طرب کو پھر اس سے بہتر اور
کیا بات ہوگی یہ گفتگو عربدہ جو تنبولی سنکر چپ ہو رہا دوسرے روز اوس جوان دل افروز نے جو ارادہ جلنے کا
کیا تو وہ تنبولی بولا کیون یار غمگسار وہین جانے کا اب قصد ہے کہنے لگا شعر ہان مرے یار وہین اسگہڑی
ہم جاتے ہین ٭ دو روپے روز جہان سے ہمین ہاتھ آتے ہین ٭ یہ بات واہیات اوس بدذات کی سنکر
کہنے لگا کہ بھلا جا تو سہی آج تیرا جانا معلوم ہو جاویگا یہ سپاہی واہی تو اپنے مکان مقصود کو گیا اور اسکے
بعد یہ تنبولی بھی دکان سے اوٹھکر اوسکے پیچھے ہوا جونہین وہ سپاہی واہی اوس تنبولن دلفریب کے قریب جا بیٹھا
کہ اوس تنبولی نے دروازہ کھڑکھڑایا اوس عورت پرفطرت نے اوس سپاہی کو ایک بورئیے مین لپیٹ کر

گوشے مین کھڑا کر دیا اور چھری سے کہا دروازہ کھولدی کہ یکایک وہ تنبولی بصورت مہیب اور بحالت عجیب ادہر ادہر دیکھ
بھال سے اپنی جورو بدخو کے قریب آبیٹھا اور کہنے لگا آج تجکو اشتہاب بے انتہا سویرے معلوم ہوئی تھی اسواسطے
آیا ہون کہ کچھ مٹھائی رکھی رکھائی ہو تو لے آ اوسی نقل کرون غرض وہ زن شیرین دہن کچھ لڈو اندر سے لے آئی
اور ایک جادو نون میٹھ کر کھانے لگی اسمین اوس رنڈی نے کہا اے رشک یوسف مصری اگر تجھ دلمین نہ شک کر تو
تو اس بورے کے اندر لڈو پھینک دیکھین تو سہی کسکا لڈو بورے کے اندر جاتا ہے اور جو میری یہ بات مانے گا
تو خوب ہزار تی کرونگی وہ احمق مطلق رنڈوی کے پھیر مین آکر کہنے لگا متنحر مین ای دلبر فی کیا ہے آخر کار دونون
نابکار اوس بورے مین لڈو پھینکنے لگے غرض جو لڈو اوس بوری کے اندر گئے وہ گز گ اوس جلیبی جوان کی ہو کر
گویا اندر بہشت کے گئے الغرض المطلب یہ تو اعجب جب اپنی دکان پر پشیان پر گیا تو اوس زن پرفن نے اوس سپاہی
واہی کو بورے سے نکالکر کہا اے دلبر سوئے میرے پاس نہین تو مارے پھیڑون کے ہتر احلوا نکالونگی اسمین میرے
ہاتھ کا کڑ اور کنگن کیون نہ ٹوٹ جائے غرض اس بد قوام نے اپنی چاشنی چکھا کے سپاہی کو بعد بشاشت
رخصت کیا اور کہا یہ گپ چپ کی مٹھائی اتوہیان ہی تو کھا جا لیکن اسکی خرچیان اکھٹیان تجھ سے بھرلونگی
الغرض وہ سپاہی واہی پھر اوس تنبولی کے پاس بلا وسوسہ آنکر کہنے لگا کہ اے یار وفادار آج تو بڑا غضب پر تعجب
ہوا یعنی جو ہین مین وہان پہونچا تھا کہ وہین اوسکا شوہر بیخبر باہر سے آیا غرض وہ عورت نہایت پر فطرت تھی
کہ اوسنے ایک بورے مین مجکو چھپایا بلکہ لڈو بھی وہین کھانے کو پہونچائے یہ سخن دلشکن اس سپاہی واہی کا سنکر
کہنے لگا اری یہ تو صاف صاف اس شخص کا ماجرا حیرت افزا ہی الحاصل پھر درویش بجان درویش سمجھکر چپ ہو رہا
تیسرے روز وہ جوان فرح اندوز جو وہان جلنے کو ایکبار طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کیون جی وہین کا ارادہ کیا
یا کہین اور کا قصد ہے اوسنے جواب یا شعر کیون نہ اوسجا پہ ہم بھلا جائین ✤ دو روپے روز جس جگہہ پائین ✤
یہ سپاہی واہی تو کھلکہ ادہر راہی ہوا اور اوسکے بعد وہ تنبولی بھی اوٹھا غرض جو ہین یہ گھر مین جا کر بیٹھا تھا کہ وہین
وہ تنبولی بھی آپہونچا اس جوان پریشان نے کہا ای جان اب کیا کرون اوس عورت نے کہا اس حوض پر آب
مین غرقاب ہو جا اور ایک تربوز کا چھلکا اپنے سر پر رکھ لے اور ادہر ادہر ہلا کرنا المدعا وہ سپاہی واہی
یون ہی عمل مین لایا لیکن مارے خوف کی زہرہ آب تھا اسمین وہ تنبولی جنونی اگر تلوار آبدار سے بوری کو چورنگ
کرنے لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ تنبولن پرفن دیکھکر کہنے لگی اے ملعون ذوفنون تجکو خیر تو ہے جو کل سے تو دیوانی
خبطی کی طرح سے حرکتین کرتا ہے غرض وہ تنبولی حیران و ششدر ہو کر اوسکے پاس بیٹھ گیا
وہ زن پرفن کچھ امرود اور انار اور نارنگی او رفاسے اس آسیب زدہ کے روبرو رکھکر
کہنے لگی ابھی رسوائی ہونے مین ابیر ہے کیونکہ تیری والدہ شریفہ آج ان مول سری پانی

پکا کے بھیجے گی اور اگر زیادہ بھوک ہو تو اس کو ذہین انتناس بھتیاں اکٹھی رکھے ہین جا مین چاہی تو کھا لے اور جو بھوک
کم رکھتا ہو تو کچھ کیلے تو ہی اکیلے کھا کہ سبزی منڈی کو روانہ ہو جا الحاصل وہ خود غرض امرود کھانے لگا اور اوس زن
پرفن کو جو اپنے یار دلفگار کا خیال آیا تو اپنے شوہر بےخبر سے کہنے لگی اے میان تجھپر قربان ہو گئی مین یہ جو حوض مین
تربوز کا چھلکا پڑا ہے اسکو جو نشانہ مارے وہ سو تربوز جیتے یہ گیدی خر بےخبر اوسکو امرود اور نارنگیون سے نشانہ زن
ہوا وہ جوان پریشان وہ امرود بے نمود اور وہ نارنگیان وہان نوش جان کرنے لگا دو چار گھڑی کے بعد وہ
تنبولی اودہر اپنی دکان دلستان کو گیا اور ادہر اوس عورت بدخصلت نے اپنے فوارے کو حوض سے نکال کر
حوض مطلب کو پر کیا غرض بعد خلاصی از دست زن بدکار وہ جوان طرحدار تنبولی کے پاس بلا وسواس آن کر
کہنے لگا اے یار وفادار آج تو مجکو خدا نے بہت بچایا یعنی اوسکے شوہر گیدی خر نے آتے ہی گھر مین جس
بورئے مین مین آگے چھپا تھا اوسکو اوسنے ایکبار تلوار سے پرزے پرزے کیا نہین معلوم کس بوم نے
اوس بداعمال کو میرے احوال سے آگاہ کر دیا لیکن وہ عورت نہایت پر فطرت تھی کہ اوسنے مجھے ایسا چھپایا تھا
کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہ تھا وہ تنبولی بولا اے عزیز بے تمیز پھر تو کہان پنہان تھا کہنے لگا آج اوس
دلدار نے مجکو حوض پر آب مین میرے سر پر تربوز کا چھلکا رکھکر چھپا رکھا تھا بلکہ امرود وغیرہ بھی وہین اوس
مہ جبین نے کھانے کو پہونچائے تھے یہ تقریر سنکر تنبولی دل مین کہنے لگا بقول شخصے **شعر** یار در خانہ
ومن گرد جہان میگردم ٭ آب در کوزہ ومن تشنہ لبان میگردم ٭ بروز چہارم وہ سپاہی بغم جو چلنے کو تیار ہوا
تو وہ تنبولی کہنے لگا کہ کیون جی وہین جانے کا ارادہ ہے وہ جواب دہ ہوا **شعر** بھلا کیونکر نہ جائین وان
جہان سے ٭ بظاہر ذرسطے کا رہنان سے ٭ یہ کلام وہ نافرجام زبان پر لا کر وہان سے راہی ہوا اور اوس
تنبولی نے جلکر جی مین کہا رہ تو مرغے خانہ خراب آج تیرا در باہی جلائے دیتا ہون پھر تو وہ انڈے کہان سے
لائے گا اس کوفت مین تو آپ ہی مرجائے گا یہ دلمین کہکر اوسکے پیچھے چلا اسمین جو ہین وہ سپاہی داہی
اوسکے پاس بے وسواس آکر بیٹھا تھا کہ یہ تنبولی بھی جا پہنچا اوس عورت صاحب فراست نے اوسکا
کھٹکا پاکے ایک صندوق مضبوط مین اوس سپاہی کو بند کرکے قفل لگا دیا اور وہ تنبولی آگ بھبوکا بنا ہوا
جو آیا تو ڈہونڈ کیا آؤ نہ دیکھا تاؤ ایکبار گھر کے سائبان کو آگ لگا دی اوس زن پرفن نے یہ خانہ خرابی شتابی
دیکھکر کہا کہ اے خانہ خراب جگر کباب گھر تو اپنا تو نے آتش نادانی سے جلایا خوب کیا مگر میرے جہیز کا
صندوق لاکھون روپیون کا جلیگا تو میرے والی وارث تجکو بورئے مین رکھکر پھونک دینگے یہ گفتگو
اپنی جورو بدخو کی سنکر جھٹ صندوق کو سر پر اوٹھا کر باہر رکھدیا بارے مردان ہمسایہ نے جھٹ پٹ ہاتھون
ہاتھ آگ تنور کو بجھا لیا آخرکار اوس نابکار کو سب نے لعنت ملامت کرکے قائل کیا القصہ تنبولی اپنے مکان

دلستان کی سوختگی مین دکان پریشان کوگیا اوردادہر اس زن فاجرۂ فاسقہ نے اوسکو صندوق سے نکالکر
بعد حصول مطلب بصد بشاشت رخصت کیا یہ سپاہی واہی پھر اوس تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا ای یار دلسوز آج کے
روز اور بھی آفت قیامت ہوئی یعنی آج تو اوس کمبخت بدبخت نے آتے ہی سارے گھر کو جلادیا لیکن وہ زن
شعلہ رو نہایت باشعور تھی کہ مجھے صندوق مین چھپا کے اپنے شوہر سے کہنے لگی تیری اسی مین خیریت اور
حرمت ہے کہ میرے باپ کا صندوق آتش نادانی سے بچادے نہین تو تو خاک مین ملجائیگا اے یار
گرانبار آج اس صورت سے خدا نے بچایا نہین تو جل بھنکے کباب ہوگئے ہوتے یہ گفتگو دوبدو سنکر تنبولی
کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ ماجرا حیرت افزا تو اور لوگون کے سامنے بھی بیان کریگا وہ سپاہی واہی کہنے لگا
اے احمق مطلق سایح کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ ہم سے پوچھیگا تو ہم صاف صاف کہدینگے القصہ
اوس تنبولی نے اپنی جورو بدخو کو تو اوسکے مان باپ کے گھر کو بھیجدیا ادہر اوس سپاہی واہی کو ساتھ لیکر
سسرال بداعمال مین گیا اور پنچایت جمع کر کے کہنے لگا اے پنچایتو میرا کہنا سراسر جھوٹ ہے لیکن جو سپاہی
للھی کہی سکو ہم سب سچ جانو غرض سب لوگون نے قبول بصد دل کر کے کہا اے میان سپاہی تمھاری سرگذشت
کیونکر ہے صاف صاف بیان کرو یہ سپاہی داہی کہنے لگا اے پنچو سچ تو یون ہے کہ پنچ مل خدا اور خدا امل پنچ
اس تنبولی مرد اجنبی نے ہمارے ساتھ کمال احسان کیا ہے کہ اوس سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے لیکن اسکی
دوستی مجھے ایسی بھاگوان ہوئی ہے کہ دو چار روز نہ گذرے تھے کہ فلانے محلے مین بڑی حویلی والی عورت
خوبصورت نے مجکو عہدہ اردلی کا دیکر دو روپے روز کا نوکر رکھا چنانچہ پہلے روز جو مین گم اندوز گیا تو بھلا چنگا
نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کسی جاسوس منحوس نے اوسکے شوہر کمیدی خر کو خبر کی کہ اوسنے مجھے آدبایا
لیکن وہ عورت پرفطرت نہایت تھی کہ بورئے مین چھپا رکھا بلکہ لڈو وہین کہانے کو پہنچائے غرض تیسرے دن
مجھ غریق بحر الفت اور شناور دریائے محبت کو اوسنے حوض پر آب مین نایاب کیا چوتھے روز اوس بدآموز نے
میرے جلانے مین اپنا تمام گھر جلادیا لیکن اوس شعلہ خو نے مجکو ایک صندوق مضبوط مین چھپا رکھا اور اوسکے
سر پر رکھواکے آتش غضب بزتوب سے بچالیا یہ گفتگو دوبدو سپاہی واہی کی پنچ لوگ سن رہے تھے کہ اوس تنبولن
پر فن نے دل مین کہا ہاے اس احمق مطلق نے شیشہ ننگ وحیا کا سنگ رسوائی سے ناحق توڑا ایکایک
وہ دلارام بالاے بام لمشکاری کہ اوس واہی کی گفتگو سے دوبدو مین جو آنکھ اوپر اوٹھ گئی تو کیا دیکھتا ہے
کہ وہی عورت ماہ طلعت بالاے بام جلوہ گر ہے اور زبان غنچہ سان دہن مین دابے سر ہلاتی ہے اس اشارے
پر فریب کو معلوم کر کے وہ چپ ہوگیا اسمین پنچون نے کہا اے بھائی سپاہی آگے کیا ہوا کہنے لگا اس عرصے
مین کہ مین جو غل بے نال ہوا تو آنکھ میری کہل گئی اور بیدار ہوگئی وہ پنچ ہو پنچ کہنے لگے اے باتمیز یہ ماجرا تو سچ کہتا ہے

یا خواب پر اضطراب بیان کرتا ہے وہ ہوا مین بیچارہ غریب آوارہ نصیب مجھکو محل دیدل کہان نصیب ہوا لیکن یہ تو
البتہ ہے کہ مجبوری مین رہتا ہون اور خواب محلون کا دیکھتا ہون ای یار دچشم غور خیال تو کرو کہ جو کوئی دو روپے
روز کسیکو دیگا اوٹھہ پہر اپنے پاس نوکر رکھیگا یہ گفتگو وہ بد وسنکر سب پیچ پر پیچ ششدر ہو کر کے کہنے لگے کہ یہ سپاہی
بیچارہ سات پانچ کچھ نہین جانتا جو کہ راست بہت تھا سو اوسنے کہدیا مگر یہ تنبولی نہایت دروغ گو ہے کہ اپنی جورو
نیک خو کو اس بیچارے آفت کے مارے سے متہم کرتا ہے **قطعہ** الغرض اونسے اوس تنبولی کو
اونٹا قائل کیا خفا ہو ہو ❊ وہ تنبولن دیکن ملے مجبور رہا ❊ پاک طینت بنی سبھون کے حضور ❊

خبر ایک عورت شکر مول لینے کو گئی شکر فروش سے بدفعلی کی اور شاگرد شکر فروش نے عیاری سے شکر کے بدلے خاک باندھدی شوہر اوسکا منغض ہوا اوس عورت نے حاضر جوابی سے اوسکو خوشحال کیا

راویان شیرین دہن اور ناقلان رنگین سخن بجالا کی زبان یون بیان کرتے ہین کہ ایک زن پرفن بقال بدافعال کی دکان
پر طوفان مین شکر لینے کو گئی وہ بقال بداعمال اوس زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت کی چاشنی پا کر گھل گھل کر باتین
کرنے لگا اور وہ زن بدکار ناہنجار بقال بداعمال کو گندم رو خرمن جوانی کا خوبرو پا کر ایکبار بے اختیار آسیای حسرت مین
آٹے کیطرح پیس گئی الحاصل اوس بقال بد خصال نے اوس زن شیرین دہن کی گوشۂ چادر مین ایک آثار شکر خوشگوار
تولکر باندہدی اور کھنڈسارے کے گوشے مین اپنا منہ کالا کرنے کو لیگیا لیکن بقال بد خصال کے شاگرد استاد زمانہ نے
جو دیکھا کہ یہ زن پرفن سیر بھر شکر ناحق لیے جاتی ہے وہین دوڑ کر وہ شکر خوشتر تو گوشۂ چادر سے کہولکر مٹکے مین
ڈال لی اور اوسکے عوض تھوڑی خاک ناپاک دست چالاک سے گوشۂ چادر مین باندہکر چپ ہو رہا اسمین وہ زن
پرفن بعد الفراغ جسمانی اور خلاص نقصانی دکان بقال سے بزودی تمام بجای شکر خاک ناپاک لیکر گہر کی طرف
روانہ ہوئی ایکساعت کے بعد وہ گہر مین پہونچی تو چادر رکھکر استنجے کو گئی اور اوسکے شوہر گیدی خر نے اوس گوشہ
چادر کو جو کھولا تو کیا دیکھتا ہے **شعر** نہ بورا ہے نہ اور شکر تری ہی ❊ سراسر خاک چادر مین بھری ہی ❊ یہ ماجرا
حیرت افزا دیکھکر وہ الو چپ بیٹھا تھا کہ وہ چھنال استنجا کر کے جو آئی تو وہ الو خفگی سے کہنے لگا اسے ناپاک
زبان چالاک تو شکر خوشتر لینے کو گئی تھی یا جوہڑے کی خاک ناپاک اوٹھانے کو اسمین وہ زن بے حجاب
حاضر جواب دہ ہوئی اسے شوہر خجستہ پیکر اسکا ماجرا حیرت افزا کچھ نہ پوچھ جسوقت مین گھر سے نکل کر
چارسوے بازار شکر گزار مین پہونچی تھی کہ یکایک کسی کے جھگڑے کا بیل خونی جنونی چھوٹا ہوا ایک
طرف سے نمود ہوا اور اوسکے خوف و خطر سے لوگون کا ہجوم ہوا دل مغموم بھاگتا پھرتا تھا بیچا

مین بھی اوسکے ڈرسے جو بھاگنے لگی تو میرے پیسے خرید شکر کے آنچل سے کھلکر گر پڑے مین نے اوس بھیڑ مین ٹھیکر
پیسے چننے کی فرصت نپائی جلدی سے اوس جگہ کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بھر لائی سو وہ یہ خاک ناپاک ہے
از برائے خدا ذرا اسمین سے پیسے ڈھونڈھکر نکالدے تو مین پھر جاکر شکر بے خوف و خطر لادون کیونکہ
اب اوس ہل کی بھی آفت فرو ہو گئی ہوگی مین کمبخت ناشدنی تو ہنوز شکر والے کی دکان تک بھی نپونچی
تھی کہ بیچ مین یہ شگوفہ پھولا یہ کلام اوس بدانجام کا وہ نافرجام سنکر اوس خاک ناپاک مین سے پیسے ڈھونڈھنے
لگا جب اوس کے مطلق پتے احمق کو پیسے خاک مین نملے تو ایکبار بے اختیار جورو کی بلائین لیکر کہنے لگا

مثنوی تری جان پر سے سن لے گلعذار ✤ تصدق کرون ایسے پیسے ہزار ✤ تری جان و عزت تو
آفت سے آج ✤ بچی ہے خدا کی عنایت سے آج ✤ گیا مال جو تو گیا ہے پر جان کی ✤ مری جان
اب خیریت تو ہوئی ✤ غرض اوسکو مجبور وہ بیبیا ✤ تسلی یہ دیتا تھا لیکر بلا ✤ جب ایسے نہون
بیحیا مسخرے ✤ تو کیون اونکی جورو نہ سر پر کرے ✤ غرض خداوند کریم ایسی زنان رجیم سے محفوظ رکھے

حیرتر چار عورتین ایک عورت کے لاشۂ بی سر او سکے چشم و دندان و لب کا بیان کرتی تھین اونمین سے تین عورتون نے اپنے کہے کا بادشاہ کو نشان دیا اور اپنا رستہ لیا اور چوتھی عورت بادشاہ کی قید مین رہی ایکسال کے بعد جو کہا تھا وہ دکھا کر دانائی سے بھاگ کر بادشاہ کو خجلت دی

دانایان جہان اور عاقلان زمان بالاے کاغذ فطرت یہ حکایت پر فراست یون رقم کرتے ہین کہ ایک
عورت بدخصلت کا سر کسی بے مہر دار بیحیا نے کٹواکے کہین پوشیدہ دفن کیا اور اوسکے دہڑ کو چارسو
بازار شہر غدار مین پھکوا دیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہونچی تو کوتوال بدخصال کو
ابلاغ حکم کیا کہ اس لاشۂ بے سر کے پاس جو اشخاص آکر تیغ زبان سے گلکترین اوسکی خبر بہر روش
ہماری قریب خبرداران صبا رفتار کے ہاتھ جلد پہونچے الحاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان عزت گذار
ایک رتھ پر سوار چارسوی بازار مین ہوکر نکلین ایک ازدحام خاص و عام کا وہان دیکھکر وہ سبھی نظارہ کنان
یہ ماجرا حیرت افزا وحشت انتما دیکھا ایک جادو چشم اونمین سے بول اوٹھی کہ یہ عورت بدخصلت معلوم ہوتا ہے
کہ سر مخوب لگاتی ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنے لگی واقعی لیکن یہ لالہ رو
بدخو پان بھی الوبان سے افزون کھاتی ہوگی یہ بات تعجبات سنکر تیسری خجلت دہ
کبک دری جواب دہ ہوئی کہ یہ تیرہ بخت مسی بھی نہایت اچھی لگاتی ہوگی یہ سخن پر فن

گوش زد کرکے چوتھی یون حرف زن ہوئی کہ اس کمبخت بدبخت نے کیا اور کہ بجانا اشعار جو ہوتی اسے عقل تو بر ملا ❊
نہوتی گرفتار رنج و بلا ❊ دیا ہے خدا نے جنھین کچھ شعور ❊ نہین اونسے ہوتا ہے ایسا قصور ❊ یہ باتین وہ نیک ذاتین
کہکر تو اپنی گھر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر وحشت اثر مخبران صادق اور محرران واثق کی زبانی بادشاہ کو جو پہنچی کہ فلانے
سوداگر بچے کی چار بیٹیان بغیرت مہر درخشان رشک ماہ تابان اسطرحکا کلام حیرت التیام کرگئین ہین اطلب
بادشاہ عالیجاہ نے اون چارون کو طلب فرماکر کہا کہ تم اپنے اپنے سخن کا جواب باصواب دو یعنی پہلی عورت کو تمنے
کیونکر جانا کہ یہ مسی اور سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان بہت کھاتی ہوگی یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا گوش زد
کرکے ایک جادو نگاہ سحر بیان جواب دہ ہوئی کہ اس کنیز ناچیز کے شعور بے قصور نے اوس تیرہ بخت کے گوشہء
چادر مین سرمے کی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تھا اور دوسری رشک پری سے جو پوچھا کہ تجھہ سرخ فام گل اندام نے
کیونکر جانا تھا کہ وہ لالہ رو بہت پان کھاتی ہوگی وہ شعلہ خو جواب دہ ہوئی کہ پیر و مرشد اکثر جا بجا اوسکے دوپٹے مین
پیک کی افشان نمایان تھی اور تیسری خجلت دہ کبک دری سے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ تونے کسطرح دریافت
کیا کہ وہ سیاہ بخت مسی خوب لگاتی ہوگی وہ جواب دہ ہوئی کہ حضرت سلامت اوسکے دوپٹے کے آنچل مین جو دہڑی
پونچھنے کا نشان بگمان تھا اوسنے میرے گوش ہوش مین خبر دی تھی اور چوتھی فتنی سے جو پوچھا کہ تو جو کہتی تھی
کہ کیا اور کہ بجانا اوسکے کیا معنی ہین سچ کہہ نہین تو تیرا کہا تیرے آگے آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جواب دہ ہوئی کہ
خداوند نعمت اگر اوسکو شعور و وقوف ہوتا تو اس بلا مین کیون گرفتار ہوتی اور عقلمندی اور دانائی کے تو یہ معنی
ہین کہ کرے اور کہ دکھائے یہ سخن پرفن بادشاہ نے اوسکا سنکر اون تینون کو تو بصد بشاشت رخصت کیا
اور اوسے ایک سخت کوٹھری مین جبہ مقید کرکے یون کہا کہ اے فتنی دیکھین تو تو کیونکر کر دکھاتی ہے
نظم اگر تجھہ مین ہے کچھ فراست کا زور ❊ تو نہ ایمان گر کوئی اپنا زور دے ❊ نہین تو اسی قید مین
تیری جان ❊ کرون گا مین برباد اے بدزبان ❊ القصہ اوس زن پرفن کو مقید کرکے ایک کوزہ آب
و پارہء نان اپنے ہاتھہ سے دینا مقرر کیا اور گاہے گاہے یہ سخن بھی پوچھتا کہ کیون ری فتنی جہان
مین کون چیز لذیذ ہے تو وہ جگر کباب بچشم پر آب جواب دہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان زنستان مین رنڈیون کو
مرد نہایت عزیز اور لذیذ ہین تو بادشاہ جواب دہ ہوتے کہ اے فتنی سب رنڈیون کو میسر ہوگا لیکن تجھہ
ناکام تلخکام کو نہ بہم پہنچیگا تو وہ کشتہء یاس بلا وسواس کہتی کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن
خدا مین سب قدرت ہے چنانچہ کہتے ہین میر حسن **شعر** نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو ❊ کہ آیا ہے
قرآن مین لا تقنطو ❊ الغرض اوس زن پرفن نے مہر صورت اپنے دوست نیک سیرت کو یہ
پیغام بھیجا کہ اے یار جانی و اے مایہء زندگانی یہ خانہ خراب جگر کباب اس عذاب منجلاب مین ہے

کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے لیکن میری رہائی اس دانائی سی ہوتی ہے کہ ایک سرنگ بھر رنگ حسب دلخواہ ای رشک ماہ
میرے قیدخانے سے اور اپنی مکان دلستان تک طیار کرا آگی مین سمجھ لونگی المطلب اوس سوداگر خوش منظر نے ایک
سرنگ بیدرنگ خاطرخواہ بنوائی غرض ایکروز وہ غم اندوز اوس سرنگ کی راہ اوس رشک ماہ کے قریب جاکر
یہ گفتگو درمیان لائی کہ ای یار دمساز ودمسازے غمخواز ہمراز بالفعل تو کچھ جواہر زواہر تحفہ ونادر بادشاہ عالیجاہ کو
نذر گذران اور بصد صفائی آشنائی پیدا کرکے اپنے گھر مین بطریق ضیافت طلب کر پھر جو کچھ ہونا ہوگا ظہور
مین آجائے گا الغرض وہ سوداگر بچہ یہی پیکر تو نہین عمل مین لایا مگر بادشاہ جمجاہ کو اوس سوداگر خوش منظر سے
اسقدر محبت بہم پہونچی کہ اگر اوسکے متاع حسن کو دیدہ میزان مین ایکروز نہ وزن کرتا تو جنس بیقراری کا نرخ
بڑھ جاتا بلکہ سودا پورا ہوجاتا اور آٹھ پہر ہنگامہ بازار شوق مافوق کا گرم رہتا نظم غرض ایسی بڑہی دونون
مین الفت ❊ کہ رہتی تھے ہمیشہ بے کدورت ❊ کبھی اوس پاس وہ شہ آپ جاتا ❊ کبھی اپنے بھی گھر اوسکو بلاتا ❊
الحاصل اس عرصے مین اوس زن پرفن کو سوداگر خوش منظر کا بر نخل حمل رہگیا بعد انقضای چند ایام نیک انجام
اوس زہرہ جبین لعبت چین کے ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا لیکن وہ زن اوس طفل کو
دائیون کی آغوش مین دیکر آپ اپنے قیدخانے مین آبیٹھی اور جسوقت بادشاہ دیوان خاص مین رونق افروز ہوتے
تو وہ سرنگ کی راہ گمراہ سی پھر اپنے خانہ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصے مین جب چھٹی کا وقت
عشرت اندوز جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اوس سوداگر سی کہنے لگی کہ آج تو بادشاہ عالیجاہ کو مہمانخانے مین برائے
ضیافت طلب کر اور میرے ہاتھ سے لڑکے پیدا ہونے کی نذر دلوا دیکھہ تو بطن فطرت سے کیسا طفل حرفت
پیدا ہوتا ہے الغرض اوس سوداگر خوش منظر نے بادشاہ عالیجاہ کو اپنے گھر مین بلواکے اوس زن پرفن کے
ہاتھ سی نذر حرفت دلوائی اوس طفل کو بھی آغوش بادشاہ مین دیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس
کنیز ناچیز کی نذر قبول ہو لیکن بادشاہ اوس عورت پرفطرت کو دیکھکر نہایت متعجب ہوکر گرداب حیرت
وسکوت مین مستغرق ہوگیا بعد شناوری بحر حیرانی ساحل گفتگو سے ہمکنار ہوکے یہ دلمین کہنے لگا کہ یہ تو وہی
عورت پرفطرت صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ جسکو مین نے جید مقید کیا ہے شعر یہ نہین معلوم کیا
اسرار ہے ❊ یا میری ہی عقل گرفتار ہے ❊ پھر سوچکر کہنے لگا کہ مین نے تو اوسکو ایسی جا مقید کیا ہے
کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہین اور اسکے سوا مین وہین قیدخانے مین اوسکو مقید چھوڑ آیا ہون لیکن
معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت ماہ طلعت کی صورت اوسکی صورت سے نہایت ہم شباہت ہے لیکن
یہ بات عجائبات بادشاہ کے دل مین گرہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال مین بادشاہ وہان سے اوٹھکر
اپنے مکان دلستان مین رونق افزا ہوا اور وہ زن پرفن بھی سرنگ کی راہ سے جھٹ

اپنے قید خانے مین آ بیٹھی اور بادشاہ نے آکر اوسکو جو اوسی قید خانے مین دیکھا تو وہین بیٹھا پایا الغرض وہ زن پر فن یہی
فن کرتی رہی کہ جب بادشاہ سوداگر کی پاس جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ گمراہ سے جاکر مقابلہ کرتی اور جب گھر مین وہ
تشریف فرما ہوتا تو اپنے قید خانے مین آ بیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پر ملال پر نہایت حیران و ششدر رہتا پر سوداگر
آئینہ رو کی آشنائی بصفائی نہیں جاتی تھی کبھی دل پر غبار نہ آتا تھا الغرض ایکروز اوس زن پر فن نے اپنے سوداگر سے کہا
ای عزیز باتمیز آج تو بادشاہ جمجاہ کی پاس بلا وسواس جاکر یہ بات کہنا کہ اس شخص کی ہمشیرہ زادی کی شادی کد خدائی
کل کی تاریخ مقرر ہے لیکن وہ مکان رشک گلستان اس شہر مینو چہر سے دس منزل کا ہی اور میری طلب کو وہان سے
قاصد مہینے کے قریب ہوا ہی کہ روانہ ہوا مگر نامساعدی وقت سے اوس کمبخت کو ناگاہ راہ مین اسقدر بیماری ہوئی
کہ وہ یہانتک آنے کو دق ہا بارے اللہ تعالی کی عنایت سے جو شفا پائی تو وہ دیر اس آج میرے پاس آیا ہے
سو مین اب اس بات سے نہایت حیران و پریشان ہون کہ کل کا روز دل افروز شادی کا معین ہی اور مجکو خبر فرصت اتنی
آج پہنچی شعر کیا کرون آہ سخت حیران ہون * گر نہ وان جاؤن تو پشیمان ہون * سو اے خداوند نعمت یہ حشمت
میری عرض یہ تجویز کو خدای اجابت سے یون تمکین بخشیے کہ حضور پرنور مین وہ جو سانڈنی سو کوس کی دہاوے کی ہے
اوسکو عنایت و کرامت فرمائیے تو مین وہان ایک روز مین پہونچکر مہمانون کا ہم پہلو ہون اور اگر خدانخواستہ میرا وہان
جانا نہوگا تو دھار یگانگی ہاتھ سے چھوٹ جائیگی ای عزیز باتمیز اگر تجکو بادشاہ عالیجاہ وہ سانڈنی دیگا تو پھر مین اپنے
توسن طبع کی چالاکی تجکو دکھادونگی القصہ وہ سوداگر عیار حسب ایمای زن پر فن بادشاہ کی پاس جاکر وہ قصہ پر فریب
اور افسانہ عجیب بیان کرنے لگا بادشاہ نے اوسکی گفتگو پر پاس و حسرت استماع کرکے داروغہ شترخانہ کو طلب فرماکے
ارشاد کیا کہ ہماری وہ سانڈنی لیلی نژاد کہ جو سو کوس تک جانے مین پہلو تہی نہین کرتی اوسکی مہار سوداگر مجنون شعار کے
ہاتھ مین حوالہ کردے بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ ذہن سے خالی وہی سانڈنی جو اوس سوداگر فتنہ گر کو دینے لگا
تو اوسکا ساربان پیر ناتوان بعد آہ و فغان کہنے لگا کہ ای داروغہ اگر یہ سانڈنی صبا رفتار رشک بہار کچھ حادثی مین
گرفتار ہو جائیگی تو پھر تجکو خار حسرت کی سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ایسی سانڈنی رشک پری باغ جہان مین دوسری
کوئی نہین ہی غرض وہ داروغہ یہ مصلحت نیک دل مین سمجھکر کہنے لگا سچ ہی سخن بزرگان راست نست الغرض داروغہ شترخانہ نے
اسی کوس کی منزلکی سانڈنی اوس سوداگر کو دی اوس سانڈنی مخملت وہ کبک دری پر وہ سوداگر مع زن فتنہ گر
اور بیسر رشک قمر سوار ہوکر فرار ہو گیا اس عرصے مین بادشاہ عالیجاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ افروز زن فتنہ گر کی
شطرنج دغا کھیلکر کرامات عیاری سے میری بازی مات کر گیا اور مہرہ ہوش کو چارخانہ ششدر مین رخ لگ گیا تو کوئی
کوئی ایسی نہین اب سوجھتی چال * جو اوسکا توڑون فرزین بندفی الحال * نہ کوئی گھوڑا ایسا ہے بنے جو فیل *
جو اوسکو مارلون جاکر یہ تعجیل * پیادہ ہے نہ ایسا کوئی چالاک * کہ اوس تک رخ کرے اپنا مع اوسکا *

الغرض وہ شہ شاطر زمان اوس آن داروغہ شترخانہ کو طلب فرماکے کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک بری ہمارے
شترخانے مین سو کوس کی دہاوے کی ہو تو جلد اوسکو انعام ذیبہا دینگے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کہنے لگا
کہ سچ ہے مجھے بوڑھے کا کہنا ماننا مصلحت نیک ہے وقت پر کام آرہتا ہے آخر اوسکی بات کام آئی اگر آج یہ سانڈنی
اونکے حوالہ کردی ہوتی تو نہایت پشیمانی کھینچنی پڑتی الغرض وہ سانڈنی چالاک بادشاہ غمناک کے قریب لاکر
حاضر کی وہ بادشاہ جمجاہ اوسپر سوار ہو کر مثل صبا فرفر روانہ ہوا اس عرصے مین جب بادشاہ عالیجاہ کی سانڈنی
سوداگر اور زن پرفریب کے قریب پہونچی تو ایکبار بادشاہ عالی مقدار نے للکار کر کہا کہ اے زن پرفن اب تو
میرے ہاتھ سے جانبر کہان ہو سکتی ہے یہ سخن دلشکن وہ زن پرفن سنکر کہنے لگی خدا خیر کرے ہماری سانڈنی
پر دغا ہے مگر کیا مضائقہ ہم اپنے علام فطرت کا بادشاہ کو مزا چکھا دینگے الغرض جب اوس سوداگر اور
زن فتنہ گر کی سانڈنی اسی کوس کی منزل پر پہونچی تو یکایک اوسکی طاقت نے پہلو تہی کر کے اوس صحراے
ہولناک مین مقام کیا وہ زن مکار اور سوداگر عیار مع پسر رشک قمر اوس سانڈنی کی پشت پر سے اوترکے سامنے
ایک باغ پرفراغ تھا مثل نسیم سکبرو اوسکی طرف روانہ ہو کر دونون اوس باغ کے دروازے کے ایک ایک
پٹ کی اوٹ مین بزور بازوی دانائی جھٹ پٹ روپوش ہو گئی اتنے مین بادشاہ جمجاہ نے جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ
دونون ناپاک بیباک اس باغ مین پوشیدہ ہین اپنی سانڈنی پر سے اوترکر باغ کے اندر بے تحاشا یہ کہتا چلا

شعر اب کہان ہاتھ سے جاتی ہے مرے وہ ناپاک + ایک ہی ہاتھ مین تلوار کے کرتا ہون ہلاک +

یہ کہتے کہتے وہ بادشاہ تو باغ کے اندر مکانات عجائبات مین ڈھونڈھنے لگا اور یہ دونون پرفن پٹون کی
اوٹ سے جھٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی سانڈنی پر سوار ہو کر وہ زن مکار پکار کر یون کہنے لگی کہ اے بادشاہ
غفلت پناہ کیا اور کر دکھایا اسے کہتے ہین **مثنوی** یہ کہکر وہان سے وہ زن نابکار + بشکل ہوا ہو گئی
جب فرار + تو دست الم ملکے وہ بادشا + لگا کہنے مین بے اجل مر گیا + مرے پاؤن مین اب نہ
طاقت کہان + جو گھر تک مین پہونچ جاؤن بخوف جان + غرض بادشہ تو یہ روتا رہا + مگر ہو گئی وہ
وہان سے ہوا + جو مجبور ہوتی نہ وہ باشعور + تو اوس وقت مین قتل ہوتی ضرور +

چرتر ایک عورت نے اپنے آشنا کو جورو کے بہانے شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکالدیا اور اوسنے دریافت نکیا

دانشوران حکایات عجیب اور سخنوران روایات غریب یہ حکایت پر فراست بزبان فصاحت یون بیان کرتے ہین
کہ ایک زن پرفن اپنے یار غمگسار کو آغوش دلبری مین لیے بیٹھی تھی کہ یکایک اوسکے شوہر کیدی خرنے باہر
سے دروازے پر آکر جو آواز دی تو وہ شخص بے حواس بصد یاس کہنے لگا اے کان فراست

وای معدن فطرت پر از دہشت کیا کری شعر گھر مین آئیگا جب ترا شوہر ✤ تو بچیگی یہ میری جان کیونکر ✤ وہ زن پر فن
کہنے لگی ای جانی وای سرمایہ زندگانی تو اوس والا کی کوٹھری مین چھپکر کھڑا ہو رہ جسوقت مین اوس کیدی کو جاضرور کیطرف
بھیجونگی تو اوسوقت یہان سی ایکبار فرار ہو جانا پھر آگے مین سمجھ لونگی غرض وہ عورت پر فطرت اوس آشنای پوشیدہ کو
خانہ مین چھپا کر دروازہ کی زنجیر بتدبیر کھولنی کو آئی تو اوسکا شوہر کیدی خر بولا ای گدہی اتنی دیر کنڈی کھولتے مین
کیون لگی اوسنی جواب دیا ای میان تجھہ سی چھپا کیا کہون تجھہ سی عجائب بات ہی ✤ گھر مین آیا چور اک بدذات ہے ✤
خوف سی اوس بیحیا کی سلے میان ✤ دیر لگنی واقعی کی اس زمان ✤ ای شوہر خجستہ پیکر تیری خوف و خطر سی وہ بدفطرت بدا وقات
کنڈی کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنتے ہی کہین گھر کی کوٹھری مین جاضرور کیطرف چھپ رہا ہی یہ بات واہیات وہ کیدی خر
سنکر تو جاضرور کیطرف کو کھانے کو گیا اور ادہر اس زن مکار بدکار نی اپنی عوض لنگور کو چور خانی سے نکالکر کہا ای شوہر بیخبر اودہر
کیا تلاش بیفایدہ کر رہا ہی دیکھہ وہ چور منہ زور ادہر سی نکلکر فرار ہوا جاتا ہے ✤ سخن فتنہ شکن وہ کیدی خر جو سنکر اوسکی پیچھے
دوڑنے لگا تو وہ زن پر فن اوس خناس بیحیا کی کمر مین دونون ہاتھہ ڈالکر چڑیل سی لپٹکر کہنے لگی ای میان اس
زمان بیجا تجکو نجانے دونگی کیونکہ اوسکے ہاتھہ مین تلوار بارہ دار ہی وہ جلاد تجھہ تیغ ابرو رشک ہلال سی بغیر لڑے نہ رہیگا
اور تیرے قبضے مین اوسکا آنا بہت اشکال اور محال ہے جانے دے ایسے مونڈی کاٹے ہی تباہی کو خدا جانے کون کم اصل
اور ذلیل ہی یا تو کوئی گجراتی دہاتی یا کوئی کلکتے کا انگریزی یا ڈبی ہی یا کوئی افغان مغربی یا خراسانی ولایتی لاثانی یا ہموا
کوئی جہازی کوا ہی جو ایسا دل کا کڑا ہی اوسان میرے گھر کے درمیان آکر خوش غلاف ہوگیا برائے خدا اوس بی پیر ننگی
شمشیر والے کا پیچھا نکر خدا جانے کیا میرے آگے آئے تیرے اس سرو سے سیدہی قد کے صدقے ہو کر یہ قمری نزدہ مر گئی
تھی ای جانی گل جاودانی ظاہر تو وہ زہر کی گرہ آج کچھہ مال بھی گھر کا نہین لیگیا مگر کچھہ کیتی ہی لیگیا ہو تو اوسکو لگی
کیا جانے او اچیا ناوہ کچھہ بھی لیگیا ہوگا تو بلا سی لاکھہ روپے تیری پیشاب کی دہار پر تصدق کیے تجھے ناحق خون ناب
جگر کہانا کیا فایدہ غرض اوس زن پر فن سیف زبان نے اوس بیچے احمق بیچے ہونق کو اون باتون کی باڑہ دیکر تیزی
رفتار کو میٹھی گفتار سے کند ذہن کرکے در زبان پر خموشی کا تیغا کر دیا ✤ نظم ✤ جو مجبور ہوتی ✤ وہ زد و کوب
تو دونون مین ہوتا عبث کشت و خون ✤ خدا ایسی رنڈی سے ڈالے نہ کام ✤ بحق محمد علیہ السلام ✤

خبر ایک عورت نی اپنی دوست کو شوہر کے سامنے باتین بنا کے حیلے سی گھر سی نکالدیا اور اوس کی نوبت نی معلوم نکیا

بیک خوش ہوا راویان سحر بیان اور ساحران شیرین زبان قرطاس جادو پر یہ حکایت پر مضمون یون رقم کرتے مین
کہ ایک عورت پرفطرت اپنے دوست دلنواز اور یار دمساز کے ساتھہ بوس و کنار مین مشغول اور مصروف تھی کہ ناگاہ یک
اوسکا شوہر بیخبر در پر آکر دستک زن ہوا تو اوسکے یار غمخوار نے کہا ای بی بی مین مرد اجنبی کیا کرون ✤ شعر

سخت حیران ہون اب بحال تباہ ؛ تیرے سر کی قسم مجھے واللہ ؛ یہ کلام اوس ناکام نافرجام کے وہ زن پرفن سنکر کہنے لگی ای جوان بے اوسان اسقدر ہراسان نہو اپنی روباہ نامردی کو پنجۂ شیر دلاوری مین دبو چکر بیشۂ جوانمردی کی سیر کرو دیکھو تو بستان فراست کی نیرنگی کیا تماشے دکھاتی ہے جو تیرے غزال طبیعت کا چیتا ہے انشاء اللہ تعالے بے دوست اور بے کفیل پر آئیگا غرض اوس زن پرفن نے اوس بے ننگ کو ایک کھیس سفید سر سے پاؤن تک سیدہا اوڑہا کے کہا تو اسی شکل سے دست بستہ اس مکان کے صحن مین ادہر اودہر ٹہلتا پھر وقت فرصت پاکر دبے پاؤن نکلجانا آخرالامر وہ زن پرفن بلاے روزگار یکتا عیار اوس مبہوت کو شکل جن بناکر اور انگنائی مین استادہ کر کے دروازے کی کنڈی جھٹ سے کھولکر خاوند کا بازو پکڑ کے بپٹ سے یہ کہنے لگی کہ ای میان آج گھر کے درمیان عجب آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی نازل ہوئی ہے کہ کبھی دیکھنے کا اتفاق اس آفاق مین نہین ہوا یعنی کوئی ملعون جن کی صورت اور دیو کی شباہت صحن مکان مین پڑا پھرتا ہے الحاصل وہ زن پرفن شوہر کی کمر سے لپٹکر کانپتی ہوئی سائبان کے قریب آنکے کہنے لگی ای شوہر خجستہ پیکر دیکھ وہ موا سامنے ٹہل رہا ہے یہ تماشا بے محابا وہ بیچارا دیکھکر رنڈی سی بھی زیادہ کانپنے لگا اور درود نامعدود زبان پر لایا الغرض وہ زن پرفن فریب دادنائی سے ڈرتی ڈرتی الگ الگ اپنے خاوند کو لیجا کے پلنگ پر آبیٹھی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے صاحب تم اگر کوئی شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف سے نہ شہید کرو مین تمھارا دونا مع ہار و پان نذر کرونگی اور اگر شیخ سدو یا شاہ دریا نیکخو ہو تو مجھے دریاے ہراس مین نہ ڈبوؤ مین تمھارا بکرا اور بیٹھک بیشک دونگی اور اگر کوئی ابلیس پر تلبیس ہو تو مین تمھارا بھوگ موہن بھوگ دونگی مجھہ تلخکام کی جان شیرین نہ ہلاک کرو براے خدا اور بحق مصطفی میرے مکان پریشان سے تم نکلجاؤ یہ کلام فطرت التیام وہ پرٹہا جن سنکر دبے پاؤن اپنے گھر کو راہی ہوا اور یہ زن پرفن خوش ہوکر شوہر کیدی خر سے کہنے لگی واہ سبحان اللہ کیا پیر روشن ضمیر سچے تھے کہ مجکو اور تجکو کچھہ نہ ستایا اور اپنے مکان دلستان کو چلے گئے واللہ باللہ مین وقت سحر انکی نیاز بقصد امتیاز دیگر مستحقون کو کھلوا دونگی المدعا اوس عورت صاحب فطرت نے دوسرے دن ہر طرحکا کھانا پکوا کے اپنے یار غمخوار کو مع ہمنشین ہمراز و جلیس و مساز شوہر کے ہاتھہ بلوا کے خوب دل مرغوب ملیدہ اور وہ کھانا کھلوایا

مثنوی

حال اوس عورت کا آگے کیا کہین ؛ لیکن اے مہجور باغ خلق مین ؛
ہے دعا اپنی یہی بلبل و بہار ؛ اپنے بندون کو جناب کردگار ؛
زن نہ دے بدکار پر فن بد چلن ؛ راست ہے واللہ نگین کا سخن ؛
حق رکھو سبکو بری رنڈی سی دور ؛ کہہ گئی ہین بات یہ اہل شعور ؛

تیسرا باب داد خواہ ہوتے عدل کرتے مین

حکایت دو عورتین ایک طفل پر مدعی ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہی اور قصہ بجناب امیر علیہ السلام پاس لیگئین حضرت نے انصاف سے لڑکا اوسکی مادر حقیقی کو عنایت کیا اور دوسری عورت کو تعزیر دی

محرران نیک صفات اور منشیان پاک ذات یہ حکایت پر فراست کاغذ انصاف پر کلک وصاف سے یون رقم کرتے ہین کہ دو رنڈیان باشور و فغان ایک پسر رشک قمر پر جنگ و جدل پر دغل کرتین اور ہر ایک اپنی اپنی طرف اوس پسر بے پدر کو کھینچتین اور یہ کہتین کہ یہ نور بصر لخت جگر میرا ضیائے چشم ہے تو کون ہوتی ہے جو میرے فرزند دلبند کو زبردستی لیتی ہے **شعر** اسے زبردست زیردست آزار ✤ گرم تا کے بماند این بازار ✤ لیکن اس بات واہیات کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نتھا جو ان دونون کو قائل کرتا یہ قصہ حیرت اندوز اور ماجرائے جگر سوز حامی دین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حضور مین رجوع ہوا اور انصاف صاف اس مقدمہ پر آشوب کا اون دونون نے چاہا اور اونکا یہ احوال پر اختلال جناب امیر علیہ السلام نائب خیر الانام نے مسموع فرما کر ایک جلاد پر بیداد سے فرمایا کہ اس طفل بے دلیل کو تیغ بیدریغ سے برابر دو حصے کر کے آدھا ایک عورت نیک خصلت کو دے اور آدھا ایک زن پر فن کی آغوش فطرت مین چھوڑ دے کسواسطے کہ **شعر** زکید زن دل مردان دو نیم ست ✤ زنان را کید ہائے بس عظیم ست ✤ یہ سخن دلشکن جناب امیر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنکر وہ زن پر فن کہ جسکا طفل بے دلیل نہ تھا خاموش ہو گئی لیکن جس عورت نیک طینت کے شکم سے وہ دلبر رشک قمر متولد ہوا تھا بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار رو کر کہنے لگی کہ یا جناب پاک یہ غمناک دل دو نیم جان سقیم اس بات پر بدل راضی و شاکر ہے یہ طفل بیگناہ آہ اسی زن رہزن کو حوالہ کر دیجیے لیکن اسکو قتل کا حکم نفرمایئے میر حسن **شعر** نہ ملنے کے دکھ مینے اسکے سہے ✤ بھلا اپنے جی سے تو جیتا رہے ✤ اس بے پروا کو آہ کیا پروا بقول شخصے **شعر** پروائی کی نہین جس شخص کو پیر ✤ چہ داند دیگرے را درد بے پیر ✤ یہ گفتگو اوس عورت نیکخو کی جناب امیر علیہ السلام استماع کر کے فرمانے لگے اے عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر رشک نور تیرے سپہر بطن سے جلوہ گر ہوا ہے یہ اندھیر نہین جو کوئی تیرہ بخت روسیاہ تجھ بیگناہ سے لے غرض حضرت پر کرامت نے اوسکا طفل دلوا دیا اور دوسری زن پر فن کو زجر و توبیخ کر کے تشہیر کیا **نظم** تا کہ دنیا مین کوئی بد خصلت ✤ پھر کسی پر نہ یون کرے تہمت ✤ سچ ہی نہجو رنڈیون سی خدا ✤ حفظ مین رکھے اپنے صبح او مسا ✤

حکایت ایک شخص کا غلام بھاگ کر دوسرے شہر مین گیا مالک نے وہان جا کر اوسے پکڑا غلام نے آقا کو غلام ظاہر کیا جناب امیر علیہ السلام نے غلام کو دریافت فرما کر اوسکے آقا کو حوالے کیا

سخنوران باوفا اور حاکیان دلصفا کاغذ بے وفائی پر کلک دانائی سے یہ حکایت نو روایت یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک غلام نافرجام اپنے آقا نیک اساس کے پاس سے ایکبار فرار ہو گیا بعد انقضائے چند ایام وہ صاحب نیک انجام وسیلۂ روزگار سے ایک شہر

غدا مین جو وارد و صادر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ غلام ناکام بخوشی و خرمی تمام اوس شہر مین سیر کنان ہے اوس عزیز باتمیز نے جو غلام نافرجام کو پہچانکر دستگیر کیا تو وہ ناپاک زبان چالاک اپنے آقا کی کمر مین ہاتھہ ڈالکر کہنے لگا اے غلام ناکام مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد تو آج میرے ہاتھہ آیا ہے لیکن یہ سچ کہہ وہ جو میرا اسباب انتخاب تو چرا کر لے آیا تھا وہ کیا کیا غرض باہم دونون مین یہی گفتگو دو بدو تھی کہ وہ صاحب تو کہتا تھا کہ تو میرا غلام زرخرید ہے اور غلام نافرجام اپنے آقا کو کہتا تھا کہ تو میرے باپ کا غلام ناکام ہے حلال سے ڈر تیری وہ مثل ہے **مثل** کہ اولٹے چور کو توالے ڈانڈے غرض اوس بیچارے آقا پر وہ مثل حل ہوگئی کہ سچا جھوٹے کے آگے رو مرے غرض یہ محکمۂ عظیم اور مخمصۂ ضخیم جناب امیر علیہ السلام کے پاس وہ آقا باوفا لے گیا اور یون حرف زن ہوا کہ یا جناب پاک یہ عجیب اتفاق اس آقا ق مین درپیش ہے یعنی **فرد** گل بتاراج رفت و خار بماند ❊ گنج برباد رفت و مار بماند ❊ یہ واردات عجائبات جناب امیر علیہ السلام استماع کر کے فرمانے لگے کہ اگر تمہارا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین ہے تو تم دونون غرفون مین الگ الگ سر کو نکالکر بیٹھو تمہارا قفل الضافت کلید دانائی سے کھلجائے گا غرض وہ دونون حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر الگ الگ دریچون مین سر نکالکر بیٹھے اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام جلاد بیداد سے کہا اے جلاد دیکھتا کیا ہے ایسی تیغ بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اوڑ جائے یہ بات پر کرامات اوس غلام ناکام نے سنکر جلدی سے سر دریچے مین کھینچ لیا اور وہ آقا سچا جسطرح بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا بقول شخصے سانچ کو آنچ کیا یہ حرکات واہیات غلام بدذات کی جناب امیر علیہ السلام ملاحظہ فرماکے اوسکے آقا سے ارشاد کرنے لگے کہ اے عزیز باتمیز یہ غلام لاکلام تیرا ہے اور تو اسکا مالک و مختار جو چاہے سو کر لیکن اس بیوفا سے وفا کی توقع نرکھ کہ حدیث شریف مین ہے لَاخَیرَ فِی العَبِید اور سچ یہی ہے **ابیات** پر دغا باوفا نہین ہوتا ❊ باوفا پر دغا نہین ہوتا ❊ بیوفائی غلام کی مہجور ❊ واقعی سب جہان مین ہے مشہور ❊

حکایت کئی شخصون نے روئی کے گٹھے چرالیے اور کسیکو دریافت نہوا ایک امیر صاحب تدبیر نے فراست و کیاست سے چورون کو تحقیق کرکے تعزیردی

عاقلان فہیدہ دہان اور فیلسوفان چیدہ زبان خوبروئی اور زشت روئی اشراف و اجلاف کی روے انصاف سے یون بیان کرتے ہین کہ زمانۂ قدیم اور عہد شاہان عظیم مین بازار شہر بغداد سے کچھہ روئی کے گٹھے اکٹھے چوری ہوگئے تھے ہرچند عقلمند و دانشمند کوتوال نے تلاش بقیاس کی لیکن ایک پشم اوسکے ہاتھہ نہ آئی

باین عدل و انصاف بقول مرزا رفیع السودا اوس شہر میں جہرین شعار رہا راجا تہا چور لگکے بکا ✤ باندہا جاتا تہا دزد لگکے بکا ✤ تہانہ رشوتونسے کوتوال کو کام ✤ نہ تہا عالم مین چوٹی کا نام ✤ آخرکار سب وہی فروش باہوش بعد جوش وخروش بادشاہ گیتی پناہ کی در دولت اور آستانۂ حشمت پر بگریہ وزاری وداد خواہی مستغاثی ہوئی یہ احوال کثیر الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بعد ملال دلمین کہنی لگا اگر ان دادخواہون کی چیز نہ ملیگی تو ناحق لوگون سی آنکھہ چورانی پڑیگی الغرض بہ نرمی سخن ہر ایک امیر صاحب توقیر سے کہا کہ اسکی جستجو سو تم سب پروا جب ہے المدعا ایک امیر صاحب تدبیر نے یہ تدبیر کی کہ سب مردمان شہر کو دعوت یہ عداوت کی بہانی اپنے گہر مین بلوایا القصہ جبکہ تمام ساکنان شہر مجتمع ہوئے اوس امیر خوش تقریر نے باواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کی لوگ احمق اور بیوقوف ہین یعنی صریح جانتے ہین کہ روئی کی گٹہے چاندنی چوک سے چوری ہوگئے ہین اور بادشاہ عالم پناہ اوسکے تفحص تجسس اور تجسس مین سرگرم ہے اور میرے گہر مین لوگ روئی کے روئین اپنی ریش و دروبر اوفشان کرکے آئے ہین بقول خواجہ حافظ مصرع چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ✤ یہ گفتگو دیدہ وامیر صاحب تدبیر کی چور سنکر اپنی داڑہی اور مونچہہ کو جہاڑنے لگے یہ ماجرائے عجیب وہ امیر دیکہکر لوگون سی کہنی لگا کہ ان زشت رو بہری بہرے گانونکی داڑہی ایک پہل سے بدست غضب پر تعصب قوم ڈالو الغرض اون لوگون کو سرہنگون نے مذکورون کیطرح چوب سیاست سے جوتہنا شروع کیا تو یہ صورت ہوئی کہ تانت باجی اور راگ بوجہا لیکن وہ دزد ناشدنی بہی سمجہے کہ سوت نہ کپاس اور کوری سے لٹھم لٹھا یہ ہمپر اتہام ناکام ناحق ہی مگر زدوکوب وہ سختہ ہے بقول تحفے مثل کہ کڑی کی بل بکری ناچے قصہ مختصر چورون نے چوری قبول بعد دل کی اور وہ چوروئی زشت روئی انہی کر گئے تہی لاکر حاضر کی اور اپنی رشتہ دارون مین اس ہجکچ سے نہایت خجل ہوئی اور اونکا بال ٹکلے کیطرح نکل گیا اور اون چورون مین جو کوئی بداعمال یا وہ پوئی چرخ کی شکل سمجہے اس ماردہاڑ سے اونکی ہاتہہ پاؤن ایٹرن ہوگئے نظم لیک مجبور زیر چرخ کہن ✤ شیخ سعدی کا یاد رکہہ یہ سخن ✤ عالم آن بہ کہ با عمل باشد ✤ ورنہ زنبور بی عسل باشد ✤

حکایت ایک امیر صاحب توقیر کا اسباب دیوانخانے سے گم ہوا قاضی نے دانائی سے پیدا کیا

حاکیان دزد معانی اور راویان حسن بیانی زبان سحربیان سے یون بیان کرتے ہین کہ ایک امیر صاحب توقیر کا کچہہ اسباب انتخاب دیوانخانے سے چوری ہوگیا تہا صاحب خانہ نے ہرچند تلاش بقیاس کی مگر کہین سراغ مثل چراغ روشن نہوا کہ اون لوگون مین کسی نے یا اندہیر کیا قصہ کوتاہ یہ قصہ قاضی شہر علامۂ دہر کے آگے رجوع ہوا قاضی مردریاضی تامل بسیار کیا اندرون خانہ جاکر کئی چہڑیان برابر تراش کر باہر لے آیا اور یون حرف زن ہوا کہ ان چہڑیون کو ہر ایک خادم اور ملازم اور صاحب خانہ اپنے اپنے گہر لے جائے مگر وقت سحر بخطر ان چہڑیون کو میرے پاس بلا وسواس لے آئے کیونکہ چہڑی کا خواص خاص ہے کہ دزد نامرد کے پاس ایک انگشت بڑہ جاتی

اور شاہ عالیجاہ کے پاس ہر ایک بہتی ہی اس لیئی ہمنوا ہو نگل یا پدایت مجکو چور مُنہ زور اور ساہ بیگناہ خوب ثبوت ہوجاتا ہے
یعنی اس عمل بے خلل سے بارہا چورون کو نہ چوب کھینچا ہے یہ گفتگو قاضی نیکخو کی سنکر ہر ایک نے ایک ایک چھڑی وہان لی
اور اپنے اپنے گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نے چوا فردی سے دزدی کی تھی وہ گھر مین جاکر دلمین کہنے لگا اگر یہ چھڑی
میرے پاس بالا و سوا اس زیادہ نکلی تو بڑا غضب پر تعجب ہوگا اس سے تو اس چھڑی دزد فاسق کو ایک انگل تراش ڈالئے
تو خوب ہوتا کہ ہمچشمون مین انگشت نما نہوجیے اس پیش بندی اور عقلمندی سے اوس دزد نامردی اوس چھڑیکو چھری سے
ایک انگل کاٹ ڈالا وقت سحر بخطر دزد نا شد اوس چھڑی کو قاضی مردیانتی کے آگے خوشی خوشی لیگیا الغرض قاضی
نیک طینت صاحب فراست نے جو اون سب چھڑیون کو گز خوانائی سے پیمائش کیا تو ایک پورا اوس چور منہ زور کی چھڑی کم
نکلی قاضی نے اوس چور دست دراز کو اشارہ انگشت سب مین انگشت نما کیا اور ہاتھ پاؤن باندہ کے ایسی کف پایان
لگوائین کہ اپنی کوتاہی کا قائل ہو کے دست بستہ انکھ چرا کے کہنے لگا کہ بس آپ مجھے زیادہ ہمچشمون مین رسوا
نکرین مین تمھارا مال و اسباب بے حساب حاضر کرتا ہون

قطعہ

آخر کار اوس نے لا کی شتاب *
صاحب خانہ کا دیا اسباب * منصفی جیسا ہتی ہے یون ہیچور * نیسی قاضی نے کی بعقل و شعور *

حکایت دو شخص چوسر باز سیر بھر بدن کا گوشت بازی بد کر کھیلے اون مین سے ایک نے بازی جیتکر شرط طلب کی دوسرا اپنے گوشت کی عوض زر دینے لگا اوسنے قبول نکیا قاضی نے دانائی سے اوسے مفت خلاصی دلوادی کچھ دینا نہ پڑا

میر بساط ان حکایات کہن اور قماربازان روایات انجمن بساط قرطاس رنگین پر یون تحریر کرتے ہین کہ دو شخص باہم بازی چوسر
بدکر کھیلے کہ جو مقامر شاطر بازی بجا بازی جیتے وہ سیر بھر گوشت مع پوست بدن کا اوتار لے غرض اونہون نے
عہد استوار * عجب طرح کی بیدی جیت ہار * الحاصل اونمین سے ایک عزیز باتمیز بازی بدر بازی
ہارا اور دوسرا شخص بخوشی و خرمی اوس سے اپنی بازی کا طلبگار ہوا تو وہ غریب بے نصیب اس بازی
جانبازی سے پہلوتہی کرکے گوشت اعضا کے عوض مبلغ خطیر اور تحفہ بے نظیر دینے کو حاضر ہوا لیکن
اوس عزیز ناچیز نے ایک آثار گوشت مع پوست کے سوا کسی شے پر خیال نکیا

شعر

عجب طرح کا تھا یہ قصہ وہان * کہ حیران تھے جس سے خورد و کلان *

القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی شرع شریف
کے سامنے رجوع ہوا اوس قاضی شرع متین صاحب تمکین نے کہا اے قصاب خصال و اے خام
خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن سے گوشت کا خواہان نہو اسکے عوض درم اور دینار جو سمجھے درکار ہو
اس عزیز ناچیز نے اوس پیچ و خم سے فرصت کے عوض ہر چند قاضی دانشمند نے اوسکو سمجھایا

مگر وہ نصیحت سمجھا شیخ سعدی شیرازی کے بقول اشعار آہنی را کہ موریانہ بخورد ÷ نتوان برد ازو بصیقل زنگ ÷ باسیہ دل
چہ سود گفتن وعظ ÷ نرود میخ آہنی در سنگ ÷ آخر کار ناچار قاضی نے کہا اے عزیز بے تمیز اگر اسکا
گوشت اعضا تیری لینے کی مرضی ہو تو خیر بسم اللہ لیکن ایک آثار گوشت کے سوا اگر ایک ماشہ زیادہ
تولے گا تو تیری بوٹیاں کاٹ کاٹ کر چیلوں کے حوالے کروں گا یہ کلام بدانجام قاضی مردریاضی کا وہ
نافرجام سنکر گویا ہوا کہ اے قاضی اس امر میں راضی میں خدا راضی کہ اسکا گوشت مع پوست میں نے بحل کیا
ابیات اور جواب اس سے میں کروں تکرار ÷ تو مجھے کیجئے ذلیل اور خوار ÷ میں نے بازی تمام بھر پائی ÷
پھر کروں گا نہ ایسی رسوائی ÷ الغرض قاضی نے اوسے مجبور ÷ خوب راضی کیا بزور شعور ÷

حکایت ایک شخص نے جواہر کا صرہ مہر کرکے قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نے اوسمیں خیانت کی بادشاہ نے فراست کاملہ سے دریافت فرماکر جواہر خاص مالک کو دیا اور قاضی کو نادم کیا

جوہریان درمعانی اور مقوماں تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت رشک در شہوار رشتہ بیان میں یوں
پروتے ہیں کہ ایک شخص دانادل و یگانہ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسے میں سر بمہر کرکے قاضی لامعی کے
روبرو لیگیا اور گوہر ہائے سخن گوشتہ بیان میں یوں پرونے لگا کہ اے لعل بے بہائے کان دیانت و اے
صدف بہر پائے دکان امانت ابیات تجھے ہر پا نیک طینت سمجھ ÷ تجھے با خدا نیک خصلت سمجھ ÷ ضرورت
سے ہے مجکو عزم سفر ÷ میں لایا ہوں رکھنے کو کچھ تیرے گھر ÷ سفر سے میں جیتا جو پھر آؤں گا ÷ تو اپنی
امانت یہ لیجاؤں گا ÷ ہوئی گر وہاں میری ہستی تمام ÷ تو یہ مال تیرا ہے اے نیک نام ÷ یہ کلام نیک انجام
قاضی استماع کرکے یوں گویا ہوا کہ اے عزیز با تمیز کیا مضائقہ مصرع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ÷
غرض بعد قیل و قال اوس نیک خصال نے وہ جواہر زواہر سپرد کرکے عزم سفر کا کیا اور ادھر قاضی پاجی
نے وہ جواہر بیش قیمت اوس کیسۂ سر بمہر کو پارہ کرکے نکال لیا اور اوسکے عوض اوس دروغ گو نے
جواہر قلب سے اوس کیسۂ سر بمہر کو پر کر دیا اور ایک رفوگر یکتائے زمانہ یگانہ کار کو بلوا کر رشتۂ بیان
سے پارۂ سخن کو یوں رفو کرنے لگا کہ اے دانشمند خطۂ کشمیر و اے خردمند روشن ضمیر اس کیسۂ
سر بمہر کو ایسا رفو کر دے کہ اصلاً کسی پر افشا نہو اسکا انعام اے نیک انجام جسقدر طلب کرے گا
حاضر کروں گا عوض کئی ہزار دینار اوسکی اجرت ٹھہرا کر اوس رفوگر بے نظیر نے اس مشکل کار کو اوس
کیسے پر کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سے ملاحظہ کرے لیکن ممکن عقل نہیں جو اوس رفو کے
رشتے کو پاوے الحمد علاوہ کیسۂ سر بمہر اوس شکل سے درست اور چست کرکے رفو کرنے

قاضی سے کے حوالے کیا اور اوسکا چوراپورا دست بدست لیکر وہان سے تیز رہا ہوا القصہ بعد انقضاے
چند ایام وہ نیک انجام سفر سے آکر جو اپنی امانت کا طالب ہوا تو اوس قاضی پر دغل بد عمل نے وہ کیسہ
مہر بمہر حوالے کیا اور اوس عزیز نے اپنے گھر مین جو وہ کیسہ کھولا تو وہ جواہر زواہر پتھر نظر آیا یہ ماجراے
عجیب و غریب وہ عزیز باتمیز ملاحظہ کر کے قاضی کے قریب گیا اور یون کہنے لگا کہ اے قاضی پاجی
یہ تو نے کیا تغلب پر غضب کیا تو وہ قاضی پاجی کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو مجھکو بہ دزدی و دغابازی
کیون متہم کرتا ہے مثنوی مین نہین واقف امانت سے تری * لوگ واقف ہین دیانت سے مری *
جسطرح کا مجھکو کیسہ دے گیا * ویسا ہی تو مجھسے آکر لے گیا * مجھکو زر لینا جو ہوتا قہر کا * تو مین
تھا قاضی تمامی شہر کا * جسطرح جی چاہتا کرتا وہ بات * مال و دولت جسمین آتی میرے ہات *
غرض قاضی نے اوس نعل بیش قیمت کو گفتگوے دروغ سے قلب کر دیا وہ عزیز باتمیز ناچار ایکبار
اکبر بادشاہ عالیجاہ کے پاس جا کر مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پر اختلال شاہ گیتی پناہ نے کہا
کہ اے عزیز باتمیز وہ کیسہ جواہر غلطا کا میرے پاس لا او سو اس چھوڑ جا اور چند روز دل افروز کے بعد پھر تو
یہان آ نا تیری داد و ناشاد ملیجائیگی اپنی خاطر فاتر جمع رکھہ اس کلام صدق نظام سے بادشاہ عالم نے
اوسکو بعد بشاشت رخصت کیا مگر جس مسند زرنگار رشک بہار اعجوبہ کار پر مسند نشین تھا اوسکو قریب
حاشیہ بادشاہ جمجاہ نے چاک کر دیا اور براے شکار فرحت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہو گیا اور ادہر فراش
خوش معاش نے چاہا کہ مسند زرنگار رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مسند زرین رشک چمن
حاشیے کے قرین قدرے چاک ہے دیکھتے ہی اس واردات عجائبات کو فراش بشاش کی آنکھون مین بیحواشی
کے پردے پڑ گئے اور یون دل مین کہنے لگا کہ اگر اس مسند کی چاک سہمناک کا بادشاہ عالم پناہ پر پردہ
فاش ہوگا تو مجکو مارے تمجون سے فرش کر دے گا اس احوال پر اختلال سے اوس فراش
پر تلاش نے جو اپنے دوست ادر جوڑی دار کو مطلع کیا تو وہ بیباک صاحب ادراک کہنے لگا اے برادر
بجان برابر یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر افشا نہین ہے تو خاطر فاتر جمع رکھہ اس شہر مینو چہر مین ایک
رفوگر کامل و عاقل ایسا ہے کہ تیرا شگاف خوب اوسکے دست شفقت سے رفو ہو جاویگا یہ کلام وہ
نیک انجام اوسکی زبان سے سنکر وہ مسند زرین رفوگر کے قرین لیگیا اور یون گویا ہوا کہ اے
نادرہ کار سلیقہ شعار یہ التجا تیری خدمت فیضدرجت مین رکھتا ہون اسکو باجابت قبول کر اور اسکا جو
اجور لیوی ہوگا اوس سے المضاعف تیری خدمت فیضدرجت مین حاضر کرون گا الغرض اوس صاحب
ادراک بیباک نے اوس چاک مسند کو جیسا چاہیے ویسا ہی رفو کر دیا کہ اوس فراش خوش

معاش کی عقل رفو در چکر ہو گئی قصہ مختصر وہ فراش خوش قماش مسند زر نگار رشک بہار کو اوسی روش سے آراستہ کر کے خاموش ہو رہا لیکن اکبر بادشاہ عالم پناہ نے جو مسند پارہ کو دوبارہ درست اور چسپت پایا تو اوس فراش عیاش کو بلوا کے ارشاد کیا کہ بہت رہت گما اس مسند زرین رشک چمن کو کس رفوگر نادرہ کار سلیقہ شعار نے درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا فراش ہیچ اس سنکر ترسان اور لرزان ہوا بادشاہ عالم پناہ نے بہ تشفی تمام یہ کلام کیا کہ ای بے ہراس ہیچ اس ہنو یہ جاے خوف و خطر نہیں ہے برای مصلحت نیک اس مسند زر نگار اعجوبہ کار کو مینے پارہ کیا تھا یہ کلام نیک انجام فراش ہیچ اس کے جو گوش زد ہوا تو حواس خمسہ بجا کر کے اوس رفوگر بے نشان کا نشان دیا غرض بادشاہ ظل اللہ نے اوس رفوگر نادرہ کار کو طلب فرما کے وہ کیسہ دکھلایا اور یوں حرف زن ہوا کہ یہ کیسہ سر بمہر اسے رو سیاہ تیرے ہاتھ کا درست کیا ہے سچ کہدے وگرنہ تیر انگشت مع پوست پارہ پارہ کروں گا آخر کار بخوف شاہ نامدار اوس رفوگر بے خطر نے کہا واقعی اس کیسہ میں رفو بعد آرزو غلام ناکام نے قاضی شہر کو کر دیا تھا اس بات میں ہو برابر تجاوز و تفاوت نہیں ہے حاصل کلام بادشاہ عالی مقام نے قاضی شہر کو طلب فرما کے یوں ارشاد کیا کہ اے قاضی پاجی تجکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت سمجھکر مینے قضیہ ہاے شہر کی قضا دی تھی اور تجھ سے یہ فعل سر زد ہوا بالقول شخصے **مصرع** چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ❊ مگر اب اسمیں خیر یت ہے کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالے کر دے یہ کلام شاہ عالی مقام کا قاضی گوش زد کر کے کہنے لگا کہ اے بادشاہ عالم پناہ مینے اس عزیز باتمیز سے جیسا کیسہ سر بمہر لیکے رکھا تھا ویسا ہی سر بمہر اسکے سپرد کیا اس سخن پر از فن پر بادشاہ متبسم ہو کر یوں حرف زن ہوا کہ اے قاضی پاجی طینت ذی حیثیت جس رفوگر نے اس کیسہ پر رفو کیا ہے وہ خود موجود ہے اس گفتگو دو بدو سے قاضی بکمال نادم و شرمندہ ہوا المدعا بادشاہ عالیجاہ نے اوس عزیز باتمیز کا جواہر لا انبار قاضی نابکار سے دلوا دیا اور بپاداش خیانت قاضی کا قضا یا سپرد کیا اور رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کے دونوں ہاتھ کٹوا کے کچھ ایسا تعین کر دیا کہ تا زیست مع خویش و اقربا خوش معاش رہے اور عبادت جناب الٰہی سے غافل نہو

ابیات جو ایسی عدالت کرے شہر یار ❊ تو راضی رہے اوس سے پروردگار ❊ جو حاکم کرے عدل سے احتراز ❊ نہیں اوسکا مقبول روزہ نماز ❊ یہ حاکم جو مشہور ہیں آج کل ❊ خدا اونکو غارت کرے بے اجل ❊

حکایت ایک شخص نے کئی اشرفیاں درخت کے نیچے چھپا کر گاڑ دیں وہ کسی کو ٹی کھود کر لے گیا مالک اشرفی اکبر بادشاہ سے داد خواہ ہوا بادشاہ نے حکمت عملی سے پیدا فرما کر مالک کو دلوا دیں

نکتہ گویان فصیح زبان اور ہمیران ملیح بیان یہ حکایت پر فصاحت قرطاس طلائی پر بنوک قلم ضرب المثل اس روپ سے رقم کرتے ہیں کہ ایک عزیز خسیس کو ٹی قسمت ذی لمحہ اشرفیاں اکبر شاہی صحرا و بیابان میں

زیر درخت پنہان اور پوشیدہ رکھین تھین مگر اوس جا کو وہ بدطینت ذی حیثیت گاہے گاہے دیکھ آیا کرتا تھا قضاے کار
بدست چرخ کج رفتار ایکروز کوئی دست چالاک اون اشرفیون کو اس چلن سے وہان سے اوڑا لے گیا کہ اصلا
کسی پر افشا نہوا اور یہ نامعقول اپنے معمول سے جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اشرفیان پنہان سب کی سب
غائب ہین غرض یہ خسیس کشیون نہایت جلا بھنا مگر بقول شخصے دوہرا آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے
کیو نہ ہیت ٭ اب پچھتاے کا ہوت ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت ٭ الحاصل یہ بیدل سوتا بیٹھا اکبر بادشاہ
عالم پناہ کی ڈیوڑہی پر دادخواہ ہوا اکبر بادشاہ ظل اللہ نے اوسکو طلب فرماکے پوچھا کہ اے عزیز با تمیز
تیری اس بات کا کوئی گواہ خاطرخواہ بھی ہے یا نہین اس نامعقول دل ملول نے کہا کہ اے شہنشاہ
عادل نشان والے دادرس مظلومان حقیقت تو یون ہے کہ ذات جناب باری کے سوا کوئی اس امر سے ماہر
نہین ہے مگر مینے فلانے صحراے لق و دق مین ایک درخت کے نیچے وہ اشرفیان دفن کی تھین اور گاہے گاہے
اونکو بچشم خود دیکھ آتا تھا لیکن نہین معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ ایسے مکان بی نشان سے کون دست چالاک
وہ اشرفیان پنہان غائب کر گیا یہ کلام اوس نیک انجام کا بادشاہ سنکر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز کوئی بھی
ایسی حرکت ناشایستہ کرتا ہے جو تجہ سے وقوع مین آئی خیر کیا مضائقہ انشاء اللہ تعالی چند روز کے بعد
تیری اشرفیان پنہان ظاہر ہو جائینگی اس گفتگو نیکخو سے بادشاہ عالیجاہ نے اوسکو بعد بشارت رخصت
کیا اور حکماے حاذق اور اطباے صادق کو طلب فرماکے یون ارشاد کیا کہ وہ جو فلانے صحرای بی نشان
کے درمیان ایک درخت اعجوبہ رشک طوبی سرسبز ہے اوسکا خواص خاص دریافت کرو کہ اوسکا برگ و بر
مع بیخ و شاخ کس کس مرض کو سودمند ہے آخرکار اطباے شاہی از روے قانون حکمت اوس درخت کا
خواص دریافت کرکے حضور پرنور مین حاضر ہوئے اور وہ نسخہ معجون تدبیر بے نظیر کا نظر مبارک مین گذرانکر یون گویا
ہوئے کہ اے فلاطون طبیعت والے ارسطو خصلت اوس درخت کے پتون کا یہ خواص ہے کہ اگر اوسکا
سفوف صاحب یرقان ہمراہ آب تازہ نہار نوش جان کرے تو فوراً اچھا ہو جائے اور اوسکے ثمر پر اثر کے
کھانے سے مدقوق و مسلول صحت پاتے ہین اور اوسکی شاخ کے ضماد سے مریض طحال سے انحال
نونہال ہوتے ہین اور اوسکی بیخ کے بخور سے مستسقی کیا لحمی کیا زقی کیا طبلی ایک روز مین غسل صحت
کرتے ہین الحاصل بعد دریافت خواص درخت اعجوبہ رشک طوبی بادشاہ عالم پناہ نے سب اطباے
شہر کو بلواکر فرمایا کہ اس مہینے مین قرینے سے دریافت کرو کہ تمھارے مطب مین کتنے مریض استسقے
کے رجوع ہوتے تھے آخرکار تامل بسیار ہر ایک نے اپنے اپنے مریض کو بادشاہ عالم پناہ کے
حضور مین حاضر کیا اوس رشک بقراط اور غیرت سقراط نے سب مریضون کو طبیبون کے روبرو

دو بدو کرکے پوچھا کہ تم سب آزارمندون نے کس کس دوا سے شفا پائی ہے سچ کہنا نہین تو مورد عتاب
شاہی ہوگے غرض ہر ایک نے اپنی اپنی صحت کا احوال فی الحال بیان کیا مگر جس مریض نے اوس درخت کی
جڑ سے شفا پائی تھی اوس سے بادشاہ جمجاہ نے حکمت عملی سے پوچھا کہ وہ درخت کی جڑ تو نے کس دوا ساز ناساز
سے منگوائی تھی قدرے مجھے بھی مطلوب ہے یہ کلام نیک انجام بادشاہ عالی مقام کا سنکر اوس مریض نے
اوسکو حاضر کیا شاہ عادل زمان اور باذل جہان نے اوس دواساز سے پوچھا کہ فلانی درخت کی بیخ اے شیخ
تو ہی لایا ہے اوس نافہم ناقص عقل نے کہا قربانت شوم بلے شعر اوس جڑی کی جڑ سے واقف ہون مگر + اوس
نہال ندرسے ہون مین بیخبر + یہ گفتگوی زرگری ٹکسال باہر بادشاہ گوش زد کرکے یون گرم سخن ہوا کہ اے
سبھان کے بینارے اگر اوس درخت کی بیخ وبنیاد سے تو واقف ہے تو اوس بیگناہ کی اشرفیان حوالے کرد
نہین تو ضرب پاپوش سے سر کی چاندی گداز ہوجانے گی اور سکۂ دزدی سے ٹھونکا جانے گا المدعا
خوف زدوکوب سے اوس مفت برنے وہ اشرفیان پنہان لاکر حاضر کین لیکن ابیات سبھی شاہونکو
اے مجبور اس دارالخلافت مین + یہی جائز ہے ایوانِ طریقت اور شریعت مین + کہ منصف ہو
تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو + جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو عامل ہو تو ایسا ہو + +

حکایت ایک شخص اپنا مال خوشبوساز کی پاس رکھکر سفر کو گیا چند روز کے بعد سفر سے آکر اپنا مال اوس سے طلب کیا وہ منکر ہوا بندیا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نے فراست سے دلوادیا

راویان معطر مشام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پُرنکہت صفحۂ صندلی پر کلک عود خام اور سیاہی
مشک فام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک شخص نیک خصلت فرشتہ طینت نے ایک خوشبوساز
دغاباز کو صاحب دیانت بے خیانت جانکر اپنا مال بیزوال سپرد کیا اور برا سے سیر کسی شہر کو راہی ہوا
بعد انقضائے چند ایام اوس نیک انجام نے سفر سے آکر جو اپنا مال بیزوال طلب کیا تو وہ دغاباز
ناساز مال مردم خور منہ زور سے کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز کچھہ وحشی خبطی ہوگیا ہے جا فصد لے
ان باتون مین خون کی بو آتی ہے مجھہ سے کلام بے اتہام نکر کوئی تیری سند کا گواہ اور
شاہد بھی ہے جو ناحق بہتان بے نشان تو کرتا ہے یہ ماجرا حیرت افزا اوسکے قرب وجوار
اور یار غمخوار سنکر کہنے لگے کہ اے عزیز بے تمیز تیرا اتہام اس نیک انجام پر کفایت نکرے گا
کیونکہ یہ شخص مثنوی دیانت متانت مین مشہور ہے + یہ خود مال دنیا سے معمور ہے + تو جیا ہے
کرے روشنی اسکی ماند + چھپا ہے کہین خاک ڈالے سے چاند + جو تو اس سے ناحق کو لڑ جائے گا +

تو اپنے کیے کی سزا پاے گا ٭ یہ گفتگو عربدہ جو اوسکے ہمسائی کی سنکر وہ عزیز باتمیز خاموش ہوگیا دو روز کے بعد
حاکم شہر کی ڈیوڑہی پر جا کی مستغاثی ہوا اوس حاکم عادل زمان نے پوچھا کہ ای عزیز باتمیز کچھہ اسکی سند اسناد
اور نوشت خواند بھی رکھتا ہی یا نہین وہ خود گم کردہ جواب دہ ہوا کہ ای حاکم جہان واے عادل زمان سواے
ذات خدا کوئی اس امر کا گواہ حسب دلخواہ نہین ہی مگر اس قول پر شاکر ہون بقول شخصے شعر بہ بنجم کہ تا کردگار
جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ اسکا یہ کلام صدق نظام استماع کرکے حاکم وقت نے کہا ای عزیز
صاحب تمیز تو بدیل تین روز کامل اوسکی دکان پر جا بیٹھہ مگر منہ سے کچھہ نہ بولنا بعد روز سوم سواے پرغم میری
سواری بعد طیاری اودہر کو وارد ہوگی مین تجکو سلام مسنون الاسلام کرونگا تو علیکم السلام کہکر چپ
ہو رہنا پھر مین جو کچھہ کہونگا تو جواب دہ نہونا مگر ذرا اپنے سر کو بخطیر ہلا دینا کچھہ اسمین ہی سراسر باثر ہے
اور میرے رخصت ہونے کے بعد تو اوس سے سوال کرنا پھر وہ جو جواب دے تو مجھہ سے اظہار کیجیو یہ تدبیر بتا کر
وہ عادل زمان اور حاکم جہان اسکو سمجہا کے کاروبار ملکی اور مالی مین سرگرم ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز بصورت
وحشیانہ گم کردہ آشیانہ اوسکی دکان پر بہتان مین آبیٹھا لیکن کچھہ سوال مال درمیان نہ لایا تین شبانہ روز
کامل کے بعد یکبارگی حاکم شہر بے قہر کی سواری ممدوح ہوئی المدعا جسوقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان
اس بے نصیب کے قریب آیا یکبارگی اسپ باد رفتار کو استادہ فرماکر رسم سلام مسنون الاسلام بجا لایا اس
عزیز صاحب تمیز نے علیکم السلام کہکر حسب فرمودہ حاکم زمان مہر خاموشی سے اپنے لب کو آشنا کیا
اور وہ حاکم جہان اور عادل زمان یون حرف زن ہوا کہ اے بیرپاے زمان واے ناآشناے جہان
تو میرے پاس بلا و سواس گاہے گاہے بھی نہین آتا اور نہ کچھہ اپنا احوال پر ملال مجھہ پر افشا کرتا ہے
اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پر فن حاکم سے سنکر وہ عزیز جواب دہ نہوا مگر سر کو ذرا جنبش دیکر
چپ ہو رہا خیر وہ حاکم زمان تو بارادے سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کسی طرف کو تشریف فرما ہوگیا اور
اوس عزیز باتمیز نے ایک دو گھڑی کے بعد پھر اوس خوشبو ساز دغاباز سے یہ کہا کہ کیون بھائی ہمارا
مال مندوس کے تمھاری بھی مرضی ہے تو خیر اچھا مگر اسکا نتیجہ برا ہے مثل مشہور ہے مصرع جو ستائیگا
کسیکو وہ ستایا جائیگا ٭ یہ گفتگو وہ بدخو سنکر دل مین کہنے لگا کہ یہ حاکم عالی مقدار کا یار غار ہے اگر اوس سے
اپنا ذکر کرے گا تو ناحق حرمت مین بٹا آجاے گا اور زر کا زر دینا پڑے گا تو وہ مثل اصل ہوگی
مثل کہ ملاحی کی ملاحی دی اور بانس کے بانس کھاے اس سے تو بہتر یون ہے کہ بقول
شیخ سعدی شیرازی مصرع چو کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ یہ تدبیر وہ پر تدبیر
سوچکر کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جسوقت مجکو اپنا مال سپرد کیا تھا کوئی شخص اور بھی وسوقت

میرے قریب تھا یا میرے ہی تیرے یہ معاملہ درپیش ہوا تھا مجکو ٹھیک ٹھیک بتادی شاید فراموش ہو گیا ہو کیونکہ مثل
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان غرض اوس عزیز نے جب تمام و کمال بتا دیا تو وہ دغا باز ناساز یون گویا ہوا
کہ ہان بہت درست کہتا ہی مجکو بھی یاد آیا تیرا مال بزوال حاضر ہی لے جا ابیات غرض اوسنے جلدی سی لاکر تمام * دیا مال
اوس شخص کو دام دام * نہون ایسے عادل جوای مہربان * تو معلوم ہو بود و باش جہان * جو حاکم عدالت سے غفلت کرے *
تو سارا جہان اوسپہ لعنت کرے * جو عادل ہین اونکو تو سمجھو رب * دعائین بدل دیتے ہین روز و شب *

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہو گیا اور علی مردانخان وزیر ہندوستان سے دادخواہ ہوا نواب موصوف نے حکمت عملی سے امانت قاضی سے دلوا کر راضی کیا

قاضیان شرع متین و مفتیان پیشوای دین صفحہ انصاف پر کلک جگر شگاف سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ
ہندوستان جنت نشان مین ایک ساہوکار مالدار اسقدر زر وافر رکھتا تھا کہ شاید سپہر بھی صندوقچہ کہکشان مین
اتنے انجم نرکھتا ہوگا ایکروز باوہ جگر سوز اوسکی عورت نیک خصلت نے مشورہ عاقبت اندیشی سے کہا کہ اے کان دولت
وای معدن حشمت اس دولت ناپایدار مستعار کا کچھ بھروسا نرکھو بقول میر حسن شعر یہ دولت کسی پاس
رہتی نہین * سدا ناو کاغذ کی بہتی نہین * اس سے یہ بہتر ہے کہ کچھ اشرفیان خفیہ کسی صاحب دیانت اور
مرد بے خیانت کو سپرد کر دے کسواسطے کہ زمانے کی پستی و بلندی ہر بشر کے درپیش ہے اگر خدانخواستہ اس
روزگار ناپایدار کا دیوالہ نکلجائیگا تو پھر اوقات بسری میری اور تیری کہان سے ہوگی اسواسطے کہتی ہون کہ اگر
کچھ کہین رکھا ہوگا تو وہان سے زر نقد تھوڑا تھوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بھلا قوت لایموت
سے تو سیر رہین گے کیونکہ بقول میر حسن شعر سدا عیش دوران دکھاتا نہین * گیا وقت پھر ہاتھ آتا
نہین * یہ مشورہ نیک وہ ساہوکار عالی وقار پسند خاطر کر کے ایک لاکھ روپے کی اشرفیان اکبر شاہی
رات کو قاضی شہر کے قریب لیگیا اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی شرع متین وای رہبر دین تجکو صاحب
دیانت اور مرد بے خیانت جانکر یہ مبلغ خطیر تیری خدمت فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنے
صندوق دیانت مین رکھ چھوڑ جسوقت مجکو برای کاروکار ہوگا لیجاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر
کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست * کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست * غرض وہ ساہوکار
عالی مقدار وہ اشرفیان نہان قاضی کو سپرد کر کے گھر مین آبیٹھا بعد انقضای چند سال اس نیک
اعمال کا وہ سب مال دست گردش گردون دون اور پیش پای افلاس بیقیاس سے پامال ہو گیا
حتی کہ نان شبینہ تک وہ دل افروز محتاج رہنے لگا آخرکار زوجہ ساہوکار بادل زار یون کہنے لگی کہ ای گرفتار

الم ولے پایمال جور و ستم وہ اشرفیان پنہان جو قاضی کو سپرد کی تھین وہ کس دن کیواسطے رکھی ہین جا کر تھوڑی سی
لے آ اور کاروبار ضروری مین صرف کر یہ گفتگو اپنی جورو نیکخو کی سنکر ساہوکار قاضی شہر کے پاس گیا اور نقد سخن کو
درج دہن سے نکالا کہ محک امتحان قاضی پر کسکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد حقانی اوس امانت معلومہ سے ایک سو
اشرفی میرے دست ہمتی مین دے تا کہ کچھ اجراے کار دنیوی سے فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بد انجام استماع
کر کے کہنے لگا کہ اے ساہوکار تجکو خیر تو ہے کیسی اشرفیان اور کیا بکتا ہے یہ باتین کھوٹی مار کھانے کی نشانی ہین
یہ سخن دلشکن قاضی پاجی سے سنکر وہ ساہوکار دلفگار بادیدہ گریان اور بسینہ بریان گھر مین آ بیٹھا ایکروز کے بعد اس
احوال پر اختلال کی عرضی نواب علی مردانخان کو گذرانی نواب موصوف نے اوسکا احوال کما حقہ دریافت کر کے یون اوس
ساہوکار کے گوش مین گوش زد کیا کہ اس باتکو ہرگز کسی کے گوش گذار نکرنا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد انشاء اللہ تعالے
چند روز کے بعد تیری اشرفیان یکمشت تیرے ہاتھ آئینگی اس کلام فرحت انجام سے ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا
اور نواب موصوف نے دو چار روز کے بعد قاضی کو بصد اشتیاق براے ملاقات اپنے گھر مین بلایا چند کلام فرحت
انجام کے بعد نواب موصوف نے خلوت کر کے قاضی سے کہا کہ اے زینت مسند دین و اے حاکم شرع متین تیری
خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب شاہی مین گرفتار رہتے ہین خدانخواستہ ہمسے کوئی تقصیر
صغیر و کبیر سرزد ہو جاوے اور بادشاہ ہمجاہ اوسکے مواخذے مین ہمارا گھر بار ضبط کر لے تو پھر ہماری زیست
خدا جانے کیونکر بسر ہو اور ہمارے بعد نہین معلوم بال بچون کا کیا حال ہو جاوے اسواسطے یہ مصلحت دلپذیر خیال مین
گذری ہے کہ میری نو لاکھ روپے کی اشرفیان اپنے پاس بلا وسواس رکھ چھوڑ اور اپنی مُہر خاص سے یہ نوشتہ
کر دے کہ یہ مال بیزوال علی مردانخان کے عیال و اطفال کا ہے جسوقت وہ چاہین لیجائین کسواسطے شعر
کہ اس گلشن جانگزا کی بہار ٭ نہین ال و تیرے پہ لیل و نہار ٭ یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا کیا مضائقہ
میرا مکان ولستان حاضر ہے جسطرح آپ فرماتے ہین بجا لاؤن نواب موصوف نے فرمایا کہ بالفعل تو تہخانے بنوانے کی
تدبیر کیجیے اسکے بعد وہ زرخطیر بتدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی بیوقوف نواب موصوف کے فقرے مین آکر درمیان
مکان تہخانہ بے نشان کی طیاری کرنے لگا الحاصل بعد طیاری مکان مذکور قاضی بے شعور نے نواب موصوف کو
یہ رقعہ لکھا کہ بموجب ارشاد عالی مکان امانت اور ایوان دولت طیار ہے اب بیخوف و خطر اوس مصلحت معلومہ کو
عمل مین لائیے نواب موصوف نے اوسکے جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ایک دو
روز مین ساعت سعید زمانی سواریون کے حیلے سے وہ اشرفیان خدمت شریف مین پنہان حاضر ہوتی ہین
لیکن ملے بندنوازیہ راز کسی پر افشا نہو ادہر تو نواب موصوف نے یہ رقعہ فریب آمادہ اوس بحقیقت کو لکھ کر بھیجا
اور ساہوکار دادخواہ کو طلب فرما کر یون ارشاد کیا کہ تو فردا اپنا مال اوس بد اعمال سے طلب کرنا اور یہ کہنا

اگر تو مال میرا الحال نہ دیگا تو مین تیری نالش کی عرضی علی مردانخان کی وساطت سے بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا
اس کلام نیک انجام سے وہ بدگمان ڈر گیا اور تیری اشرفیان مقرر دیگا اسمین مطلق فرق نہین غرض وہ ساہوکار لفنگا بر
حسب ارشاد نواب علی مردانخان اشرفیان لینے کو اوس قاضی پاجی کے قریب جا کر وہی کلام عبرت التیام درمیان
لایا قاضی اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا اگر اسکی لاکھ روپے کی اشرفیان مین آج کل کے درمیان
ندونگا تو نو لاکھ روپے کی اشرفیان علی مردان خان کی ایک مشت میرے ہاتھ سے مفت جا ئینگی
آخرکار کو غیر از افسوس کچھ ہاتھ نہ آویگا یہ دل مین سوچکر قاضی نے ساہوکار لفنگا کو سب اشرفیان
حوالے کین اور کہا براے خدا یہ راز مخفی کسی پر افشا نہو کیونکہ میرے پاس قضایت کی خدمت بہت نازک
ہے اوسکے بعد وہ قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیون کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل ہوئی مثل ود و بدہا مین دو و
گئے مایا ملی نہ رام ✤ بقول شخصے کہ ہاتھ کی بھی ٹڑخو کھوئی ابیات غرض سچ ہے مجبور حق دار کا ✤
خدا حق دلاتا ہے یون بارہا ✤ کسی کا کوئی گر کرے حق تلف ✤ مقرر وہ دنیا مین ہے ناخلف ✤

حکایت دو شخصون نے اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلے گئے چند روز کے بعد اونمین سے
ایک نے آکر اپنے شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال پیرزن سے طلب کیا چند روز کے بعد
دوسرے شریک نے آکر اوس پیرزن سے مال طلب کیا قاضی نے اوس شخص کو معقول کیا

راویان فطرت اساس اور حاکیان تہمت شناس یہ حکایت پر ندرت بنوک قلم یون رقم کرتے ہین کہ
دو شخص کچھ زر نقد ایک پیرزال نیک خصال کو سپرد کر کے یہ کہنے لگے کہ جسوقت اے نیکبخت
ہم دونون ہم تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال ہم دوال لے جائین شعر باین عہد و
پیمان وہ دونون جوان ✤ ہوئے پاس سے پیرزن کے روان ✤ بعد انقضاے چند روز
ایک عزیز ناچیز اونمین سے پیرزن کم سخن کے پاس آکر یون گویا ہوا کہ اسے پیرزن لاغر
قسم ہے وحدہ لاشریک کی کہ میرا شریک مال فی الحال نقد جان لے کر براے خرید جنس
عذاب ملک عدم کو روانہ ہو گیا وہ مال بے زوال دست بدست مجکو عنایت کر چارہ ناچار
اوس پیرزال نیک خصال نے وہ مال تمام و کمال اوسکے حوالے کیا کئی روز کے بعد وہ
دوسرا شخص پیرزن کم سخن کے قریب آکر کہنے لگا کہ اے پیرزن خجستہ پیکر وہ ہماری امانت
ہمکو دے تا کہ اپنے کاروبار دنیوی مین مصروف و مالوف ہون یہ سخن حیرت فگن اوس
عزیز بے تمیز کا سنکر پیرزال کہنے لگی کہ اے بیٹا تیرا بھائی تیری وفات پر آفات

ظاہر کرکے وہ اسباب لے گیا **شعر** یہ بھی قسمت کی کھوٹ تھی میری ✤ یون جو مقروض اب ہوئی تیری ✤ غرض وہ عزیز بے تمیز اوس پیرزن کم سخن کے سخن کا ہرگز شنوا نہوا بسیاست کمالی قاضی فرخندہ فال کے قریب لیگیا اور انصاف طلب ہوا قاضی نے وہ احوال پر اختلال گوش زد کرکے دل مین کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیرزن کم سخن بے تقصیر و بے قصور ہے یہ خیال خیر سگال دلمین کرکے اوس ملعون ذو فنون سے قاضی گویا ہوا کہ اے عزیز بے تمیز تو اول شرط کیا کرگیا تھا کہ جسوقت ہم دونون شریک تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بیزوال لیجائین اب اپنی شریک بد خصال کو ہمراہ لے آ اور اپنا مال تمام و کمال لیجا لیکن تجکو تنہا ایک خرمہرہ اس بڑھیا سے نہ ملیگا یہ سخن دلکش قاضی کی زبان سحر البیان سے سنکر وہ عزیز بے تمیز لاجواب ہوا **مثنوی** سچ ہے جسکا سخن دروغ ہوا ✤ اوسکو محفل مین کب فروغ ہوا ✤ فی المثل بات ہے یہ لاثانی ✤ دودہ کا دودہ پانی کا پانی ✤ لیک مجبور ایسے قاضی پر ✤ آفرین کیجیے روز شام و سحر ✤ جسنے دانائی اور فراست سے ✤ پیرزن کو بچایا تہمت سے ✤

حکایت ایک شخص ہزار روپے صراف کو سپرد کرگیا جب سفر سے پھرا اپنے روپے طلب کیے صراف منکر ہوا قاضی ذی فراست و دانائی نے اوسکے روپے دلوا کر رخصت کیا

صرافان بازار دلکش معانی اور نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زر ریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون کستے ہین کہ ایک شخص نے ہزار روپے سکہ حالی رائج الوقت ایک صراف حراف کو بادیانت اور بے خیانت سمجھکر سپرد کیے اور آپ برائے کار ضروری بمجبوری کسی اور شہر مینو چہر کو سفر کر گیا بعد مدت مدید اور عرصہ بعید وہ عزیز باتمیز سفر سے آکر اوس صراف حراف سے اپنے زر کا طالب ہوا تو وہ دغا باز بد چلن پرفن یہ سخن زبان پر لایا کہ اے رکانی مذہب ایسی کھوٹی باتون سے تو میری دیانت مین بٹا لگایا چاہتا ہے چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا ٹھوکون گا کہ تیری جان تن سے نکل جائیگی اور ضرب پاپوش سے تیرے سر کی چاندی گداز کردون گا تجھسے نیارے اور بہت روپے کرارے مینے اس سکہ صرافی مین بہت پرکھ ڈالے ہین بس تیری جھوٹی اٹھ سانٹھ کچھ سودمند نگی یہ گفتگو اوس عربدہ جو کی سنکر وہ عزیز باتمیز نہایت جل بھنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کے آگے گیا اور یون داد خواہ ہوا کہ اے قاضی شرع متین و اے حاکم اوامر دین تیری عدالت کی ٹکسال مین میری محنت اور ریاضت کی درشنی ہنڈی نہین سکرتی **شعر** جو انصاف اسکا نہ ہم پائین گے ✤ تو جھوٹون سے سچے نہ بر آئین گے ✤

الغرض بعد دریافت احوال [illegible] قاضی [illegible] کہا کہ اے عزیز باتمیز اس احوال

صدق مقال کو اب کسی سے ہرگز نکہنا دو چار روز کے بعد تیرے روپے اوسکی بد دیانتی کی تھیلی سے نکل آوینگے غرض
قاضی نے اوسکو تشفی و تسلی سے رخصت کیا اور اوس صراف حراف کو قاضی نے خلوت مین بلوا کر کہا کہ اے افسر
دیانتداران واسطے تاج سر ساہوکاران تیری شرافت اور نجابت مردمان راستگو اور راستیان نیکخو سے کما حقہ
ہمپر ثابت ہوئی اسواسطے تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل اور خدمت حضور پرنور سے سرفراز و ممتاز ہوا چاہتا ہون
کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہے جو اوسے اپنی نیابت کا خلعت دون سو مینے تجکو نہایت صاحب دیانت
اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صائب تجویز کیا ہے یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام نافرجام خر بدلگام سنکر بارے خوشی کے
اپنے پیرہن مین گدہے کی صورت پھولا نسمایا مگر وہ احمق مطلق یہ نسمجھا بقول شخصے مصرع آدمیان گم شدند ملک خدا
خر گرفت ۔ ہان ایکبار بے اختیار ہنسکر کہنے لگا بہت خوب دیکھیے مین بھی کیا سرانجام کار سرکار باہتمام اتمام کرتا ہون
قاضی نے متبسم ہوکے کہا درین چہ شک ست الغرض قاضی نے اوس سادہ لوح کو باغ سبز دکھلا کر رخصت کیا
اور اوس دادخواہ کو بلوا کر کہا اوس صراف حراف کے پاس بلا وسواس جا کر کہہ کہ اے بدکردار ناہنجار
اگر میرے روپے نہین دیتا ہے تو چل میرا اور تیرا انصاف صاحب صاف قاضی کی روبرو دوبدو انفصال پاجائیگا
اس گفتگو عربدہ جو سے وہ دغاباز ناساز تیرے روپے بلا تکرار حاضر کر دیگا آخر وہ دلفگار جا اوس صراف
حراف مکار کے پاس جا کر گفتگو فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بے ایمان فطرۂ شیطان دل مین کہنے لگا
کہ اگر اس سے اب گفتگو دوبدو کرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی نیابت مفت ہاتھ سے
جاتی رہیگی اس بات سے تو یون بہتر ہے کہ اسکے روپے اس روپ سے دیجیے کہ کوئی کانون کان
نجانے یہ بندش دل مین باندہ کر وہ سادہ لوح کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکھ تیرے
روپے کل مجکو بھی کہاتہ دیکھنے سے یاد آئے وہ روپے بلا قصور حاضر ہین لیجا مگر مجھسے تو یہ قول و قسم کر
کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرونگا تو ایک ہزار کیا مین دو ہزار روپے دونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپے کو
رو بیٹھا تھا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چپڑی اور دو دو غرض جسطرح اوس بدطینت نے اوسکو
کہا وہی بجا لایا بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ۔ سچ تو یون ہے مثل اپنی غرض کو
گدہے کو سالا بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز اوس سے روپے لے کر قاضی کی جان و مال کو دعا
دیتا اپنے گھر کو سدھارا اور یہ لعین بے دین دوسرے روز بلیاقت تمام قاضی نیک انجام کے
پاس بطمع نیابت قضایت گیا قاضی نے بعد تشفی اور تسلی کہا کہ بالفعل تو ابھی میرے کام مین کچھ
تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بھیجکر تمہین بلوالونگا یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر
نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گھر مین آیا اور دل مین سخت نادم ہوکر یون کہنے لگا کہ ہاے

نیابت کی طمع مین دو ہزار روپے مفت ہاتھ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی ابیات
بخت و دولت بکاردانی نیست * جز بتائید آسمانی نیست * لیکن سلے مہجور گر ہے عقلمند
گوش کر تو یہ فریدالدین کی پند * بر تو باید اے عزیز نامور * کہ چنین مکارہ باشی پُر حذر *

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین کیسۂ پُر زر مع دو لعل
احمر پایا اوسکے باہم دو حصے کیے بڑے بھائی نے اپنا حصہ چھوٹے
بھائی کو دیکر رخصت کیا اور کہا کہ میرا حصہ گھر جاکر میری زوجہ کو دینا اور آپ
سفر کو گیا چھوٹے بھائی نے زر نقد بڑی بھائی کی زوجہ کو دیا اور پارہ لعل اوڑالیا
اور بھائی سے کہا مین نے تیری زوجہ کو حوالے کیا یہ قصہ بادشاہ نے فیصل فرمایا

جوہر شناسان کامل فن اور گوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا صفحۂ طلا پر یون رقم کرتے ہین
کہ دو برادر بجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوئے الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنی منزل مقصود کو
پہونچے یعنی اثنائے راہ مین ایک کیسۂ پُر زر مع دو لعل خوشتر اونکے صدف دست مین آیا اس
دولت غیر مترقب کو پاکر چھوٹے بھائی نے کہا کہ اے برادر عالی قدر حاصل سفر تو بر آیا اب آگے
جانے سے کیا فائدہ اپنے غریب خانے مین چلکر بفراغت تمام بعد آرام اوقات بسر کیجیے
شعر کیونکہ ایسی رقم لگی ہیہات * جب سے اپنی کٹے گی خوش اوقات * برادر کلان نے کہا
اے بھائی فی الحقیقت ہے مگر مجکو سیر جہان و کوہ و بیابان کی نہایت رغبت ہے کسو واسطے
بقول شخصے مثل ان نینون کا یہی لیکھ * یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ * اسے برادر
عزیز القدر تو گھر مین چل مین بھی چند روز کے بعد آ رہونگا الغرض اوس مال بے نعل
کے بڑے بھائی نے برابر دو حصے کر کے کہا اے بھائی دل شیدائی یہ میرا حصہ مع
لعل بے بہا میری جورو نیکخو کو سپرد کر دینا باقی تو اپنے حصے کا مالک و مختار رہے یہ گفتگو وہ
نیک خو چھوٹے بھائی سے کر کے آپ برائے سیر شہر و دیار و گلزار روانہ ہوا لیکن اس عزیز
ناچیز نے بڑے بھائی کا حصہ اپنی بھاوج کو دیا مگر لعل بے بہا اپنی جیب دغا مین چھپا رکھا بعد
انقضائے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے جو گھر مین آیا تو وہ پارۂ لعل بے بہا نپایا تو اپنی جورو

نیلکھنٹ سے یون ہمکلام ہوا کہ ای یاقوت لب والی عالی نسب سچ کہہ وہ پارۂ لعل بیش قیمت مینے جو بھیجا تھا سو کیا کیا یہ سخن
افگن وہ زن سنکر یون کہنے لگی ابیات مین نہین آگاہ تیری لال سے ÷ ہان مگر واقف ہون نقدی مال
سے ÷ سو وہ سب موجود میری پاس ہی ÷ لعل کیا ہی چیز کیا اجناس ہے ÷ القصہ بڑی بھائی نے چھوٹی بھائی
سے جو پوچھا کہ ای صدف گوہر دغا وہ لعل بی بہا تو نے کیا کیا اوسکی جواب مین اوسنے کہا تیرا لعل بی بہا تیری جورو
نیلکھنٹ کو مینے حوالی کردیا شعر ہے عجب طرح کی یہ تیری بوجھ ÷ مجھسے کیا پوچھتا ہی اوس سی بوجھ ÷ یہ کلام
وحشت التیام وہ مضطر سنکر کہنے لگا کہ وہ تو کہتی ہی کہ مین ہمینہ شوق مطلق نہین واقف ہون چھوٹے نے
کہا دروغ کہتی ہے حاصل کلام بابن قیل وقال باہمین جنگ وجدال ہونے لگی بڑی بھائی کی جورو نے اس
قصے کی قاضی سی داد فریاد کی قاضی نی اون دونون کو طلب کرکے پوچھا کہ ای عزیز با تمیز تو نے جسوقت اس
زن کو پارۂ لعل بے بہا دیا تھا اوسوقت کا کوئی بھی گواہ حسب دلخواہ رکھتا ہی یا نہین اوس عزیز نا چیز نے کہا
اس امر کی شاہد اور عادل اور واقف کامل دو اشخاص خاص موجود ہین قاضی نی حکم دیا کہ اون گواہون کو حاضر کر
غرض یہ ملعون ذوفنون دو شخصون کو کچھ زر نقد دیکر گواہ قلب و شاہد متغلب سچی لعل کو جھوٹا کرنے کو قاضی کے
آگے لیگیا وہ دونون لعین بیدین بھی قاضی سے قسمیہ کہنے لگے کہ واقعی اسنے پارۂ لعل جیب سے نکالکر ہمارے
سامنے اسکی جورو کے ہاتھہ مین دیا قاضی کم عقل نے اوس مدعی سی کہا ای عزیز با تمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی
جورو سے لے اور اس سی دست بردار ہو یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سے سنکر وہ زن بادیدۂ گریان اور
بمژگان خون چکان بادشاہ عالم پناہ سے داد خواہ ہوئی بادشاہ عالیجاہ نے کہا اے زن دلشکن اسکا
انصاف قاضی شہر سے کیون نہین چاہتی ہے اوس زن کم سخن نے کہا اے بادشاہ جمجاہ قاضی
شہر نے میر انصاف صاف نکیا بادشاہ عادل زمان اور حاکم جہان نے دونون بھائی اور
دونون گواہون کو طلب فرماکے قدرے قدرے موم کافوری ہر ایک کو جدا جدا دیا اور بہ نرمی
یون فرمایا کہ اس موم سے تم ہر ایک لعل کی صورت جدا جدا کی بنا لاؤ غرض اون دونون بھائیون
نے جیسا کہ وہ لعل بے بہا تھا ویسی ہی صورت بے کدورت بنائی مگر دونون گواہ روسیاہون
نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تھی صورت مختلف بناکر بادشاہ کے پاس لے گئے شہنشاہ عادل
زمان نے اوس زن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل طیار کر لا اوس زن کم سخن نے
تو کبھی لعل کی صورت نہ دیکھی تھی مگر عقلیہ اوسنے کہا کہ لعل بے بہا نہایت قیمت رکھتا ہے تو اوسکی
بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک چیز واہی تباہی بناکر بادشاہ عالیجاہ کے قریب لیگئی بادشاہ
عالم پناہ اوس لعل بے بہا کو ملاحظہ فرماکر دل مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت یہ زن بے تقصیر ہے اسنے

لعل کبھی نہین دیکھا تھا لیکن جب گواہون کے لعل تغلبی بنا کے پر بادشاہ جمجاہ نے مارے طمانچون کے منہ لال کر ڈالے تو وہ روسیاہ پرگناہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ عالیجاہ ہم نے طمع زر نقد سے جھوٹی گواہی دی تھی شعر واجب القتل ہین خنجر کے سزاوار ہین ہم ✤ ہان میان سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم ✤ غرض بادشاہ عالم نے فراست و دانائی و عقل آرائی سے اوسکے جھوٹے بھائی سے وہ پارہ لعل بے بہا دلوا دیا **مثنوی** یہ انصاف عجوبہ جیسا ہوا ✤ جہان مین کسی سے کم ایسا ہوا ✤ حکومت مین حاکم ہو اسطرح غرق ✤ تو لعل و خزف مین نہ کیونکر ہو فرق ✤ جو حاکم کو اپنا ہی سوجھے بلاؤ ✤ تو جو اور گندم ہین ایک بھاؤ ✤ غرض حاکمون کو بقول حسن ✤ سنا تا نہین کوئی اتنا سخن ✤ کہ دو سلطنت لیک اعمال نیک ✤ کہ تا دو جہان مین رہے حال نیک ✤

حکایت ایک زن فاحشہ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالکر ایک زن ہمسایہ کے گھر مین گرا دیا اور قاضی سے جاکر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نے میرے پسر رشک قمر کو مار ڈالا ہے مین قصاص چاہتی ہون قاضی نے دانائی سے دریافت کر کے انفصال کر دیا

عاقلان دوست پرور اور ناقلان دشمن منذر ایک زن پرفن کی یون حکایت پر شکایت بیان کرتے ہین کہ وہ نابکار ناہنجار ہمسایا مان جایا مین ایک عورت نیک خصلت سے دشمنی دلی رکھتی تھی مگر وہ نیک خواس عربدہ جو کے قابو پر کبھی نہ چڑھتی تھی قضا کار ایک روز رات کو اوس زن پرفن نے شراب ناب پیکر آپ کو اسقدر سرشار کیا کہ اوس نشے کے عالم مین اپنے پسر جان پرور کو خنجر آبدار سے ذبح کر کے زن ہمسایہ کے گھر مین پھینک دیا اور وقت علی الصباح وہ روسیاہ قاضی کے پاس جاکر اوس عورت خجستہ پیکر پر یون دادخواہ ہوئی کہ اے قاضی شہر میرا فرزند دلبند اس کمبخت نے آہ بیگناہ قتل کیا ہے اگر یہ بھی سیاست سے قتل ہو تو میری تسکین خاطر فاتر ہو نہین تو اے قاضی مین اپنا بھی جو ہر تیرے سامنے ظاہر کرونگی اور بروز محشر قاضی الحاجات کے سامنے مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہونگی یہ کلام اوس بدانجام کا سنکر اول زن ہمسایہ کو خلوت مین لیجا کے قاضی نے یون زبان کو سخن سے آشنا کیا کہ اے عورت نیکبخت سچ کہہ نہین تو واللہ باللہ تیرے تن بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل اور کوؤن کو کھلا دونگا یہ گفتگو قاضی نیک خو کی وہ زن کم سخن گوش زد کر کے کہنے لگی کہ اے

قاضی شرع متین واے مسند نشین ختم المرسلین قسم ہے اوس خالق جن وانس کی میرا اسکے طفل بیگناہ کو واہ نہین مارا یہ مجھپر اتہام
پر الزام ناحق ہے بقول حسن **مصرع** کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے * قاضی نے کہا اے عورت نیکبخت اگر تو نے اوس طفل صغیر کو
نخجر نہین کیا تو میرے سامنے سرتاپا برہنہ ہو جا کہ مجکو صاف صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت سے مبرا ہے یہ سخن
دلشکن قاضی سے وہ عورت صاحب عصمت سنکر سر بگریبان خجلت کھینچکر کہنے لگی اے قاضی عیب پوش گنہگاران
واسے روا ہے بے ستران مجکو قتل ہونا منظور مگر مین تیرے حضور تا بمقدور بے ستر سراسر ہونگی غرض قاضی
نے ہر چند اوس دردمند کو سیاست سے دھمکایا اور ڈرایا لیکن وہ برہنہ ہوئی غرض قاضی نے اوسکو رخصت کیا
اور اوس زن فاسقہ فاحشہ کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ اے زن پرفن تیرا سخن مجکو باور نہین آتا ہے
لیکن میرے روبرو تو سر سے تا پا برہنہ ہو تو البتہ تیرا کلام بد انجام مجکو صحت ہو اوس زن فاجرہ نے
چاہا کہ آپکو برہنہ کرے وہین قاضی مرد ریاضی نے اس حرکات و سکنات ناشایستہ سے منع کیا
اور یون کہا کہ اے زن پرفن تو نے اپنے بیٹے کو آپ ذبح کیا ہے اوس نیکبخت صاحب عصمت کو
کیون متہم کرتی ہے غرض کئی کوڑے جو اوسکے سراپا پر پڑے تو وہ اقرار کنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر
کبیر مجھی سے سرزد ہوئی القصہ قاضی نے اوس قحبۂ نابکار بدکردار کو دار پر کھینچا **مثنوی**
تا نہ پھر کوئی ایسا کام کرے * نیکنا مون پہ اتہام کرے * یہی قاضی کو چاہیے جمہور *
منصفی مین کرے ذرا نہ قصور * اور قاضی جو بد دیانت ہو * اوسپہ سارے جہان کی لعنت ہو *

حکایت ایک شخص سو دینار ایک پیر مرد کو سونپکر سفر کو گیا اور سفر سے آکر اپنی امانت کا جو طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی ذی بینش قاضی اظہار کیا اوسنے فراست سے انفصال کر دیا

پیران روشنضمیر اور جوانان خوش تقریر یہ حکایت بے نظیر بالاے قرطاس حریر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک
جوان مرد مسلمان نے ایک پیر تن حقیر کو صاحب ایمان مرد مسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کیے اور آپ برلے اونگال
کسی اور شہر غدار کو راہی ہو گیا مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد سفر سے آکر اوس سا ہو کار طمع نے اوس
جمع مار سے اپنی امانت طلب کی تو اوس مکار ناہنجار نے اقرار کا ٹاٹ اولٹکر یون کہا کہ اے جوان یہ بہتان
تو مجھ تن حقیر دلگیر پر کس لیے سے تہمت کا دھڑا باندھتا ہے ارے دیوانے بد اعمال یہ تیری آنٹ سانٹ
مجھسے سونکرے گی چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا مارونگا کہ تیری ششخت بھی نجی پھرے گی
شعر مین نہین واقف ترے دینار سے * سر پھراتا ہے عبث تکرار سے * یہ گفتگو عربدہ جو اوس پیر دنی پیر کی
سنکر وہ جوان قاضی شہر کے آگے دادخواہ ہوا قاضی امور ریاضی نے اوس پیر تن حقیر کو بلا کر جو پوچھا تو وہ

مال مردم خور منہ زور منکر ہوگیا قاضی شرع شریف نے اوس جوان حیران سے کہا کہ اے عزیز باتمیز تو اس بات کا کوئی
گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہے یا نہین اوس جوان باایمان نے کہا کہ اس امر کا گواہ حسب دلخواہ سواے اللہ و باللہ
کوئی نہین چارو ناچار قاضی نے از روے شرع شریف اوس پیر بے پیر سے کہا اے ضعیف دل نحیف تجھپر قسم
واجب ہے یہ کلام قاضی عالی مقام کا سنکر جوان دل پریشان سے کہنے لگا اے قاضی منصف زمان و اے عادل
جہان اس دروغ گو کو قسم کہانے سے مطلق باک نہین ہے ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو تحت القہوہ سمجھا ہے
شعر قسم کا مجھے اسکے کیا اعتبار ÷ کہ یکتا ہے جھوٹون مین یہ بدشعار ÷ قاضی نے کہا اے جوان عالیشان
تو نے جو کتنت زر نقد اسکے صرہ دست مین دیا تھا اوسوقت یہ کس مکان پر بہتان پر بیٹھا تھا اوس جوان
باایمان نے کہا اوسوقت یہ قاطع الشجر نخل بے ثمر اکیلا ایک کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا قاضی نے کہا
اے جوان نادان پھر تو نے کیون اظہار کیا تھا کہ میرا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین تیرا تو گواہ کامل اور
شاہد عادل موجود ہے جا اوس درخت سبز رخت کو لے آ وہ تیری گواہی دے جائیگا یہ سخن حیرت افگن
سنکر وہ پیر مردود دم بستہ متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نے کہا اے قاضی مرد ریاضی درخت نگبخت یہان کیونکر
آئیگا قاضی شرع متین اور حاکم دین نے کہا کہ میری مہر خاص اوسکے پاس لے جا اور اپنی مہر خموشی کو
لب تقریر سے دور کرکے کہنا کہ اے درخت سبز رخت تجکو شہر کا قاضی طلب کرتا ہے یہ اوسکی مہر خاص
میرے پاس موجود ہے اس مہر سے مجکو سرخرو کر اور روسیاہی نہ دے یہ کلام نیک انجام قاضی سے سنکر
وہ جوان باایمان مع مہر قاضی اوس درخت کی طرف روانہ ہوا اوس دل پریشان کے روانہ ہونے کے
بعد ایک گھڑی کا تغافل دے کے قاضی نے اوس پیر مکار ناہنجار سے پوچھا کہ ای پیر روشن ضمیر وہ جوان پریشان
درخت کے قریب پہنچا ہوگا یا نہین کیونکہ مجھے اور بھی بہت سے قضایاے ضروری حضوری انفصال کرنے ہین
یہ سخن قاضی کی زبان سے وہ پیر بے پیر سنکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد ریاضی مثل ہنوز دلی دور است ÷
ابھی وہ گمراہ اثناے راہ مین ہوگا یہ کلام اوس بدانجام کا قاضی سنکر چپ ہو رہا ایک دو گھڑی کے بعد
وہ جوان دل پریشان قاضی کے قریب آکر یون گویا ہوا کہ اے زینت مسند دین و اے نائب شرع متین
تیرے حکم پر مہر کا وہ درخت سبز رخت مطلق شنوا نہوا قاضی نے کہا اے جوان نادان وہ درخت تیرے
جانے کے بعد خود بخود آکر گواہی دے گیا یہ سخن حیرت افگن وہ بے پیر سنکر کہنے لگا اے قاضی
مرد ریاضی کوئی درخت پر ثمر تو میرے روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اور فائدہ ہے
کیا یہ شعر تیرے گوش زد نہین ہوا شعر کسے را اگر در زبان دروغ ÷ چراغ دلش را نباشد فروغ ÷
اسکے جواب مین قاضی نے کہا کہ یہ تو حق سچ کہتا ہے کہ درخت نگبخت میرے قریب نہین آیا مگر اوسوقت

مجکو اوس درخت کی گواہی سے نونہال کیا کہ جسوقت مینے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ جوان درخت کے قریب پونچا ہوگا یا نہین تو نے اوسکے جواب مین کہا تھا ابھی کیا ذکر ہے پس اگر تو اوس درخت کی بیخ و بنیاد سے واقف تھا تو یہ کلام نیک انجام تیری زبان سے کیون سرزد ہوا کہ ہنوز دہلی دور است تو یون ہی کہتا کہ مین کیا جانون وہ درخت سبز رخت کہان سرسبز ہے لیکن اس جوان با ایمان نے تجکو اوس درخت کے نیچے روپے دیے تھے تب تو تیری زبان نادان سے بے ساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تا حال اوس نہال تک نہ پونچا ہوگا اب مکرنے سے کیا فائدہ مثل ہے مصرع سخن راست بر زبان جاری + اور فی الحقیقت یہ ہے کہ دریا کا ہنگامہ منہ ہی پر آرہتا ہے اے پیر بے پیر تیری اسمین خیریت اور عزت و حرمت ہے کہ اوس جوان مرد مسلمان کے سو دینار بے تکرار حاضر کر نہین تو مارے دُرون کے تیرے بدن کا پوست اودھیڑ ڈالون گا غرض اوس پیر شریر نے اوس جوان با ایمان کی وہ امانت بصد ندامت دی **مثنوی** جب ایسے ہنون صاحب الانصاف لوگ + تو ہر ایک کو کیون نہ ہون حراف لوگ + کرین اپنی حرفت سے رسوای خلق + عجب طرح کا ہے یہ ایمای خلق + جسے یاد ہو کچھ فریبون کی بات + اوسے لوگ کہتے ہین ہے نیکذات + جسے ظاہر اکچھ بھی ایمان ہے + اوسے کہتے ہین صاف شیطان ہے + اسی فکر مین ہاے کچھ جواب + بسر اپنی کرتے ہین اوقات سب + نہ ہے بے تمیزی و بے حاصلی + کہ در فکر و نیا ز دین غافلی +

حکایت ایک ساہوکار نے پیری مین دوسری شادی کی اور اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور ساہوکار کے مرنے کے بعد دو بیٹے بھی پہلی بی بی سے تھے اونھون نے اوس لڑکے کو حصہ نہ دیا اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی نہین ہے اکبر بادشاہ نے انصاف سے اوسکو حصہ دلوا دیا

منشیان کامل اور تواریخ دانان قصۂ مشکل قصۂ راست و باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کرتے ہین کہ اکبر شاہ بادشاہ کے عصر مین ایک ساہوکار مالدار نے حالت پیری اور ضعیفی مین اور شادی برائے خانہ آبادی کی لیکن اوسکی اگلی جورو متوفی سے دو پسر رشک قمر موجود تھے غرض اوس پیر کبیر کو جورو مہ رو جوان پر ارمان ایسی ملی گویا اوسکے گھر مین قسمت کی بدولت دوسری لچھمی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان پر ارمان عقدہ کہ ہوا و حرص کیونکر وا ہو غرض وہ پریرخسار غیرت بہار ایکروز برائے تفریح طبع بالائے بام فرحت انجام قریب شام جو گئی تو اپنے مکان عالیشان کے نیچے کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اس غم آمادہ دلدادہ کو شہوت کا غلبہ فی مطلقہ آیا بہ صورت کو ٹھے کے نیچے اوتر کر دست بستہ

کھڑی ہوکر اوس جوان باایمان کے مصحف رخ کی تلاوت کرنے لگی غرض وہ جوان باایمان بعد تلاوت قرآن مجید اوسکو دیکھکر کہنے لگا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکا اس جا پر موجب ورود سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اوس عالی مقام کا سنکر وہ مہ رو دو بدو دلمین کہنے لگی مصرع افسوس ہے صد ہزار افسوس + بقول شخصے مصرع جی کی جی ہی مین رہی بات منہ نے پائی + یعنی یہ عزیز صاحب تمیز تو مجکو منہ سے بہن کہہ بیٹھا اب کیا کرون شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی + رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی + اس خیال پر ملال مین وہ آئینہ رو مانند آئنہ حیران و ششدر کھڑی تھی کہ اوس عزیز باتمیز نے بصفاے دل اوس سے پوچھا کہ اے آئینہ رو تمکو اسوقت تیرے دلمین کدورت اور آرسی کیون آگئی یہ سخن اوس رشک چمن کا سنکر وہ غنچہ دہن کہنے لگی اے غنچہ حدیقہ خوبی واے گل باغ محبوبی اسوقت یہ بیصبر و سامان پارمان تیرے عشق مین سیماب وار بیتاب و بیقرار ہوکر آئی تھی لیکن تو وہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ جسکو سنکر مرغ دل قفس تن مین مثل بلبل تصویر خاموش ہے یہ گفتگو اوس گلرو کی سنکر وہ جوان باایمان یون حرف زن ہوا کہ اے بہن رشک چمن خدا کی عنایت اور کرامت سے تیرا شوہر والا گوہر موجود ہے تو مفت اسقدر ناحق حرص رکھتی ہے براے خدا اس حرکات ناشایستہ سے باز آ یہ کلام اوس عالی مقام کا سنکر وہ زن ساہوکار دل افگار کہنے لگی اے جوان نادان اگر اوس باغبان کی نسیم مواصلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو مین اس روش بے کلی سے تیرے گلے کا کیون ہار ہوتی یہ احوال پر ملال زن ساہوکار کا سنکر وہ جوان باایمان یون گویا ہوا کہ اے بہن رشک چمن اگر حرکات شہوات نفسانی مین تو گرفتار ہے تو ایک کام نیک انجام کر کہ اپنے شوہر شکستہ کمر کو ہر روزہ مچھلی کے سر کو روغن گاؤ مین پکاکے روٹی کے ہمراہ خاطر خواہ کھلوا انشاء اللہ تعالی تجکو گرداب الم سے نجات ہوجاویگی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سے لبریز ہوجائے گا شعر غم مت تیرا مقصد بفضل خدا + بر آئیگا دنیا مین سلے مہ لقا + الحاصل اوس بیدل کو جوان باایمان نے اس تشفی و تسلی سے بعد بشاشت رخصت کیا اور وہ زن ساہوکار دلفگار گھر مین آکر وہ عمل در پیش لائی بعد چند ایام عنایت الہی سے اوسکا تیر مقصد ہدف مدعا پر لب معشوق ہوا اور یاس و ناامیدی گوشۂ دل سے پران ہوگئی الغرض چند روز غم اندوزی کے بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصے مین اوس ساہوکار عالی مقدار کی مائیہ زیست لوٹ کر دست قضا نے دوالہ نکالدیا اور بعد چند ماہ اوس رشک ماہ کے درج بطن سے ایک لعل بے بہا پیدا ہوا رفتہ رفتہ وہ مہر لقا جب پانچ چھہ برس کا ہوا تو اوسکے سوتیلے بھائیون نے اسکی مادر خستہ جگر کو ورثہ پدری سے خارج کیا ہر چند اوسنے قاضی و مفتی سے اپنا حال پر ملال ظاہر کیا لیکن کوئی شنوا نہوا اسواسطے کہ اوسکے دعویدارون نے

حاکمون سے کہا کہ اسکا خاوند نہایت پیر حقیر تھا اوسکو رجولیت اسقدر نہ تھی کہ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوتا خدا جانے یہ طفل
و نسل کسکے صلب سے ہے ہم اسکو حصہ پدری نہین دینگے غرض زن ساہوکار گرفتار بلاے روزگار نہایت حیران
و پریشان ہوئی آخر کار چارہ و ناچار وہ دل افگار اکبر بادشاہ جمجاہ کے روبرو دوبدو یون حرف زن ہوئی
کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ تیری عدالت کی ٹکسال مین میری مایۂ ریاست کی روکڑ ناحق ماری جاتی ہے یعنی
اوس شخص کے خاوند کا مال میرا فرزند دلبند نہین پاتا اوسکے بھائی سوتیلے سب کا سب اپنے قبضے
مین کر بیٹھے ہین القصہ بادشاہ عالم پناہ نے اوسکے دعویدارون کو طلب فرما کے جو احوال دریافت کیا تو وہ مال
مردم خور منہ زور یون گویا ہوئے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ ہمارا بھائی المحذانی ہے اسکو ہم ورثہ پدری کسطرح دین
کیونکہ ہمارے باپ نے اسکی مان سے حالت پیری مین شادی کی تھی چنانچہ مشہور و معروف ہے کہ اوسکو رجولیت کی
طاقت نتھی خدا جانے یہ لڑکا کسکا زائیدہ ہے یہ سخن پرفن اونکے سنکر اکبر بادشاہ نے اوس عورت نیک خصلت کو الگ
طلب فرما کر پوچھا کہ سچ کہہ تیرا یہ لڑکا کسکے نطفے سے ہے نہین تو تیرا پیٹ چاک کرکے گردے نکلوا ڈالونگا
غرض اوس زن کم سخن نے اوس جوان با ایمان کا تعشق اور مچھلی کے سرون کا قصہ اکبر بادشاہ جمجاہ سے مشرح حال
اظہار کیا بعد دریافت احوال پرملال بادشاہ نے قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ اس زن بیوہ بیچاری کا
انصاف تم نے صاف صاف کیون نکیا جو ہم تک اسکی نالش پہونچی اون سب نے آپسمین ایک زبان ہو کر جواب دیا
خداوند نعمت سپہر کرامت تحقیقات اور انصاف کی رو سے اسکے فرزند دلبند کو ورثہ پدری نہین پہونچتا ہے یہ
گفتگو دوبدو سنکر بادشاہ نے خادمون سے فرمایا کہ اس لڑکے کو حمام با آرام کرواکے لے آؤ المدعا جب وہ لڑکا
بعد الفراغ حمام بخوشی تمام حضور پر نور مین حاضر ہوا اوسوقت بادشاہ عالیجاہ نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے کو فرش پر
اس روش سے دوڑاؤ کہ اسکے پھول سے بدن پر شبنم سا پسینا نکل آئے غرض وہ لڑکا جب خوب ادہر ادہر دوڑا اور
تمام بدن گلفام عرق عرق ہو گیا تب بادشاہ نے اوسکے پسینے کو رومال محمودی سے پچھوا لیا اسکے بعد بموجب حکم اوسکو
دوڑا کر عرق پچھوا کر رومال نچڑوا کر سونگھا تو اوسکے پسینے سے مچھلی کی بو پیدا ہوئی بادشاہ نے آپ اوسکو
سونگھکر اور خادمون کو سونگھوا کر فرمایا کہ دیکھو اسمین کس شئے کی بو آتی ہے ہر ایک نے اوس پسینے کو
سونگھکر عرض کی کہ اے بادشاہ کرامت وہ اے مہر حشمت اسکے عرق مین ماہی مراتب کی بو معلوم ہوتی ہے
تب بادشاہ عالیجاہ نے ہر ایک صاحب عدالت اور ارباب صداقت سے ارشاد کیا کہ اس عورت
نیک خصلت سے دریافت کرو کہ اسکے شوہر شکستہ کمر کو دنیا داری کی طاقت اکیباری کس شکل سے ہوئی تھی
غرض سب اہل عدالت نے جا اوس سے پوچھا تو احوال نسخۂ ماہی سقنقور کا ظہور ہوا تب بادشاہ گیتی پناہ
نے پرغضب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ بھی عدالت و انصاف کرتے ہو کہ جیسا اس زن کم سخن کا انصاف کیا

غرض بادشاہ عالم پناہ نے اوس لڑکے کو ورثۂ پدری دلوا کر بعد بشاشت رخصت کیا **ابیات**

غرض یہ تو یون ہے میان جہان + یہی منصفی چاہیے مہربان + جو ایسے ہی عادل نہوون بادشاہ + تو ہوجاے یکلخت عالم تباہ + جو مہجور منصف نہو شہریار + سدا اوسپہ ہو لعنت کردگار +

حکایت ایک شخص حلوائی کی دکان پر مٹھائی لینے گیا اور اوسکا غلہ چرا کر منکر ہوا حلوائی اوسے اکبر بادشاہ کی حضور مین لیگیا بادشاہ نے دانائی سے انفصال کر دیا

عاقلان ذوی الاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پر بلاغت کہ جسکا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہے دکان بیان مین یون چُنتے ہین کہ ایک حلوائی مقبول خدائی کی دکان عالیشان پر ایک عزیز بے تمیز مثل مگس حریص کچھ مٹھائی لینے کو گیا اور ایک روپیہ جیب سے فی الحال نکالکر اوس حلوائی مولائی سے کہنے لگا کہ اس روپے کی مٹھائی اے حلوائی تازی تازی اندر سے ایسی لاوے کہ اوسکو جو کوئی رشک یوسف مصری نقل کرے وہ مُنہ بھر کچھ نبات لائے اور اگر خدانخواستہ مٹھائی اچھی نہوگی تو ماری تھپیڑون کے تجھ بدقوام کا مُنہ لال کر کے اجل کی چاشنی چکھاؤن گا اور ایسی بیزارئی کرون گا کہ تیری عقل ریوڑی کی پھیر مین آجاوے گی اور جو مٹھائی پوری نہ تولیگا تو مارے گھونسون کے تیرا حلوا نکالونگا یا تیرے ہاتھ کا گٹا توڑ ڈالون گا یہ گفتگو اوس بدخوکی سنکر حلوائی ایسا چپ ہو رہا کہ جیسے کوئی گپ چپ کی مٹھائی کھاتا ہے بعد تامل بسیار یون جواب دہ ہوا بھائی تجکو اس آب و تاب کی مٹھائی دون گا کہ وہ صفائی ماہ و حور مین نہوگی میری بات مین ہرگز نہ شک کرنا مین لقندرا نہین ہون جو میری بات مین اے دلبر فرق ہو اور اگر تجکو باور نہین ہے تو لے ایک لڈو اسمین سے کھا دیکھ تو کیسا ہے بہشت کا کھلتا ہے الحاصل اوس حلوائی نے عین صفائی سے اوسکے ہاتھ سے روپیا لیکر غلے مین رکھ لیا اور آپ اوٹھکر کوٹھری کے اندر گیا اب خریدار نابہنجار نے اوسکا تمام غلہ فی الحال اپنے رومال مین اولٹ لیا غرض حلوائی نے روپے کی مٹھائی بہت تحفہ و آبدار ایک ٹوکری مین لگا کر اوسکے حوالے کی اور یہ ملعون ذوفنون وہان سے مٹھائی لیکر یکبار فرار ہوا اوسکے بعد اوس حلوائی کو جو کچھ پیسون کی خواہش ہوئی تو غلے مین گیا دیکھتا ہے کہ روپے اور پیسون کا تو کیا ذکر اور بدکو ہے ایک کوڑی بھی مکس لگانے کو نہین نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر دلمین کہنے لگا **شعر** کوئی مجھپہ یہ کیا غضب کر گیا + کہ جس سے مین جیتے ہی جی مرگیا + پھر یکایک سوچکے کہنے لگا کہ جو شخص مٹھائی دانائی سے ابھی لینے آیا تھا غالب ہے کہ اوسی عزیز بے تمیز کی یہ دست چالاکی ہے غرض وہ حلوائی مثل سودائی دکان سے اوٹھکر اوسکے پیچھے دوڑا آخر کار رو رو نا بکار ایک گلی مین کہین ہاتھ آیا اوسکو کھینچکر وہ حلوائی رسوائی سے دکان پر

لایا اور اپنا مال بہزار جدال طلب کرنے لگا وہ عزیز یا حیز منکر ہو کر یہ کلام بادشنام زبان پر لایا کہ ای مہجور سے تو سب بھلے آدمیون پر
ناحق تہمت کا دھڑا باندھتا ہے تیری چکنی چپڑی باتین کچھ سود نکرینگی مجکو تیرا اغلہ لیتے کسی نے دیکھا ہے جو تو ناحق ناحق
طوفان بہتان برپا کرتا ہے القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ گیتی پناہ کی گوش ہوش تک پونہچا بادشاہ نے دونون کو
طلب فرمائکے ہر چند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز بے تمیز یہی کہتا گیا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ حلوائی سودائی ہے یہ رومال
مالا مال مجھہ پر ملال کا مال ہے آخر کار چار ناچار بادشاہ نے اون رومال کو اپنے توشکخانے مین رکھوا دیا اور مدعی اور
مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنے اپنے گھرون کو جاؤ جس شخص کے ہونگے اوسکو پہونچ رہینگے الغرض وہ دونون اپنے اپنے
گھرون کو راہی ہوئے لیکن اکبر بادشاہ نے دلمین کہا کہ عجیب قصہ لاحل ہے کہ جسکا حل ہونا نہایت اشکال ہے
کیونکہ اسکا کوئی شاہد گواہ حسب دلخواہ نہین ہے بقول شخصے **مصرع** غیب کی بات کوئی کیا جانے + المدعا ایک
شب بادشاہ نے نہایت دلمین غور کرکے وقت سحر اون دونون دادخواہون کو طلب فرمایا اور ایک خواص خاص کو
ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم پانی کا جلد حاضر کر تاکہ دادخواہونکی گرمی آب انصاف سے سرد ہو غرض بموجب
حکم بادشاہ عالم پناہ آب گرم کا طشت وہین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اس رومال پر مال کو اس طشت
مین غرق کردو غرض اوس رومال پر مال کو آب گرم مین جو مستغرق کیا تو ایک لمحے کے بعد بادشاہ نے
اوسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا ظاہر ہوا کہ اوس طشت کے پانی پر چکناہٹ کے ترمرے یون نمایان ہوئے
جسطرح شب دیجور مین اختر فلک چمکتے ہین یہ واردات عجائبات بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرماکے اشہب تیز گام زبان کو
میدان عدالت مین یون جولان کیا کہ یہ روپے اس حلوائی تمنائی کی واقعی ہین کسواسطے کہ اسکے ہاتھہ کی چکنائی
جو روپے پیسون کو لگی تھی سو اس طشت کے آب گرم نے اب حباب آسا ظاہر کر دی اور اس دروغ گو نے آبرو
کو سب کے سامنے دریاے ندامت مین ڈبو دیا اگر اسکے روپے ہوتے تو چکناہٹ سے کیا علاقہ رکھتے
حق تو یون ہے کہ حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے **شعر** غرض بادشا نے باین قیل وقال +
کیا عقلمندی سے یہ انفصال + جو مجھہ سے ایسی کرے منصفی + تو کیونکر ہو خلق اوس سے خوشی +

حکایت ایک اخوند جولاہے کی لونڈی کو ورغلا کر اپنے گھر مین لے گیا اور جولاہے نے طلب کیا اخوند نے کہا یہ میری لونڈی ہے قاضی نے دانائی سے لونڈی کو جولاہے کے حوالے کیا

مالکان تحریر اور منشیان دلپذیر یہ حکایت دلنظیر صفحہ جریدہ پہ نوک قلم سے یون رقم کرتی ہین کہ ایک اخوند خود پسند

بے معنی لایعنی ایک جولاہی کی کنیز بے تمیز کو گر بحبت کا قاعدہ پڑھا کر مکتب پوشیدہ مین اوسی بابت کا سبق دینے لگا
لیکن اوس جاہل کو اپنی قابلیت اور قطع صورت کا مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتین زیبندہ ہین یا نہین الحاصل بعد چندروز
جولاہے جگر سوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بے تمیز محبت کا ناتا توڑ کر فلانی اخوند کے گھر مین عیش و عشرت کی تمہاری
پھیلائی بیٹھی ہے یہ حوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کرکے بعد بیقراری و سوگواری اوس اخوند ناقابل کے
قریب گیا اور رشتہ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑھا کر یون بہکیک کرنے لگا کہ ای معلم بے ایمان و اے تخم شیطان
تو بھی اپنے کام کا بہت خاصا اور بڑا گاڑھا ہے میری گلبدن تن زیب لونڈی کو بیٹھے بیٹھے کلام نافرجام سے
اوڑھا لایا تجھ پر غضب الٰہی نازل ہو ظالم شایستہ خانی مین ایسا گرفتار ہو کہ تیرے ہاتھ پاؤن کو جھولا مار جاے
کیونکہ مین اوسکے گلشن فراق مین شب کو شبنم کی طرح یون ہاتھ مل مل کے روتا ہون کہ اشکون سے سب بستر
تر اندام ہو جاتا ہے اور بے چینی سے کمخواب آتا ہے فی الحقیقت بقول شخصے **شعر** کروٹین لیتے ہی لیتے
صاف اوڑ جاتی ہے نیند جسکا دل دلبر مین ہووے اوسکو کب آتی ہے نیند + اے اخوند خود پسند
آج بہزار جاسوسی ایک خاکروب ڈوریے سے دریافت ہوا کہ میری عشرت کے تھان کا ریزہ تیرے مکان
کے صحن مین بچھا اپنے سر کے سرے صاف کر رہا ہے اسواسطے چاروناچار تھانے مین تیرے آیا ہون
کہ میری عرض کو اپنی خدمت فیض درجت مین پذیرا کرکے اوس کنیز باتمیز کو میرے ساتھ کر دے نہین تو یہ مسلم
سمجھ لینا کہ اسکا ثمر محمودی نہوگا یہ تقریر ناگزیر اوس جولاہے کی سنکر اخوند عقلمند کہنے لگا کہ اے بے معنی
لایعنی نمونہ شیطانی کیا واہی تباہی بکتا ہے وہ کنیز عزیز اس شخص کی زر خرید ہے تو کون ہے جو اسکا
خریدار نامنجار بیٹھا ہوا **اشعار** چل دور ہو سامنے سے میرے + شیطان چڑھا ہے سر پہ ترے +
اوترے گا نہین بغیر پیزار + معلوم ہوا مجھے بتکرار + الحاصل یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی مرد ریاضی کے
آگے رجوع ہوا اخوند خود پسند نے تو اپنا یہ اظہار کیا کہ یہ لونڈی میری زرخرید ہے اور جولاہے نے
بھی کہا کہ اے قاضی شرع شریف خدا تجکو اس مسند پیغمبری پر قائم و دائم رکھے انصاف سے اسکو صاف
تحقیق کر کہ یہ لونڈی میرے پاس ایک مدت مدید سے ہے اس اخوند نے چھینے کے قریب ہوا ہے
کہ وحشت کا مکتب دکھا کے اسکو عشق کا درس دیا ہے القصہ قاضی نے جو اوس کنیز بے تمیز
سے پوچھا کہ سچ کہ تو کسکی کنیز ناچیز ہے وہ لونڈی اخوند کی کنوڈی جواب دہ ہوئی کہ یہ گنہگار دلفگار
اس اخوند دولتمند کی لونڈی ہے یہ جولاہا جھک مارتا ہے جھوٹا دعوی کرتا ہے یہ اوسکی بات واہیات
سنکر قاضی مرد ریاضی خاموش ہو گیا اسکے بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناچیز کو قید خانے مین مقید رکھو دو چار
روز کے بعد احوال دریافت کرکے جسکی لونڈی ہوگی اوسے ملجاے گی غرض قاضی

نے دو تین روز کی مہلت بعجلت دیکر اخوند اور جولاہی کو طلب کرکے اوس لونڈی کو اپنے سامنے بلوالیا اور قلمدان دلستان آگے رکھکر اوس کنیز باتمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی لونڈی ہی اپنا اظہار اشتہار کرتا ہین اوسکو لکھکر تجویز بہائی کا حکم دون آخر جسوقت وہ کنیز بے تمیز اپنا احوال فی الحال نوک زبان بیان کرنے لگی قاضی نے باہستگی کہا ابھی رہ جا ایک ذرا اس دوات مین پانی ڈال لا تو تیرا احوال بیلال صفحۂ حریر پر تحریر کرون وہ کنیز باتمیز بصد خوشی دوات کو آب مین جو پانی ڈال لائی تو تمام دوات پر آب ہوگئی یہ ماجرائی عجیب قاضی خوش نصیب دیکھکر جولاہے سے کہنے لگا اے عزیز یہ کنیز تیری ہے اسکو اپنے گھر لے جا اور یہ اخوند دروغگو ہے اگر اسکی لونڈی ہوتی تو کیا اسکے قاعدے سے نا واقف ہوتی اسقدر دوات مین پانی کیون ڈال لاتی اور اخوند سے بصد غضب کہا کہ اے فیلسوف زمان و اے بیوقوف جہان تو نے پرائی لونڈی کو کیون اپنا زیر مشق بنایا تجھ منحرف کو روسیاہی کا نہ خطر تھا کہ ایک جولاہے شکستہ احوال جگر سگاف کو غبار خاطر کرکے گذار جہان مین زنج رہون گا واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان باایمان نہوتا تو تیرے ہاتھ قلم کروا ڈالتا اور بنہایت زجر زبر کرتا پھر تیری کچھ پیش نجاتی

ابیات غرض قاضی نے اوس اخوند کو خوب ✤ کیا انفرین ہمیشہ لوگون مین محجوب ✤ نکرنا گر بدی ایسی وہ بدذات ✤ تو کیون کہتا کوئی عیب اوسے بات ✤ ہمیشہ سے یہی دیکھا سنا ہے ✤ برائی کا نتیجہ بھی برا ہے ✤ ✤ ✤

چوتھا باب مصرع کہنے بادشاہون و گداؤن مین اور فی البدیہہ شاعرون سے کے مطلع کرنے مدح بادشاہون کے چھپے کہنے مین اور کبیشرون کے کبت کرنے مین

شاعران فصیح زبان اور کبیشران ملیح بیان اوراق گلہائی بوستان پر قلم شاخ نرگس حیران سے یون مرقوم کرتے ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی جس شاہزادے امیرزادے وزیرزادے کو خوبصورت نیک سیرت سنتے تو اوسکی نوکری جس طرح سے مین بہم پہونچی اوس فرقے مین ملازم ہوکر اوسکے جمال مہر مثال سے اپنی آنکھون کو روشن اور منور کرتے حسب اتفاق ایک شاہزادے خوش زادے کی نوکری شیخ موصوف کو سائیسون مین بہم پہونچی چنانچہ ایک روز شاہزادۂ عشرت اندوز نے یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع ✤ شنیدہ کے بود مانند دیدہ لیکن اسکا مصرع ثانی اوس یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی کی زلیخائے طبیعت مین نہ در آیا آخرکار جتنے شعرائے ذوی الاقتدار شاہزادۂ والا تبار کے ملازم تھے ہر ایک سے ارشاد بادل شاد کیا کہ اسکا مصرع دوسرا جو شاعر بہم پہونچائے گا اوسکو بجز دینا مین اپنا ہمردیف کرون گا اور اگر اوسکا مصرع ثانی تا ساتی کسی سے نہ بہم پہونچے گا تو باہیبت اوس سے اسطرح پیش آؤن گا کہ اوسکا قافیہ تنگ ہو جائے گا یہ مضمون زشت زبون سب شاعرون کو سنا کر شاہزادہ اب بھی بحر فکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے

بھی دریای تلاش مین خوب ڈوب ڈوب کر غواصی کی لیکن اوس مصرع کا دوسرا مصرع خاطر خواہ نہ بہم پوہنچا رفتہ رفتہ یہ ماجرا
حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی کے گوش ہوش تک پوہنچا مگر انکے گھوڑے کی سواری کی باری کچھ درازی رکھتی تھی آخر کار
حسب نفر کامگار کے گھوڑے کی چوکی سحر کی تھی شیخ موصوف اوسکے قریب جا کر بحالت غریب کہنے لگے اے عزیز با تمیز
صبح تیرے گھوڑے کی سواری بادبہاری مین تیز پا مثل صبا دوڑکر بجا لاؤن گا اور جو کچھ انعام و اکرام شاہزادہ
عالی مقام مجکو عنایت و کرامت کرے گا وہ سب بیرنج و تعب تیرے عناصر دست مین دون گا کہ تیرے عیال و
اطفال کے کام آوے یہ کلام نیک انجام وہ نفر بیخبر بہایت خوش ہو کر دلمین کہنے لگا ازین چہ بہتر یعنی محنت اور مشقت
تو یہ کرے گا اور زر نقد میرے ہاتھ آئیگا بقول شخصے **مثل** ملا ہین خانخانان اور اوڑہ ہین میان فہیم یہ خیال
مالامال وہ نفر بیخبر دل مین لاکر شیخ موصوف سے کہنے لگا کیا مضائقہ تیرا کلام معقول مین نے قبول بدل و جان
کیا الحاصل وقت سحر شیخ صاحب چوکی کا گھوڑا لیکر آستانۂ شاہی پہ حاضر ہوئے غرض شاہزادہ نیک نہاد
اوس اسپ باد رفتار پر ایکبار سوار ہو کر برائے سیر مرغزار ولالہ زار راہی ہوا اس عرصے مین ناگاہ اثنائے
راہ مین شاہزادے کو وہ مصرع جو یاد آیا تو سب شعرا اور رفقا سے یون حرف زن ہوا کہ کیون جی ہمارے
مصرع کا مصرعۂ ثانی کسی بانے سنے نہ بہم پوہنچایا عجب اتفاق ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا شیخ صاحب
مسموع کر کے دست بستہ عرض کرنے لگے خداوند نعمت غلام ناکام گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ وہ کونسا مصرع
تنہا ہے کہ جسکا مصرعۂ ثانی باسانی بہم نہین پوہنچتا ہے یہ بات واہیات گوش زد کر کے شاہزادے نے
جواب نہ دیا اسمین ایک امیر صاحب توقیر پر تقریر نے کہا پیر و مرشد برحق کیا مضائقہ یہ بھی بندۂ خدا ہے شاید
اسکا ناوک خیال نشانۂ مقصد پر بیٹھے تو اسکا کچھ عجب نہین بقول شخصے **شعر** گاہ باشد کہ کودک نادان *
بغلط بر ہدف زند تیرے * یہ سخن اوس دبیر کہن کا سنکر کہنے لگا اے نفر زبان آور میرے مصرع کا
اگر جواب باصواب تو دیگا تو مارے زیر بندون کے تیرا قافیہ تنگ کرون گا غرض بہزار ناز معشوقانہ
وہ یکتائے زمانہ شیخ صاحب کے روبرو یہ مصرعۂ موزون زبان پہ لایا **مصرع** شنیدہ کے بود مانند
دیدہ * اوسکے جواب مین شیخ موصوف نے توسن زبان کو میدان سخن مین جمکا کر اور شاہزادے
کیطرف ہاتھ بڑھا کر کہا اے یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی **شعر** ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ *
شنیدہ کے بود مانند دیدہ * یہ مصرعۂ موزون رشک شمشاد شاہزادۂ والا نژاد گوش زد کر کے مانند
غنچۂ گلشن سکوت مین چپ ہوگیا بعد تامل بسیار وہ غیرت گلزار بلبل زبان کو چمن تقریر مین چہچہہ زن
کر کے کہنے لگا اے عندلیب باغ سخندانی و اے بلبل گلشن معانی معلوم ہوتا ہے کہ تو سعدی
شیرازی ہے یہ کہکر بعد عجز و انکسار شیخ ذوی الاقتدار کو رہوار برق رفتار پہ

سوار کرکے وہ نونہال حدیقۂ خوبی وگل باغ محبوبی بصد خوشی و شگفتگی آگے روانہ ہوا **قطعہ** لیک محجوب اب کہان وہ لوگ ٭ قدر کرتے تھے جو سخندان کی ٭ اب یہ حالت ہے مردمان جہان ٭ بات سُنتے نہین غزلخوان کی ٭

نقل ہے کہ ایک شخص جگر افگار دل داغدار کسی شہریار والا تبار کی دختر رشک قمر پر عاشق زار اور مست و سرشار تھا بادشاہ عالیجاہ گیتی پناہ نے بمشورۂ وزرای عظام و ندمائے عالی مقام سے اوس جوان عاشق زار جگر افگار کو طلب فرماکے کہا اے عاشق جانباز و اے شائق تابان طنّاز اگر تو اوس شخص کی دختر رشک قمر پہ اسقدر مشغل کتان چاک گریبان ہے اور میدان عاشقی مین جوانمردی و دلاوری سے قدم مارا ہے تو تیری محبت صادق اور الفت عاشق ہمپر اسطرح خوب ثبوت ہو کہ جو تو فلانے مکان عالیشان کی بلندی سے کود کر جانبر ہے اور تیرے کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پونچے تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت سے بغلگیر بصد توقیر ہو جاے گی الغرض وہ عاشق شیدا یہ مژدۂ روح افزا سنکر اوس مکان عالیشان کی بلندی رشک چرخ برین سے کود الیکن یہ کہتا ہوا **قطعہ** جانان مرا بِبِین بیارید ٭ این مردہ تنم باو سپارید ٭ گر بوسہ زند برین لبانم ٭ یہ تیسرا مصرع غم افزا زبان سے ادا ہوتے ہی چوتھے مصرع کی کہنے کی باری نہ پونچی تھی کہ وہ عاشق زار جگر افگار اجل گرفتار یکبارزمین پر گرکے بستر فنا پر غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموع کرکے جوان کے لاشہ پاش پاش کے قریب تشریف فرما ہوئے تو باعجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع چوتھا سو دون کیا **مصرع** چون زندہ شوم عجب مدارید ٭ یہ قصۂ حیرت افزا اوس شہنشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پونچا کہ وہ کشتۂ تیغ محبت پہ دغا بلندی سے تابہ زمین یہ تین مصرعۂ حزین کہکے ہمردیف قفنا ہوا بستر فنا پر لیٹ گیا تھا **شعر** جانان مرا ببین بیارید ٭ این مردہ تنم باو سپارید ٭ گر بوسہ زند برین لبانم ٭ لیکن ایک فقیر روشن ضمیر محرم راز نہانی اوس کشتے کی زبانی یون کہتا ہے **مصرع** چون زندہ شوم عجب مدارید ٭ یہ کلام حیرت التیام سنکر بادشاہ جمجاہ نے حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا اور عندلیب زبان کو گلشن تقریر مین نعرہ زن کرکے کہا اے درویش خیر اندیش تو اوس جان دادہ دوبا فتادہ کی زبانی کہتا ہے اگر وہ میرے لب پر بوسہ دے عجب نہ کہو کہ زندہ ہون اوسکے جواب مین شیخ سعدی نے کہا اے بادشاہ عالم پناہ یہ کلام صدق نظام عاشق صادق کا ہے کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصے **مثل** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے ٭ اپنی دختر رشک قمر کو طلب کیجیے اور اس مردۂ بیجان کے لب سے وہ لعل لب ملوائیے غالب ہے کہ اوسکا کاسۂ زیست آب زندگانی سے لبالب ہو جاے یہ گفتگو دو بدو شیخ نیکخو کی گوش زد کرکے بادشاہ کہنے لگا اے فقیر روشن ضمیر اگر اس بات مین کچھ جھوٹ ہوگا تو واللہ باللہ تجکو بھی اسی کے برابر بستر فنا پر

سلائون گا یہ سخن دلشکن زبان پر لا کے بادشاہ نے اپنی دختر رشک قمر کو خلوت فرما کے وہان طلب کیا کہ جسجگا
وہ کشتۂ جفا بستر فنا پر پڑا تھا بزبان فصاحت پر بلاغت بیٹی سے کہا اے حسین ملیح و اے رشک مسیح اپنے
مردۂ بیجان اور کشتۂ ناوک مژگان کو باعجاز مسیحائی بصد رعنائی بوسہ لیکر دیکھ تو زندگی سے کیونکر سرخرو
ہوتا ہے الحاصل اوس پریزاد ستم ایجاد نے جونہین اوس مردۂ بیجان اور کشتۂ لب و دہان کے لب سے
اپنے لب کو چسپان کیا وہین وہ وابستۂ فنا کشتۂ جفا ایک چشم زدن مین اوٹھہ بیٹھا یہ تماشائے عجیب و
غریب بملاحظہ فرما کر اوس فقیر روشن ضمیر سے بادشاہ کہنے لگا اے عزیز باتمیز معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ تو
شیخ سعدی شیرازی ہے **مثنوی** کہکے اوس بادشاہ نے یہ بات ٭ اپنی بیٹی کا پھر پکڑ کر ہات ٭
شیخ سعدی کے ہاتھ مین دے کر ٭ کہا بہر خدا و پیغمبر ٭ اسکے عاشق کے ساتھ پڑھ کے نکاح ٭
کیجیے سرفراز ہے یہ صلاح ٭ الغرض بادشاہ نے مجبور ٭ عاشق زار کو کیا مسرور ٭ شیخ سعدی کو
پھر بصد اعزاز ٭ ہمدمون مین بنایا محرم راز ٭ **نقل** ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ایک شاہزادہ
خوش جمال مہر تمثال کے ملازمان کہ رو مین نوکر تھے اتفاقاً ایک روز فرحت اندوز وہ گل رعنا
خوش زیبا نونہال باغ خوبی نورستہ گلشن محبوبی اسپ باد رفتار پر سوار ایک گلزار پر بہار کی طرف ہو کر
گذرا الغرض گلگشت چمن مین اوس رشک شمشاد طبع آزاد نے ایک سرو سہی کو دیکھکر یہ مصرع
موزون کیا **مصرع** ع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر ٭ اوسکے جواب مین شیخ سعدی
شیرازی نے کہا اے نونہال حدیقۂ جہانبانی و اے گل گلستان کامرانی سے فی الحقیقت ہے
مصرع ع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر ٭ لیکن کیا عجب **مصرع ثانی** بر رکاب تو دود
گر بودش پائے دگر ٭ یہ مصرع بے بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سے یون کہنے لگا اے فخر
شاعران و اے رہبر کاملان معلوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے **ابیات** یہ کہکر شاہزادہ
فاش زین سے ٭ اوتر کر دست بستہ ہو یقین سے ٭ قدم مخدوم کے لیکر کہا یون ٭ چھپایا آپ نے تھا
آپکو کیون ٭ مرے سب خانمان کا فخر ہوتا ٭ جو حضرت آپکے مین پاؤن دہوتا ٭ غرض مجبور
اوس شہ نے تکرار ٭ کیا مخدوم کو گھوڑے پہ اسوار ٭ **نقل** ہے کہ ایک شاہزادی حور زادی خوشجمال
مہر تمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع تھی چنانچہ ایک روز وہ دل افروز برائے تفریح طبع اپنے
باغ رشک ارم مین قدم رنجہ فرما کر بصد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت سمن متصل خیابان
نظارہ کنان گل خندان تھی لیکن حضرت شیخ سعدی شیرازی اوس شاہزادی لالہ رو کا
شہرۂ حسن و جمال سنکر ایک نظر دیکھنے کا دل پر داغ رکھتے تھے المدعا اوس روز مخبران

صادق اور مخبران واثق سے معلوم ہوا کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور افسر لالہ رخان اپنے گلزار پر بہار مین رونق افزا ہے
یہ نوید سراسر امید مسموع کرکے حضرت شیخ سعدی نے قریب باغ آکر ہر چند اندرون باغ جانے کی تدبیر کی
لیکن کوئی راہ راست ہاتھ نہ آئی آخر کار ناچار ایک نابدان کی راہ سے شیخ صاحب سر نکال کے جو دیکھنے
لگے تو قضائے کار شاہزادی بغیرت گلزار کی آنکھ سے آنکھ دوچار ہو گئی وہین شاہزادی نے فی البدیہہ
یہ مصرع کہا **مصرع** زمین ترقید پیدا شد سر خر + اسکے جواب مین شیخ سعدی نے کہا **مصرع**
شنید آواز مادہ آمدہ نر + یہ مصرعہ برجستہ سنکر شاہزادی ماہرو نیک خو نے شیخ صاحب کو طلب
فرما کے بعد تعظیم و تکریم صدر نشین کیا **مثنوی** اور کہا خوش نصیب میرے تھے + مین نے
دیکھے قدم جو حضرت کے + تم سا صاحب کمال دنیا مین + تم سا شیرین مقال دنیا مین + ہوا ہے
نہووے گا پیدا + جانتے ہین تمام شاہ و گدا + سچ ہے مشہور شیخ سعدی کا + شاعرون مین ہے
مرتبہ اعلی + **نقل** ہے کہ ایک عزیز باتمیز موزون الطبع خوش لہجہ حسن پرست دل دو لخت سرشار محبت
ایسا تھا کہ بقول میر تقی **مثنوی** سر مین تھا شور شوق دل مین تھا + عشق ہی اوسکے آب و گل مین تھا +
عشق رکھتا تھا اوسکی چھاتی گرم + دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم + اہل اصل اوس شہر کے بادشاہ عالم پناہ
کے پسر رشک قمر پر وہ دل دادہ اغدار عاشق زار ہو گیا لیکن مرزا علی لطف کی بقول **شعر** مہر اوسپر کیونکہ ہوا اوس ماہ کو +
کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو + الغرض سعی بسیار اوس جگر افگار نے بناچاری خدمتگاری مین اوسکی نوکری بہم پہونچائی
نگہ برائے نظارہ اون ماہ پیکر وہ خستہ جگر آٹھ پہر حاضر رہنے لگا چنانچہ ایکروز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سے
بیدار ہو کر آئینہ ہاتھ مین لے کر اپنے حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ زلف پیچان
رشک سنبل بستان مر سے بل کھا کر میرے گوش ہوش سے سرگوشی کر رہی ہے یہ عالم زلف پر خم کا
ملاحظہ فرما کر یہ مصرع موزون کیا **مصرع** زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید + اسکے بعد ہر چند اوس
شاہزادہ خود پسند نے بغور خوض کیا لیکن مصرعہ ثانی روکش نقش مانی آئینۂ طبیعت مین جلوہ گر
نہوا آخر کار ہر ایک انیس جلیس سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع برجستہ بہم پہونچاؤ لیکن کسی کی خیال
کے خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار دلفگار دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت
کونسا مصرع ہے کہ جسکا مصرعہ ثانی باسانی بہم نہین پہونچ سکتا ہے اوس شاہزادہ والا تبار
عالی مقدار نے کاکل معشوقہ سخن کو شانہ کاری زبان جادو طراز سے آراستہ کرکے کہا اسے
خدمتگار دل افگار **مصرع** زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید + یہ مصرع گوش زد کرکے
وہ تیرہ بخت سیہ رخت کہنے لگا کہ اے نیر حشمت و اقبال والے ماہ رفعت و اجلال سچ تو یون ہے

مصرعہ ثانی موبمو حال پریشانی من میگوید + **نظم** یہ مصرع شاہزادہ شگفتی الحال + لگا کہنے ہے میرا یہ اقبال + کہ ایسا بے بہا اور رنگ آ ساس + رہے یون روز و شب حاضر مرے پاس + تو بس معلوم ہوتا ہے کہ میرا + یہ جان و دل سے ہے مفتون و شیدا + غرض **مہجور** شہزادے نے اوسکو + رکھا اپنی رفاقت مین خوشی ہو **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ کے محل خاص کی سرد فتر لالہ رویان اور افسر گلرخان غسل فرماکے برہنہ ایک چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی کہ یکایک بادشاہ عالیجاہ جو اندرون محل درآمد ہوئے تو بیساختہ اوس پری بے نقاب پر حجاب سی چشم دوچار ہوگئی لیکن خواصان خاص نے جونہین بادشاہ عالم پناہ کو محل مین درآمد ہوتے دیکھا اوسی سفید کھیس اوس مہ جبین لعبت چین پر سراسر ڈال دیا اوسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنی ماہ تابان مہر درخشان کو ہلکے ابر مین پنہان دیکھکر یہ مصرع برجستہ کہا **مصرع** آن پری در پردہ شد محو تماشائیم ہنوز + اس مصرعہ پرحیرت آمادہ حسرت کو پڑہتا ہوا وہ بادشاہ محلسرا دلکشا سے برآمد ہوا اور شاعران قدیم اور مصاحبان صمیم سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع جلد ہم پہونچاؤ الحاصل سب شاعرون نے منتقب خیال سے گوہر ہاے سخن کو سوراخ کرکے رشتۂ الفاظ مین پرویا لیکن مصراع اول کے تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سے کوئی منسلک ہوا تب تو بادشاہ عالیجاہ نے بادل شاد ارشاد کیا کہ کوئی اور بھی شاعر ہمارے شہر آباد مینو سواد مین ایسا ہے جو ہمارے مصرع سے اپنا مصرع چسپان کردے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر ایک ندیم قدیم کہنے لگا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت ایک شاگرد ناصر علی نہایت موزون طبع ہے اگر وہ وحشی رشک انوری حضور پرنور مین حاضر ہو تو البتہ آپکے مصرعہ حیرت افزا کا مطلع بہ از مطلع آفتاب جہانتاب ہوجائے یہ سخن حیرت افگن بادشاہ عالیجاہ نے استماع فرماکے کہا کہ اوس شاگرد یگانہ استاد زمانہ کو بارگاہ شاہی مین طلب کرو اوس ندیم قدیم نے جواب دیا پیرو مرشد برحق اوسکا حضور پرنور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہے کیونکہ اسکی ایک جہت ہے اول تو وہ کسی اعلی ادنی کے گھر مین نہین جاتا اور اگر کہین رونق افزاے بزم ہوتا ہے تو اسطرح کہ ایک کشمیری بچے پر وہ ملک الشعرا فریفتہ اور شیدا ہے جو اوس کشمیری کو کوئی براے رقص اپنی محفل مین طلب کرتا ہے تو وہ بھی پروانہ وار اوس شمع رو کے ساتھہ جاکر صاحب خانہ کے پاس بیٹھتا ہے اسمین کوئی کیون نہو خداوند نعمت وہ سودائی وراہی حضور پرنور کے قابل نہین ہے یہ سخن دلشکن بادشاہ عالیجاہ سنکر فرمانے لگے کیا مضائقہ اوس کشمیری بچے کو طلب کرو بقول شخصے **مثل** ہم فعل و ہم تماشا یعنی ناچ کا ناچ دیکھین گے اور مطلب کا مطلب حاصل ہوگا وہ مثل ہے ایک پنتھہ دو کاج الحاصل بادشاہ عالیجاہ نے اوس کشمیری بچے کو براے رقص محفل شاہی مین طلب فرمایا جونہین وہ کشمیری غیرت پری بزم رشک پرستان مین حاضر ہو

برای رقص گھنگرو باندھکر مع سازندہای خوش نوا کھڑا ہوا وہین وہ شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکلکر بادشاہ عالیجاہ کے
قریب جا بیٹھا اور شان کبریائی کا تماشائی ہوا لیکن بادشاہ عالم پناہ سے سلام علیک تک بھی نکی وہ
بادشاہ جمجاہ اوسکی حرکات واہیات کا مانع ہوا ایک گھڑی کی بعد بادشاہ گیتی پناہ نے وزیر صائب تدبیر سے کہا
کہ ہمارا مصرع اوسکے روبرو پڑھکے جواب طلب کرو الغرض وزیر صاحب توقیر نے مکرر سہ کرر بادشاہ کا مصرع اوس محبوب
جانان کے روبرو پڑھا لیکن وہ پر حیرت ایسا عالم محویت مین تھا کہ مطلق جواب دہ ہوا آخرکار خود بادشاہ نامدار نے
اوس خود غلط کا بازو ہلا کر کہا کہ میرے مصرع کا جواب باصواب دیکر سرفراز کیجیے غرض وہ حیرت زدہ کسی طرح جواب دہ
ہوا اتفاقاً اس عرصے مین اوس کشمیری بچے کے پاؤن کا گھنگرو رقص کرنے مین جو ٹوٹ گیا تو وہ قدرشناس
پاس آداب شاہی سے سازندون کے پیچھے گھنگرو باندھنے کو بیٹھ گیا اوسوقت اوس وحشی نے اپنے پری رو
دلجو کو نظر سے پنہان دیکھکر بادشاہ عالیجاہ سے کہا کہ تمھارا مصرعہ بے تہا کیا خوب دل مرغوب ہے **مصرع**
آن پری در پردہ شد محو تماشا یم ہنوز ✤ لیکن اوسکا جواب حسب حال اے شاہ فرخندہ فال یون ہے ✤
مصرع رفتہ ام از خویشتن چندانکہ می آیم ہنوز ✤ **اشعار** سنا شہ نے برجستہ مصرع جو یہ ✤ لگا کہنے
باصد خوشی تب تو یہ ✤ جو مصرع مرے دلکو مرغوب تھا ✤ وہی آپنے فی البدیہہ کہا ✤ غرض شہ نے اوس
شعر گو کو وقار ✤ دیا شاعرون مین بصد افتخار ✤ سخندان سخنگو کے مجبور سب ✤ کرین قدر کیونکر نہ یون روز و
شب ✤ بقول میر حسن **شعر** سخن کے طلبگار ہین عقلمند ✤ سخن سے ہے نام نکویان بلند ✤

نقل ہے کہ شاہ جہان بادشاہ گیتی پناہ کسی حور محل بے بدل مین چوری سے استراحت فرما ہوئے تھے وقت
سحر وہ شاہ خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا دو چار گھڑی کے بعد کمند اشتیاق سے حور محل نے پھر بادشاہ
عالیجاہ کو اپنی طرف کھینچا قضائے کار وہ بیگم بے نجم دام شب کے سر دہین اس شکل سے بیٹھی تھی **مثنوی** کہ
بکھرے پہ تھی زلف بکھری ہوئی ✤ اور کرتی کچھ اوپر کو اوٹھی ہوئی ✤ دوپٹا بھی سر پرسے سرکا ہوا ✤ نزاکت سے
مونڈھے کے نیچے پڑا ✤ اور انکھین خماری وہ نرگس سی آہ ✤ کسی کی ہر اک سمت تکتی نگہ تھین راہ ✤ کہ یکایک
شاہجہان شہنشاہ زمان سامنے سے جلوہ دار اور آشکار ہوئے اور باہم دونون کی آنکھین جو دو چار ہوگئین
تو وہ آئینہ رو بادشاہ نیکخو کو دیکھکر بحالت ششدر انگشت حیرت دانتون مین رکھکر مثل تصویر دیگر
عالم سکوت مین آگئی شاہجہان اوس زمان وہ انگشت حیرت بدندان دیکھکر یہ نیم مصرع برجستہ
فرماتے ہوئے محل سے برآمد ہوئے **مصرعہ نصف** ✤ نیمے درون نیمے برون ✤ الحاصل بادشاہ عالم پناہ نے
ہر ایک شاعر قدیم اور مصاحب عمیم سے کہا کہ اس نیم مصرع کا سارا مصرع ہو جائے تو بہتر ہے غرض ہر ایک نے
بقدر حوصلہ میدان شاعری مین قدم مارا لیکن کسیکا مصرع اوسکے ہمردیف نہوا آخرش

ناصر علی رشک انوری کو جو بادشاہ نے طلب فرمایا تو وہ فخر شاعران اور رہبر کاملان بادشاہ عالی مقام کا کلام سنکر
کہنے لگا اے بادشاہ جمجاہ تیرے سوال کا یہ جواب باصواب ہے **شعر** از ہیبت شاہ جہان لرزد زمین و آسمان ✤
انگشت حیرت در دہان نیمے درون نیمے برون ✤ **نظم** سنکے یہ شعر بادشہ نے کہا ✤ آفرین باد تجکو مرد خدا ✤
لگے ناصر علی سکے اے مہجور ✤ سب پہ روشن ہے کیا کرون مذکور ✤ **نقل ہے** کہ ایک پریزاد ستم ایجاد
جادو نگاہ فسون ساز سحر طراز صدف چشم کو کحل الجواہر سے چشم بد دور آلودہ کر رہی تھی لیکن سرمے کی تیزی سے
اشک گہربار چشم ابدار سے کچھ سیاہی آلودہ کرتی تھی اس ضمن مین بادشاہ عالم پناہ جو محل بے بدل مین در آمد
ہوئے تو یہ عالم افسوس بادشاہ بیگم کا دیکھکر یہ مصرع برجستہ موزون کیا **مصرع** در ابلق کسی کم دید موجود ✤
اور اس مصرع کو پڑھتے ہوئے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکے شاعرون سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع
جلد بہم پہونچاؤ ہر چند ہر ایک شناور دریاے معانی نے بحر تفکر مین غواصی کی لیکن در مطلب کسی کے صدف
مین نہ آیا آخر کار ایکبار ناصر علی باوقار کو بادشاہ نے طلب فرماکے بادل شاد ارشاد کیا اے ناصر علی استاد
فن شاعری یہ مصرع تنہا مطلع مثل مطلع آفتاب درخشان چاہتا ہے ناصر علی رشک انوری نے کہا اے مہر
سپہر کرامت و اے نیر آسمان حشمت وہ کونسا مصرع ہے کہ جسکا مصرعۂ ثانی بآسانی ہمین بہم پہونچتا ہے بادشاہ
جمجاہ نے فرمایا اے ناصر علی رشک انوری **مصرع** در ابلق کسی کم دید موجود ✤ اسکے جواب مین ناصر علی نے کہا
خداوند نعمت فی الحقیقت مگر مصرعۂ ثانی **مصرع** بغیر از اشک چشم سرمہ آلود ✤ **نظم** غرض وہ
شاہ مصرع سنکے مہجور ✤ ہوا دل مین نہایت اپنے مسرور ✤ لگا یہ بات کہنے ہر کسی سے ✤ العبد
فرحت دلی اور منصفی سے ✤ بہر پاے سخن کتنا روا ہے ✤ یہ مصرع سلک گوہر سے بڑا ہے ✤
نقل ہے کہ شاہجہان بادشاہ کا دُر دندان بوسہ و کنار مین ایک لالہ رو کے لب لعلگون پر جو لگ گیا
تو وہ رشک گلستان مثل گل خندان ہوئی اوسوقت بادشاہ جمجاہ کی زبان مبارک سے یہ مصرع سرزد
ہوا **مصرع** از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را ✤ یہ مصرع پڑھتے پڑھتے بادشاہ عالیجاہ
دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئے اور اس مصرع کا جواب باصواب ہر ایک سے طلب کیا مگر
ایک شاعر شاگرد ناصر علی موزون طبع رنگین وضع بلبل زبان کو گلشن نطق مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا
اے خداوند نعمت فی الحقیقت **مصرع** از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را ✤ لیکن مشہور او
معروف ہے **مصرع** قیمت آرے بیشتر باشد عقیق کندہ را ✤ **نظم** سنکے مصرع یہ بادشہ نے کہا ✤
آفرین باد تجکو مرد خدا ✤ کیون نہ بازار شاعری مین تری ✤ ہووے قیمت در سخن کی بڑی ✤ الغرض وہ شہ
سنکے اے مہجور ✤ ہوا اوسکو دولت سے گویا معمور ✤ **نقل ہے** کہ زیب النسا حور لقا نے ایک روز کسی

غنچہ لب خیال مین شگفتگی خاطر سے یہ مصرع رشک شمشاد موزون کیا مصرع ع از ہم نمیشود ز حلاوت جدا لبم ✤ لیکن اس مصرع کا مصرعہ ثانی با معانی گلشن خیال مین کسی روش نہ سرسبز ہوا آخر کار ناچار زیب النسا نے لفافۂ ایک صفحۂ رنگین و قرطاس نگارین پر بخط گلزار وہ مصرع رشک بہار لکھکر ناصر علی رشک انوری کے قریب بھیجا اور اسکے جواب مین ناصر علی رونق باغ شاعری نے قلم شاخ نرگس سی بخط ریحان اوس کاغذ زر افشان پر یہ مصرع رقم کرکے زیب النسا کے پاس بلا دسواس بھیجدیا مصرع ع گویا رسید بر لب زیب النسا لبم ✤ اس مصرعۂ مزرعۂ خشم کو زیب النسا ملاحظہ فرما کر جز طیش پر پوٹ کر پیچ و تاب کھانے لگی اور یہ شعر بران مثل تیغ عریان بنوک قلم رقم کرکے ناصر علی کو بھیجا شعر ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ✤ ورنہ بذوالفقار علی سر برید مست ✤ نظم ایک شاعر جو ہین سوا مجبور ✤ نہین ڈرتے کسی سے تا مقدور ✤ اونکے میدان شاعری مین زبان ✤ اکرتی ہے کار سیف کا ہر آن ✤

نقل ہے کہ سلمان فخر شاعران زمان فصل جوش بہار مین مع فضلا و شعرا برای تفریح طبع ایک جلوۂ روان کے کنارے لجۂ شیرین مین غوطہ زن تھا اتفاقاً ناصر بخاری درویش مشرب مائل سیاحت اوس مجمع شعرا مین زینت بخش ہوا سلمان اوس آن برطب اللسان یون گویا ہوا کہ اے عزیز با تمیز تو کون بشر بخطر ہے ناصر علی بخاری ایکبارگی طوطی زبان کو میان گلشن بیان یون نطق مین لایا کہ یہ فقیر تن حقیر باغ جہان مین نخلستان شاعری کی باغبانی کرتا ہے یہ کلام سلمان شیرین کام سنکر کہنے لگا اے عزیز با تمیز فی البدیہہ بھی شعر کہنے کی طاقت رکھتا ہے اوسنے جواب دیا البتہ سلمان صاحب ایمان نے فی البدیہہ یہ مصرع موزون کیا مصرع سیل ہا امسال رفتارے عجب مستانہ ایست ✤ ناصر بخاری کہنے لگا سچ ہے لیکن مصرع پاے در زنجیر و کف بر لب مگر دیوانہ ایست ✤ یہ مصرع برجستہ ناصر بخاری سے سنکر تمام شعرا اور فضلا گرداب حیرت مین مستغرق ہوئے اور سلمان خندان خندان اوٹھکر بغلگیر ہوا قطعہ کیون نہ شاعر کی قدردانی مجبور ✤ شاعران زمان کو ہو منظور ✤ سچ تو یہ ہے نہ گو کوئی مانے ✤ قدر جوہر کی جوہری جانے ✤

نقل ہے کہ ایک روز شیخ علی حزین بصد تمکین اپنے گلستان دلستان مین تن تنہا گلہاے مضمون گلشن خیال سے چن چن کر برجستہ غزل کا گلدستہ بیٹھے بنا رہے تھے لیکن دربانون اور پاسبانون کو حکم تھا کہ اسوقت کوئی ہمارے پاس بلا وسواس نہ آنے پاوے قضاے کار ایک شخص زبان طرار اوس گلزار پر بہار مین جانے کو طیار ہوا مگر چوکیدارون کے مانع ہونے سے وہ عزیز با تمیز دروازے کی راہ چھوڑکر بہر روش ایک نامدان کی راہ سے مثل آب روان اوس جا پہونچا کہ جسجا شیخ موصوف مصروف سیر گلہاے مضامین تھے اس عزیز با تمیز کو خار سمجھکر شیخ نے بزبان فصاحت پر بلاغت فرمایا مصرع ع درین بزم رہ نیست بیگانہ را ✤ وہ عزیز با تمیز اس مصرع کو گوش زد

فرمانے لگے جو سید باقی فتیلۂ زبان کو محفل سخن مین روشن کرکے کہنے لگا کہ اے چراغ خاندان شرافت
واے شمع شبستان نجابت سچ ہے مصرع درین بزم رونقیست بیگانہ را + لیکن یہ فی الحقیقت ہے
مصرعۂ ثانی کہ پروانگی داد پروانہ را + نظم سنکے یہ مصرع شیخ جی نے وہین + اسکو اعزاز سے
بٹھایا قرین + سچ ہے مجبور ہر سخندان کی + قدر کیونکر کرین نہ دل سے سبھی + نقل ہے
کہ شیخ علی حزین بعد تمکین مع ہمنشین اپنی محفل عالی منزل مین رونق بخش تھے جسوقت کہ شب بو العجب
دو پہر کے قریب گئی یکایک شیخ موصوف نے بزبان فصیح بہ طبع یہ ارشاد کیا مصرع از شب
چہ قدر رسیدہ باشد + اسمین ایک شاگرد رشید صاحب فہمید نے جواب دیا مصرعۂ ثانی
زلفش بکمر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید کا سنکر شیخ موصوف نہایت محظوظ
ہوئے مثنوی برجستہ سخن کہے جو مجبور + ذی عقل نہووے کیون وہ مشہور + یہ
رسم ہے جو کہ ہین سخن سنج + دولت سے سخن کے ہین وہ بیرنج + نقل ہے کہ ایک امیر
صاحب توقیر کہ جسکا نام نیک انجام زبان پر لانا مناسب حال نہین ہے وہ امیر صاحب توقیر شیخ
علی حزین عزلت گزین کی ملاقات کیواسطے جو مکان دلستان مین تشریف فرما ہونے لگا تو شیخ
موصوف کا ایک چوبدار نابکار گویا ہوا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت آپکے ورود آمد ہونے کی اس غلام
ناکام کو خبر کرنی شرط ہے غرض وہ امیر اوسکے سخن کا شنوا نہوا مگر تنگدل خاطر شیخ صاحب کے قریب جا بیٹھکر
یہ مصرع زبان پر لایا مصرع در درویش را دربان نباید + اوسکے جواب مین شیخ جی نے بزمی زبان
فرمایا مصرعۂ ثانی بباید تا سگ دنیا نیاید + اشعار سنکے مجبور یہ جواب حقیر + شرمگین و ملین
ہوگیا وہ امیر + کیون نہ وہ شخص دل مین ہووے خفیف + گوشزد یہ سخن ہو جسکے کثیف +
نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار رشک بہار مین سیر کنان تھا کہ ایکبار لالۂ
داغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرع رشک شمشاد زبان پر گذرا مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد +
اسمین امیر خسرو نیک خو نے عندلیب زبان کو قفس سکوت سے پرواز دے کر گلشن تقریر مین
مقرر کیا اسے گل حدیقۂ جاودانی واے سرو باغ کامرانی فی الحقیقت مصرع لالہ در سینہ داغ
چون دارد + لیکن جواب مصرعۂ ثانی عمر کوتاہ و غم فزون دارد + نظم سنکے خسرو سے مصرع
اے مجبور + دل مین اکبر ہوا بہت مسرور + جو سخندان ہین وہ سخنگو کی + قدر کرتے ہین
سنکے بات بڑی + نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشۂ مضامین
سے نکالکر ساغر موزون مین بہر کے یہ مصرعہ پر کیفیت کہا مصرع ساغر نیمہ ولبریز ندید ست کسی +

اور اونکا مصرعۂ ثانی بامعانی بادشاہ نے ہر ایک سے طلب کیا اپنی بقدر حوصلہ سب نے میدان شاعری مین توسن طبع کو
چمکایا مگر کسی شخص کا اشہب خیال کوے سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے نہایت خفا ہوکر اپنے
ملازم افسر شعرا سے یون کہا کہ اگر اس مصرع کا مصرعۂ ثانی بامعنی صبح تک نہ ہم تک پہنچاوے گا تو واللہ باللہ تجھکو
مردار کو وقت شام دار پر کھینچون گا الغرض اوس شاعر بے بدل سے کوئی مصرع برجستہ سرزد نہوا آخر کار
اوس شاہ نامدار عالی مقدار نے اپنے سامنے اوس شاعر خستہ جگر کو دار پر کھینچا اوس حالت پر ملالت مین
اوس ہمنجان کا ساغر دہان شراب سخن سے جو لبریز ہوا تو یکایک یہ مصرع برجستہ زبان پر لایا **شعر**
نیم جانیکہ بلب بود رسید بدست لبب + ساغر نیمہ و لبریز ندید دست کسی + یہ مصرع برجستہ استماع فرماکر بادشاہ
عالیجاہ نے اوسکی جانبخشی کی **مثنوی** سچ ہے مجبور جو سخندان ہین + قدردان شعر کے وہ ہر آن
ہیچ + اور جنکو نہین ہے اسمین دخل + اپنے نزدیک ہین وہی بے عقل + **نقل ہے**
ایک روز بوقت نصف النہار کے قریب نواب عمدۃ الملک نے خانہ باغ کی روش پر گلشن اختلاط مین چاہا کہ گنا بیگم
غنچہ دہن کے چمن نہانی کو آب پاشی عشرت سے سیراب کیجیے اسمین اوس گل زیبا اور سرو رعنا نے
بعد شگفتگی خاطر نواب موصوف سے کہا آپ خیابان خلوت مین رونق افزا ہوجیے مین بھی استنجے کی
حاجت سے فارغ ہوکر حاضر ہوتی ہون غرض نواب موصوف اوس پریرخسار کے کہے سے پلنگ
غیرت گلزار پر غلطیدہ ہوکر یکایک چشم انتظار پر خمار مین غنودگی سے نیمخوابی مین آگئی اس عرصے مین
گنا بیگم نے جو آکر در کا پردہ اوٹھایا تو نواب موصوف کی نیمخوابی کا پردہ فاش ہوگیا یکایک پردے کو
ہاتھ سے چھوڑکر وہ پرحجاب جو تھی پیچھے کو ہٹی کہ ایکبار نواب نامدار کی آہٹ سے جھٹ آنکھ بیدار
ہوگئی اوسوقت یہ مصرع بیساختہ سرزد ہوا **مصرع** آکر ہماری خاک پہ کیا یار کر چلے + وہین گنا بیگم نے
جواب دیا **مصرع** خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے + یہ مصرع برجستہ گنا بیگم نے پڑھ کے
بعد عشوہ گری بناز پری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم عیش و عشرت سے
گل آرزو کو شگفتہ کیا **مثنوی** کیون نہ مجبور وہ خوشا اوقات + گل تر کیطرح ہین
دن رات + جنکو اللہ نے میان جان + نعمتین سو طرح کی دین ہر آن + **نقلہای کشمیریان**
نقل ہے کہ سابق مین راجہ مہاراجون کی بیٹیان رانی زادیان بادشاہ اولوالعزم ذوی الاکرام کو دو بڑے
کے طرق پر آتی تھین اور اونھین کی اولاد مین سے شاہزادے جو زادے تخت سلطنت پر جلوس
فرماتے تھے چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نوبہار جوانی بقول میر حسن **شعر** برس پندرہ
یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اکبر بادشاہ جمجاہ کی محلسرا

دلکشا مین رونق بخش ہوے اکثر بادشاہ خود طلب نے اوس نورستۂ باغ نوجوانی گلدستۂ حدیقۂ کامرانی کا غنچۂ
امید نسیم عشرت سے شگفتہ کرنے کو ارادہ کیا لیکن وہ نونہال گلشن خوبی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو
خار سمجھکر خیابان آغوش بادشاہ سے مثل صبا جو ہوا ہوئی تو بادشاہ جمجاہ نے دوڑکر اوسکا ساعد غیرت شاخ
گل اپنے پنجۂ رشک مرجان مین پکڑا الحاصل اون دونون کی کشاکش سے رانی رانی جہارانی کے لہنگے کا
گرہ بند ٹوٹ گیا وہین اوس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نے اپنے دونون ہاتھ ہیہات اوسواسطے
شمع سونان پر رکھدیے تاکہ چراغ بے ستری صباے تیرگی سے گل ہوجاے یہ تماشاے حیرت افزا
اوس ماہ دل افروز رشک بہار نوروز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سپند آسا تڑپ کر یون کہنے لگا
چھپچھہ کہہ کارن سندر ہاتھ جری ✤ غرض یہ چھپچھہ کہتے ہوے بادشاہ عالم پناہ محل سے دیوان خاص
مین برآمد ہوے اور کبیشر زبان آور کو طلب فرمایا چنانچہ اوسوقت ایک کبیشر خوش منظر چوکی خانے مین
حاضر تھا حسب الارشاد حضور پر نور وہ دست بستہ حاضر ہوا اکبر بادشاہ نے فرمایا اے کبیشر نیک منظر اس ارتھہ کا
کبت پر مضمون موزون کردے یعنی چھپچھہ کہہ کارن سندر ہاتھ جرے ✤ یہ چھپچھہ وہ کبیشر زبان آور سنکر کہنے لگا
دوہرا کدہی نہ کاگج ہاتھ لیون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ ✤ سداسرستی واہنی حکم سے بھگوان کے
سنگ ✤ اے بادشاہ عالم پناہ اس ارتھہ کا یہ کبت ہے **کبت** نئی ابلا رس بھید نجانت سیج گئی جیہ
پاہنے ڈری ✤ رس بات کہی جب چونک چلی تب ڈھلے سے گنتھ نے بانھ دھری ✤ ان دونون کے
جھکجھورن مین گنتھ ناب بنیر ٹوٹ پڑی ✤ کردیک کا من جہانپ لیوتھہ کارن سندر ہاتھ جری ✤
یہ کبت حسب حال اوس کبیشر صدق مقال کا سنکر بادشاہ اکبر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر
کہنے لگا اس کبیشر گیدی خر نے یہ کبت ایسا حسب حال فی الحال کہا گویا یہ خناس میرے پاس کہڑا تہا
نظم مقید کرو اسکو زندان مین اب ✤ مین ہون غوطہ زن بحر طوفان مین اب ✤ غرض اوس
کبیشر پر غصہ کیا ✤ اوسیوقت زندان مین بھجوادیا ✤ وہین اک کبیشر نے یہ عرض کی ✤ خداوند ہم سے
نہوگا کبھی ✤ کہ شاہون کے محلون مین بے خوف و غم ✤ پھرین چوری چوری سے اسطرح ہم ✤
یہ گفتگو دو بدو دوسرے کبیشر کی سنکر بادشاہ نے خاصبرداران خاص سے کہا کہ اسکو جلد مقید کرو ہم اور
چھپچھہ بنالاتے ہین دیکھین تو یہ اسکا جواب باصواب کیونکر دیتا ہے یہ کہکر بادشاہ شہنشاہ محل کے
اندر درآمد ہوے بعد الفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالمتاب لب دریا جہروکون مین جو آکے
زینت بخش ہوے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت خوبصورت مہ پارہ غضب کو اپنے شوہر رشک قمر کے
ساتھہ ہم بستر ہوکر وقت سحر بے خوف و خطر براے اشنان بعد سامان دریاے جمن مین

نازل ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون اوس مہ جبین کے پانی میں پیرنے مین یہ بدنکی چمک تا فلک تھی جسطرح آب صاف مین ماہ تابان اور مہر درخشان کی پرچھائین دیکھتے ہین اور یکایک وہ پری فن غوطہ زن ہو کر جو پانی پر ابھری تو اوسکے بال وبال عارض ہو کر تمام مُنہ پر آرہے اوس مہ جبین لعبت چین نے جو دونون ہاتھون سے اون بالون کو اودہر اودہر پریشان کیا تو اوسکے مکھڑے کا اون بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونے لگا کہ جسطرح آفتاب جہانتاب کوہ پرشکوہ کے درمیان نکلتا ہے یہ عالم وہ شاہ نیر سپہر اعظم دیکھکر یہ سخن زبان پر لایا چھچھہ نکسورب چھوڑ پہاڑ کی تائین + الحاصل بادشاہ عالم پناہ یہ چھچھہ کہتے ہوئے محل سے باہر آئے اور دوسرے کبیشر فحبوس دل مایوس کو بلوا کر فرمایا اے کبیشر بنگ اختر اس چھچھہ کا کیا کبت کہتا ہے جلد بیان کر چھچھہ نکسورب چھوڑ پہاڑ کی تائین + اس ارتھہ کا جو عالم مینے دیکھا ہے اگر ویسا ہی نکلے گا تو تجکو ہاتھہ پاؤن باندہ کے دریاے سیاست مین ڈبوا دونگا یہ سخن دشکن بادشاہ کا سنکر وہ کبیشر اپنے دیوتاؤن کو مناکر کہنے لگا اے خداوند نعمت سپہر کرامت اسکا یہ مطلب ہے کبت رات ہمین رس کیل کیو آلی بھور بھیو اوٹھہ منجن دہائین + نیر کے جھیر مین دیکھہ ڈبی جمنا جل مین ہے جیسے چندر کی چھائین + لے بنکی جل سے اوبھری اوٹھین الکین نکھہ اوپر آئین + ووکر کیس سنوار لیو نکسورب چھوڑ پہاڑ کی تائین + یہ کبت پر حیرت سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریاے تحیر مین مستغرق ہو کر کہنے لگا یہ کبیشر جادوگر ہین سحر کے زور سے انکا ہمزاد ہمارے ساتھہ ساتھہ رہتا ہے کیونکہ جو عالم صبحدم مین نے تن تنہا لب دریا دیکھا تھا وہی نقشہ ہو بہو میرے روبرو اوسنے زبان قلم سے قرطاس بیان پر کھینچکر دکھا دیا **شعر** بھلا کیونکہ نہ میری عقل ہو دنگ + بیان غیب کرنے لگے ہین یہ ڈہنگ + یہ گفتگو عربدہ جو اکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سنکر کب گنگ کبیشر بنگ مخفی کہنے لگا خداوند نعمت ہم لوگون کی کیا قدرت اور جرات ہے کہ زور جادو سے نمکحرامی کرین ہم لوگون کو سرستی کا بل بر محل البتہ ہوتا ہے یہ بات واہیات کب گنگ خوش آہنگ کی سنکر بادشاہ چوکیدارون سے فرمانے لگے اس کب گنگ بے ننگ کو تم سب ہاتھہ پاؤن جکڑ کے پکڑے رہو ہم محل سے بدل مین جاتے ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہے الحاصل بادشاہ جمجاہ محل کے اندر رونق افزا ہوئے وہان ایک حور لقا ماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کر کے عطر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام دلارام کیطرف چلی تھی کہ بادشاہ جمجاہ کا مشام کام دیو پورے سہاگ سے معطر ہوا تو اوس نازنین مشکبو کا دست سیمین بغل مین دابکر کوٹھی کی طرف مراجعت فرما ہوئے لیکن تیسرے زینے پر قدم جو دینے پڑا تو یکایک اوس پری رخسار رشک بہار کے ساعد سیمین کا کنگن طلائی ڈہیلے پن سے

بادشاہ کی بغل مین رہ گیا اور وہ نازنین مہ جبین زمین پر گر پڑی اور وہ کنگن رشک چمن بادشاہ کی بغل سے جدا ہو کر اوس نازنین کی فرقت مین ہر ایک زینے سے سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجب آواز خوش انداز پیدا ہوئی کہ جسپر بادشاہ جمجاہ کو یہ ارتھ سوجھا چھمچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + اس چھمچھہ کو کہتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ محل سے برآمد ہوئے اور کب گنگ سے فرمایا کہ اے کب گنگ خوش نگ اس ارتھہ کا کیا کبت ہے چھمچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر کب گنگ نے اپنی سرستی کو پہلے یاد کرکے جواب دیا حذاوندنعمت یہ کبت یون ہے کبت انگم سار سوگند لگاوت باس سو ہین چھوندلیس کو جھکو + آلی کرسنگار اٹا کو چلین منہ دیکھیت لالن کو لکھکو + کنگن ایک گرو جو کرسون سیڑھن سیڑھن بھری وہ بھکو + کب گنگ کہین یہ سبد سنو ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + دیں کبت پر حیرت کے سنتے ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلوئے عقل سے ٹوٹکر گر پڑا اور ہوش کی چودانی گوش دماغ سے پرواز کرکے بالا بالا عالم بالا کو پہونچی اور وہم اور فہم کا نورتن بازوے ادراک سے کھلکر دست بدست جاتا رہا اور حیرانی کی ہیکل اور پریشانی کا طوق گردن قیاس سلطانی سے گلوگیر ہوا اور انگشتر حیرت انگشت خیال مین تنگ ہو کر انگشت نما ہوئی غرض بادشاہ حلقہ تفکر مین ایسے مستغرق ہوئے کہ عقل کی مچھلی بتیال کو گئی تب بادشاہ جمجاہ نے قرزے وار سپاہیون کو یہ حکم کر دیا کہ ان کبیشرون کو زنجیر پاے زیب کرکے جھڑا جھڑا مقید کرو تاکہ یہ آپسمین نادعلی پڑھ سکے کچھ دعا تعویذ نہ کرنے پائین اور بندی خانے کے اندر پیٹ مین تھپوا مارکے نہ مرجائین کہ مجکو کلنک کا ٹیکا نہ لگے المدعا بادشاہ جمجاہ نے سب کبیشرون کو جبہ مقید کیا چندروز کے بعد ایک کبیشر دلاور حکمت نامے دلیپ کا شاگرد حضور لامع النور مین حاضر ہو کر شاہانہ آسیس کے بعد کمانچہ زبان کو سرود تقریر پہ کھینچکر کہنے لگا پیر و مرشد برحق ہم لوگ اسقدر مورد عتاب نہین ہین جو آپ عتاب فرماتے ہین یہ سمن اوس شیرین دہن کا استماع کرکے مجلس اے دلکشا مین بادشاہ برآمد ہونے اتفاقاً اوسکے صحن مکان مین ایک یاقوت لب عالی نسب جواہر نامی ادھر ادھر بہ رشک مرجان کمر بردھرے چہل قدمی کر رہی تھی بادشاہ عالم پناہ اوس لعل بے بہا کے قرین آکر دست بدست خوش طبعی کرنے لگے قضا سے کار یکبار شاہ نامدار کا اوسکے مالا ے مروارید پر جو ہاتھہ پڑ گیا تو وہ رشتہ گلو سے ٹوٹکر گر پڑا تو وہ نازنین مہ جبین بحالت غمگین جھک کر زمین سے موتیون کو چننے لگی اسمین بادشاہ جمجاہ کے منہ سے یہ ارتھہ سرزد ہوا چھمچھہ بہنور دسیس لیت ہے تارن سے + یہ چھمچھہ کہتے کہتے بادشاہ دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئے اور حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت کہیے

حسب حال فی الحال نہ بنائےگا تو واللہ باللہ تا تربیت کسی کبیشر کو قید سے رہائی نہ دونگا یہ کلام بادشاہ ذوی الاکرام کا سنکر حکمت کہنے لگا **دوہرا** کہی نہ کاج ہاتھ لیون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ + سدا بہستی داہنے حکم سے بھگوان کے سنگ + یہ دوہرا دیوتا کا پڑھ کے کہنے لگا اے خداوند نعمت نیر حشمت اس ارتھ کا کبت ہے **کبت** ایک سمین سنگ سیام ہنسی کر لاگ گیو جو بالن سے + مکتا گگے ٹوٹ گرے بھوین مین ترپالا کے نین نہارن سے + کٹ سے منہوری کر سون بنتی حکمت پران بچارن سے + دلیپ کی ناؤ سمیر ترچھی منہ روسین لیت ہے تارن سے + قصہ مختصر اسکے گہر ہائے سخن کی مسلسل بیانی پر نہایت خوش ہو کر بادشاہ عالم پناہ نے اون تینون کبیشرون کو محبوس خانے سے طلب فرماکے خلعت پر زر مع مالائے مروارید عنایت فرمائے

مثنوی سچ ہے مجبور جو سخندان ہین + قدردان گفتگو کے ہر آن ہین + اور جنھین کچھ نہین سخن کا مزا + خزف و لعل کو وہ جانین کیا +

نقل ہے ایک روز بادشاہ عالم پناہ اسپ باد رفتار پر سوار ایکبار چار سوے بازار مین جو نہین پہنچے کہ یکایک بادشاہ کی نگاہ ایک دریچے کیطرف جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک مہ پارہ سر سے تا بپا دیور مین آراستہ دریچے کے پٹ سے لگی ہوئی ایک پٹ کی اوٹ مین نظارہ کناں ہے جو نہین اوس نازنین مہ جبین کی آنکھ بادشاہ کی آنکھ سے دوچار ہوئی تو وہ رشک مہتاب پر حجاب دوپٹا رشک سحاب منہ پر ڈالکر دریچے کے پٹ کو جھٹ پٹ بند کر کے پٹ کی اوٹ مین بازو لگا کے بیٹھ گئی یہ عالم اوس پر فہم کا دیکھکر بادشاہ عالم نے قفل سکوت کو کلید زبان سے جھٹ سے کھولکر یہ چھچھ موزون کی + **چھچھ** سو ہا دار کناری کنواری پٹ دے گئی + الی صل دیوان خاص مین رونق افزا ہو کر کب گنگ خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا کہ اسکا کبت اے برفراست جلد کہدے یہ ارشاد حضور پر نور سنکر کب گنگ کہنے لگا کہ اے خداوند نعمت مہر عظمت میرے خیال کثیر الاختلال مین یہ آتا ہے **کبت** بادر سے نکس دامنی سی دمک کوندھا سی لپک چیتون مین سیتے گئی + کبھن کناری انگ کام بھاری بھون کی مرور مین کرور کہون کے گئی + کان سو ہین کرن پھول اور دیکھے جاے شدہ بھول دہرت کے چرن پیاری جیو لے گئی + کہان لون بکھانین گنگ آلی ری بھاری سو ہا دار مکھ ناری کنواری پٹ دے گئی + **مثنوی** کہا یہ کبت اوسنے جو حسب حال + تو شہ نے اوسے کردیا نونہال + سخنگو کے مجبور سب اہل صدر + بقول نظامی کرین کیون نہ قدر + ہزار آفرین بر سخن پروری + کہ بہ ساز دانہ ہر جو سے جوہری +

نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ عشرت اندوز سر راہ ایک بارہ دری مین بیٹھے نظارہ کنان تھے
کہ ایک نازنین مہ جبین ڈول مین پانی بھرے اوس طرف سے ہوکر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی
نگاہ اوس رشک ماہ کی چھاتی پر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ کچھ انگیا کے مسکنے سے چھاتی یون اوبھری
دکھائی دیتی ہے جیسے گبست کلی گلاب کی جون ہم تجست ملت نکہر + اور اوسکی اکیلی کی چال خوش انداز
سے ڈول کا پانی ہلتا جاتا تھا اوس عالم پہ بادشاہ کے دل پر یہ مضمون گذرا کہ اوس
ڈول کے پانی کا ہلنا بے وجہ نہین ہے یعنی اوس نازنین مہ جبین کی چھاتی اوبھری
دیکھکر وہ پانی بخوش زبانی کہتا ہے کہ ہیہات میرے ہاتھ نہوئے جو مین اس چھاتی
تک دسترس پاکر کچھ مزہ اوٹھاتا اور فی الحقیقت وہ چھاتیان ایسی نہین کہ جسکے وصف
مین مرزا رفیع السودا یون کہتے ہین **شعر** گنج یہ قصد رکھے ڈالدے تو اونپر ہاتھ +
لنگ کے جی مین یہ آتا ہے کہ بے بھاگ اوچک + الغرض بادشاہ جمجاہ نے اوس
ڈول کی ڈانواڈول طبیعت دیکھکر اور پانی کے ہلنے پر یہ جھمجھہ کہی چھمچھہ کھم کارن ڈول
مین ہالت پانی + یہ جھمچھہ کہتے کہتے بادشاہ نے دیوان خاص مین برآمد ہوکر ہر ایک کبیشر
سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت جلد تیار کرو اسمین کب سنت صاحب قوت اپنے
دیوتاؤن کو یاد کرکے بادشاہ عالم پناہ سے کہنے لگا کہ خداوند نعمت مہر سپہر کرامت اسکا
کبت یون ہے **کبت** ایک سمین جل آنن گھرسے نکسی البہ برج کی رانی + جات سکول مین
ڈول بھرن جل کھینچت ہتی انگیا مسکانی + دیکھہ سبھا چھتیان او گھرین کب سنت کہین منسا
للچانی + ہاتھہ بنا پچھتات رہو یہ کارن ڈول مین ہالت پانی + یہ کبت پر حیرت سماعت
فرما کر وہ ماہ رفعت مہر حشمت نہایت مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا صلہ السیا بے بہا دیا
کہ پھر اوسکو روپے اور پیسون کی چاہ نرہی بلکہ ایک چشمہ فیض اوس کبیشر کے گھر سے
جاری رہا **قطعہ** کیون نہ قیصور قدردان سخن + سمجھین اہل سخن کو کان سخن + کھل گیا جسپر
اسکا رتبا ہے + دل سے خدمت وہ خوب کرتا ہے + **نقل ہے** کہ اکبر بادشاہ
عالیجاہ نے ایک روز بعد شگفتگی دل ایک خواص سبز رنگ خوش آہنگ لعل لب غنچہ دہن
کو پان کا بیڑا رشک لعل بے بہا اپنے ہاتھ سے کھول کر کھلا دیا وہ نازنین مہ جبین
اوس گلوری کو ورجک دہن مین رکھکر دست بستہ براے تعظیم و تکریم بادشاہ عالم پناہ کے
سامنے سرنگون ہوئی اسمین اوس معدن عشرت اور کان حلاوت نے اوس نازنین

مہ جبین کو آغوش دلبری مین کھینچکر اون اوبھرے اوبھرے پستان رشک انار پر دست ہوس ڈالا کہ
یکایک وہ نازنین مہ جبین اس حالت پر حلاوت مین جو تبسم ہوئی تو پان کی پیک زنخدان رشک
سیب گلستان پر گر پڑی تو اوس ٹھوری کا یہ عالم نمایان ہوا کہ گویا ماہ تابان کو چیر کے
کُسم چوایا ہے اس عالم بے بہا پر بادشاہ عالم پناہ نے یہ جھمچھہ موزون کی **جھمچھہ**
مانو چندر کو چیر کُسم چوایو ✤ یہ جھمچھہ جان باختہ کہتا ہوا بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے
برآمد ہوا اور ایک کبیشر خوش منظر کو طلب فرما کر سوال کیا کہ اس ارتھہ کا کبت پر حلاوت
جلد موزون کر دے اوس کبیشر زبان آور نے جواب دیا کہ اے بہار سنبہ نخلستان گلشن
دولت واے آبشار خیابان چمن حشمت اس جھمچھہ کا یہ کبت ہے **کبت** ایک سمین پیا نے
سکھہ مین کر کھول کے آپ تنبول کھلایو ✤ چندر مکھی مکھہ نے اپنے کر جور کے جون ہی تیسیں
نوایو ✤ لالن لال لیے ہت سون اونگین چھتیان جیو راہو لسایو ✤ مُسکاتے پیک گری
مکھہ سون مانو چندر کو چیر کُسم چوایو ✤ **قطعہ** اوس کبیشر کا گوش کر کے کلام ✤
بادشہ نے دیا بہت انعام ✤ قدردان جو سخن کے ہین **مجبور** ✤ وہ سخن کو سراہتے ہین ضرور ✤
نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین پیش از طلوع آفتاب
عالمتاب اپنی موج مین سیر دریا کر رہا تھا کہ ایک نازنین مہ جبین جادو نگاہ اپنے خاوند کے
ہمراہ شب کو ہمبستر ہو کر ناگاہ وقت پگاہ مثل ماہ دریا مین نہانے کو آئی اور غوطہ زن ہو کر
اپنے بال رشک سنبل بستان وہ غیرت مہر درخشان کھڑی ہو کے جو نچوڑنے لگی تو بادشاہ عالم پناہ
کو اوسکے قطرات آب دیکھکر یہ مضمون سوجھا کہ اوس جعد عنبرین کی چوٹی سے سراسر یہ پانی کی
بوندین نہین گرتی ہین مارسیہ نے جو ماہ تابان کو چوسا ہے تو اوسکا امرت دُم کی راہ سے
نکلا ہے اس عالم پر یہ ارتھہ زبان پر گذرا **جھمچھہ** امی نکسو بچھہ پونچھہ کی اورن ✤ اس ارتھہ کو
پڑھتے پڑھتے بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین زینت بخش ہو کر بہت کبیشر خوش منظر سے
کہنے لگے اس جھمچھہ کا کبت موزون کر یعنی **جھمچھہ** امی نکسو بچھہ پونچھہ کی اورن ✤ اسکا انعام
بخواہش تمام تجکو خزانۂ راجہ باسک سے ایسا عنایت ہوگا کہ تو بڑا کوڑیالا ہو جائے گا اور
تیرے من کی آرزو سب نکلجا ئیگی اور اگر جیا تا اس ارتھہ کا کبت میرے حسب دلخواہ واللہ نہ سنیگا
تو افعی زمان تجھہ ناتوان کو اسقدر مار پڑیگی کہ تیرے بدن کی کھال کینچلی کیطرح اوڑ جائے گی اور قالب کی
بانبی سے تیری روح کی ناگن لہرا کر فرار ہو جائے گی اور اژدہائے جان سگیان کہسار قضا سے سر ٹپک کر

بیجان ہو جائیگا و یا تجہہ رو سیاہ گمراہ کا مُنہ کالا کرکے ناگ پور کے اجاڑ قید خانے مین مقید کرونگا یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کچھہ منتر پڑہ کے کہنے لگا اے خداوند جہان و اے قبلہ زمان اس ارتھہ کا یہ کبت ہی **کبت** ایک سمین ہر سون رت مانگے پرات گئی سلتا دیکھہ کھورن * دہی بڑی جھجنکی سین اور ٹھاری بھجی بج لاگ نچوڑن * بر ہت بلو کت یا چھب کو جل کے گنگا جو مین بال کے چھورن * چیندر کو جو ست ہی مانو ناگ امی نکسو یہ پوچھہ کی اورن * **اشعار** یہ سنکر کبت بادشاہ نے کہا * کہ صد آفرین مرحبا مرحبا * کہا تو نے ایسا کبت حسب حال * کہ جس سے مزاجی ہوا خوش کمال * غرض شاہ نے ہو کے مسرور خوب * دیا اوسکو انعام مہجور خوب * **نقل ہے** کہ ایک نازنین مہ جبین ماہ ثانی رنگ چنپئی رشک زعفرانی مخمل کی انگی چولی طلائی مرصع پر زرد غلطے کا تہمد باندہے بیٹھی بال رشک سنبل لستان بیگمان سُکھا رہی تھی کہ یکایک اچانک بادشاہ گیتی پناہ اوسکی پشت کی طرف سے محل بے بدل مین جو در آمد ہوئے تو بادشاہ عالم پناہ کو اوسکی پشت کُندن سی دمکتی ہوئی پر بالون کی سیاہی یون نظر آئی کہ جسپر یہ جملہ زبان زد ہوئی پیچھہ سونے کی دیوار پر چوتے پہ نا رہے ہین * یہ ارتھہ پڑہتا وہ بادشاہ عالیجاہ محل بے بدل سے باہر آیا اور ایک کبیشر ہمسر گنگ اور افسر دلپسپ خوش آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ اس ارتھہ کا کبت ایسا بے بہا بنا دے کہ جسمین سراسر مطلب ہمسر ہو اور اگر اسمین ایک سر مو تفاوت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے سر دست کاٹا جائیگا اور اگر اچھا تا مقصد حضور پر نور سے تیرا مضمون سر بر ہوگا تو تجکو سرفراز و ممتاز بے انداز کرکے سردارون مین سربلند کرونگا **نظم** اوس کبیشر نے سنکے شہ سے کہا * زہے اقبال اس کبیشر کا * جسکو حضرت سراہین یون دل سے * ہے میسر یہ بات مشکل سے * المدعا اوس کبیشر صاحب ذکا بے ہمتا نے فی الحال بحسب حال یہ کبت بنایا **کبت** چکنے جھر جھار مانون پنکھہ دار گید ہون بھورن کی ڈار کید ہون سوتن کے بچا رہے ہین * سرمتا رکید ہون ناگن کی ڈار کید ہون نار مکھبول کیسے سیج سوار ہے ہین * کا جر تے کارے اندہیاتے اندہیارے پریم لگت پیارے سوندہاتے سوندہاری ہین * لاسنے لٹکارے گوری پیٹھہ پر ڈارے سونے کی دیوار پر چوتے پہ نا رہے ہین * **ابیات** سنکے اوسکا کبت سبھی تکبیر * مرحبا بول اوٹھے خوش ہو کر * اور شہ نے اوسے سر دربار * سر براہون کا کر دیا سردار * واقعی جو سخن کہے فی الحال * اوسکو کرتے ہین قدر دان نہال * لیک مہجور اب کہان وہ لوگ * کیا سخن سنج تھے یہان وہ لوگ *

نقل ہے کہ ایک جوہری رشک پری قدیم اکبرآباد کا مقیم ہیرالال نامے چنی لال کے بیٹے نے براے تجارت جواہرات نادرات جھنسنے کو سفر کیا تھا لیکن اوسکے فراق اور اشتیاق مین اوسکو جورو نیکو کا یہ احوال پر ملال تھا کہ آٹھون پہر اپنے شوہر کے دُر دندان کے خیال مین رو رو کے سلک گہر صدف چشم سے بہایا کرتی تھی اور کبھی اوسکے لب یاقوت گون کے دہیان مین دیدۂ خونبار سے لخت جگر مثل عقیق احمر ٹپکاتی اور کبھی اوسکے رخ سبزرنگ رشک زمرد رمانی کے تصور مین دست وحشت غیرت پنجۂ مرجان سے اپنے عارض گلفام کو مارے طلیا نخون کے لعل کے مانند لال کرتی اور اوسکے ہیشب خیال مین وصل کی تختی براے دفع خفقان وہ گشتۂ حرمان روز وشب سینے پر رکھتی اور کبھی اوسکی کاکل مشکین کے دہیان مین نیلم کیطرح آنکھون مین ایسی تیرگی چھاتی تھی کہ مانند سلیمانی پتھرا جاتے تھے الغرض اسی حالت پر ملالت مین اوس جوہری رشک پری کے رشتۂ حیات ٹوٹ جانے کا جونادہ قاصد غم آمادہ در پر لایا تو اوس نازنین اندوہگین کا احوال پر ملال کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتے ہی یہ حقیقت ہوئی کہ ننگ وحیا کا لفافہ کھل گیا اور از غشق سے چھاتی بھر آئی دونون صدف چشم سے موتیون کی لڑی نکلنے لگی اس حالت پر صعوبت مین ایکباری بصد بیقراری وہ خود غلط خط لینے کو چلی تو یکایک نامہ دلارام بھولکر ہر ہر کر اوٹھی اتنے مین سنانے کا پیغام ناکام قاصد نے جو دیا تو دل کا یہ احوال پر ملال ہوا گویا تیل کی بوند آگ پر پڑتے ہی دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور دروازون کے پٹ سے جو لگی کھڑی تھی تو ایسی عشق آتش بدن پر چھا گئی کہ نامہ لیتے ہی چراغ کی بتی سی جل اوٹھی غرض وہ شمع شب افروز بآہ جگر سوز آتش اجل سے جلکر وہین رہ گئی یہ خبر وحشت اثر ایکبار اخبار مین جو اکبر بادشاہ جمجاہ کو پہنچی تو اوس اخبار اعجوبہ روزگار کو ملاحظہ کر کے گنگ خوش آہنگ سے فرمایا کہ اے کبنیشر زبان آور عجب بات ہے چھچھہ پاتی کے ہاتھ لیت باتی سی جر اوٹھی ✣ یہ چھچھہ جان سوختہ کب گنگ سنکر کہنے لگا خداوند نعمت فی الحقیقت مگر اسکا یہ موجب ہے **کبت** اودہولائے پاتی برہمن گھر آئے چھاتی دوا سیب نین کے موتی سے چھیر اوٹھی ✣ بیاکل ہوئی نار پاتی لین چلی مار اودہونا وُن گئی بھول ہر ہر کر اوٹھی ✣ اتنے مین سندیسا دینو برہمن مین پا کچھہ بسبو تیل بوند آگ پڑی دھڑ دھڑ کر اوٹھی ✣ ٹھاری تھی پاٹ لاگ چھا گئی برہ آگ پاتی کے لیت لیت باتی سی جر اوٹھی ✣ **مثنوی** مسلسل کبت یہ جو اوسنے کہا ✣ توشہ نے جواہر صلے مین دیا ✣ حقیقت مین اکبر نے **مجبور** تو ✣ بلاد ہی نغامی کے اس قول کو ✣ نا سفتہ دُر ہی کہ در گنج یافت ✣ ترازو ہی خود را سخن سنج یافت ✣

نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین وقت طلوع آفتاب عالمتاب بیساختہ مکان خوابگاہ کا دروازہ کھول کر
سر برہنہ آنگیا جان باختہ چھاتیون پر آراستہ کر رہی تھی کہ یکایک اچانک اکبر بادشاہ عالیجاہ وہان ذوق افزا
ہوئے اور باہم دونون کی چشم سے چشم دوچار ہوئی اس حالت پر حلاوت مین وہ انارِ پستان مثل گل
خندان منہ پھیر کے جو کھلکھلا کر ہنس پڑی تو اوس گل حیا آلودہ کے دُرِ دندان کا یہ عالم نظر آیا کہ
جسطرح لطمۂ صبا سے ایکبار انار شق ہو جاتا ہے اور اوسکے دانے رشک گوہر آبدار نظر آجاتے ہین
یہ عالم دیکھکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ کچھ زبان پر لائے چھچھہ پچھہ پھوٹا انار بیار کے مارے *
یہ چھچھہ جان باختہ کہتے ہوئے اکبر بادشاہ محل سے برآمد ہوئے اور ایک کبیشر زبان آور کو یاد فرما کے
ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت فی الفور بے غور موزون کرے چھچھہ یعنی پھوٹا انار بیار کے
مارے * یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہنے لگا پیر و مرشد برحق اس
ارتھہ کا یہ کبت ہے **کبت** بھور ہین سوت اودت گیو اوٹھ بیٹھی بھامن بھون او سارے *
کنچن مین کچ دودو اوٹھین دھر دھر انچرا بھیچ سنبھارے * اودھر آن پڑو شاہ اکبر درگ چار پڑین
ناہین وہ ٹارے * گوری نے مکھہ موڑ ہنسی دھون پھوٹا انار بیار کے مارے * **مثنوی** یہ سنکر کبت
شہ نے ہنسکر کہا * ہزار آفرین مرحبا مرحبا * کہا تو نے ایسا کبت حسب حال * کہ جس سے
مزاجی ہوا خوش کمال * غرض شاہ اکبر نے مجبور خوب * کیا اوس کبیشر کو مسرور خوب *

پانچوان باب ظریفون کی لطیفون مین عاقلان دمساز اور ناقلان خوش آوازہ رباب
بیان کو مضراب زبان اس قانون سے چھیڑتے ہین کہ تیمور لنگ بادشاہ خوش آہنگ نے ہندوستان
دلستان کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کے بادل شاد ارشاد کیا کہ اکثر مردمان صادق اور بزرگان
فائق سے استماع مین آیا ہے کہ ہندوستان دلستان مین مطرب بوالعجب خدا ساز خوش آواز
ہین یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر ایک مطرب نابینا خوش لہجہ روشن دل اپنے فن کا
کامل ایسا استاد زمانہ گانے مین یگانہ حضور پر نور مین حاضر ہوا کہ جسکی ہر تان مین تان سین اور
اودھو نایک کی روح پیا ٹوٹی کرتی پھرتی تھی اور تال سُر مین ایسا ٹہرتا کہ سرستی بھی اوسکے
آگے بے سُری تھی اور اپنے فن کا ایسا نٹ کھٹ کہ ہر دیس کا کھڑا ال، اوسکے خیال مین تھا اور
آواز جادو طراز سوہنی ایسی گداز تھی کہ جسکی خوش الحانی پر الحان داودی سندھ کے جنگلے مین
وجد کرتی تھی اور اگر دیپک کے وقت وہ چراغ محفل طرب الاپ کو الاپتا تو اوسکو گوری سُنکر
ایسا جوڑا شہانا دیتی کہ اوسکی سنگت والے نہایت ملار کرتے غرض اوس نایک زمان پر چھہ راگ

تھیں راگنی کا سراسر پردہ فاش تھا نظم کہان تک کرون اوسکی تعریف عام ✤ کہ اوس سے سوا ہے فضولی کلام ✤ اگر شہر تھا مطربون سے بھرا ✤ پر ایسا کلانوت نہ تھا دوسرا ✤ الحاصل وہ مطرب دلنواز خوش آواز حضور پرنور مین ایسا خوب گایا کہ تمام محفل بیدل ہو گئی بقول میر حسن **اشعار** غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے ✤ اڑے جس جگہ جو اڑے رہ گئے ✤ جو سمجھے تھے آگے نہ وہ چل سکے ✤ جو بیٹھے سو بیٹھے نہ وہ ہل سکے ✤ المطلب اوس مطرب لوابا نے جب سب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمور لنگ بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ اے مطرب تیرا نام خاص و عام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بعد ادب عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت شمس سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتے ہین تیمور لنگ شہنشاہ نے متبسم ہو کے فرمایا اے عزیز بے تمیز کیا دولت کور ہے جو تجھ اندھے نے اپنا نام دولت رکھا ہے وہ کور مُنہ زور کہنے لگا قربان جاؤن اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو لولے لنگڑون کے کیون ہاتھ آتی یہ لطیفہ خوش دقیقہ سماعت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خانساماں خاص سے بادل شاد ارشاد کیا کہ اس دولت کو اسقدر دولت دو کہ ہماری بدولت دولت دنیا سے نو دولتون مین دولتمند ہو جائے غرض تیمور لنگ شہنشاہ نے اوس مطرب کو ایک سخن دل لگن پر زر ریز کر دیا غرض قول میر حسن کا سچ ہے **ابیات** سخن کے طلبگار ہین عقلمند ✤ سخن سے ہے نام نکویان بلند ✤ سخن کا صلہ یار دیتے رہے ✤ جواہر سدا مول لیتے رہے ✤ اور اب کے زمانے کے شاہ و وزیر ✤ سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر ✤ سخن کی جہان ہو نہ کچھ قدر ✤ وہان کیا کرے جلوہ نو بدر ✤

نقل ہے کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جھینگا نام ہمیشہ دریاے بے پایان مین مچھلیان یکڑتا اور بیچا او قات بسر کرتا قضاے کار وہ دام دار ایک روز براے شکار ایسی جھیل بے عدیل پر گیا بقول مروت **ابیات** کرون پاٹ کا اوسکے مین ذکر کیا ✤ ہر اک اوسکا سوتا تھا اتنا بڑا ✤ دگن کہکشان فلک تھی جہان ✤ وہان مارتا پھرتا تھا مچھلیان ✤ الحاصل اوس جھیل بے عدیل مین اوس دام دار سلیقہ شعار نے جال فی الحال پھینک کر ایسی مچھلی کھینچی کہ جسکی تعریف گرداب بیان سے باہر ہے اوس مچھلی خوش نگار غیرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکھکر دل مین کہنے لگا اگر اس مچھلی رشک گلزار کو بازار مین فروخت کرون گا تو کمال ہے کہ پانچ چار فلوس منحوس سے کوئی زیادہ نہ دے گا اس سے بہتر ہے کہ اس مچھلی نایاب کو آب و تاب سے بادشاہ عالیجاہ کی نذر کیجیے شاید [illegible] ہو تو عجب نہین کیونکہ

بقول شخصے مثل گھری مین گھڑیال ہے + مگر اس مچھلی کو سرداری بذات نہنگ ایسے ناکے پر کھڑے ہو کر
دیجیے کہ کسی جاسوس کو محسوس نہو الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ کے قریب وہ
مچھلی عجیب و غریب لیگیا وہ شہنشاہ عالم پناہ اوس مچھلی کو ملاحظہ فرما کے نہایت مسرور ہوا اور وزیر صاحب
توقیر سے ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دلپذیر کو سو روپے بلا قصور بادب بے دستور عنایت کرو وزیر صاحب تدبیر
نے گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ اے بادشاہ بحر و بر واے ماہ سپہر بر تر ایک ماہی واہی کا
انعام و اکرام اسقدر دینا عقلمندون کا کام نہین ہے بادشاہ عالیجاہ نے فرمایا اے وزیر بے نظیر
حکم شاہی مین فرق آنا موجب ننگ و حیا ہے بقول شخصے قول مردان جان دارد اوسکے جواب مین وزیر
خوش تقریر نے کہا اے شہنشاہ عالم مثل جو کوئی گڑ دیے مرتا ہو اوسے زہر نہ دیجیے +
لیکن اس ماہی گیر بے پیر سے پوچھیے کہ یہ ماہی نر ہے یا مادہ ہے اگر وہ کہے گا کہ یہ نر ہے
تو ارشاد کیجیے کہ ہمکو اس شکل کی مچھلی مادہ درکار ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ مچھلی مادہ ہے
تو آپ فرمائیے کہ ہمکو نر مچھلی چاہیے اس گفتگوے پر فریب سے وہ لا جواب ہو گا اور
حضور لامع النور کا انعام و اکرام واپس ہو جائے گا بادشاہ عالیجاہ نے وزیر خوش
تقریر کا سخن پسند فرما کر پوچھا کہ اے دام دار ماہیان دریا واے افتخار مردمان دانا سچ بتا
یہ ماہی نر ہے یا مادہ اوسکے جواب مین وہ ماہی گیر خوش تقریر حرفزن ہوا کہ اے شاہ بحر و بر
والا گہر یہ ماہی واہی خنثی ہے یعنی نر اور مادہ کے درمیان ہے یہ جواب باصواب ماہی گیر
خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند خاطر ہوا اور اس لطیفے کے صلے مین دو سو روپے
اور انعام و اکرام فرمائے لیکن سچ تو یون ہے مثنوی عجب تھا زمانہ کہ جس
دور مین + صلہ لوگ پاتے تھے ہر طور مین + اور ابکے زمانے کا یہ حال ہے +
کہ دیکھیں جسے گھر سے خوشحال ہے + بلا کر اوسے گھر سے باعز و جاہ + کرین آخرش کو جہان
مین تباہ + غرض اس زمانے کے مجبور لوگ + سمجھتے ہین کیا انکو دور لوگ + ولیکن ملوث
بہرکار ہین + متاع جہان کے خریدار ہین + نقل ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سپاہ براے شکار
اسپ رہوار میان مرغزار تن تنہا گیا تھا اتفاقاً ایک شخص بصورت نجبا اور بسیرت شرفا تابش
آفتاب عالمتاب کے سبب سے زیر درخت بیٹھا تھا وہ بادشاہ روسیاہ بھی اوسی درخت کے سایے
مین آکر کھڑا ہوا اور اوس عزیز باتمیز سے یون حرفزن ہوا کہ اے بلیغ بیان واے فصیح
زبان سچ ہے کہ اس شہر میں بادشاہ خیر خواہ خلق ہے یا ظالم و ستمگر ہے وہ عزیز

باتمیز رست کو جواب وہ ہوا کہ اے شہسوار بادشاہ کچھ نہ پوچھ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ روسیاہ
نہایت ظالم اور لائم ہے مگر شیخ سعدی شیرازی کے قول کو نہین سمجھتا شعر نماند ستمگار بدروزگار *
بماند برو لعنت کردگار * یہ سخن دلشکن گوش زد فرما کے وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنے لگا اے
عزیز ناچیز تو مجھکو بھی پہچانتا ہے کہ مین کون شخص ہون یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ نارسیدہ
دل خستہ جواب وہ ہوا کہ مین دلدادہ غم آمادہ کیا جانون کہ تو کون بلا ہے اور کس کھیت کی
مولی ہے ناحق بے معنی گفتگو سے مغز پھراتا ہے اشعار یہ سنکر کہا شہ نے اے نابکار *
اسی شہر کا مین تو ہون شہریار * مرے ہفت کشور ہے زیر نگین * مجھے باج دیتا ہے
خاقان چین * تجھے اپنے جی کا نہ تھا خوف کیا * جو تو نے مجھے اسطرح بد کہا *
یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دل مین ڈرا لیکن دلیری اور دلاوری سے یون گویا ہوا کہ اے
بادشاہ عالی جاہ تو بھی مجھکو پہچانتا ہے کہ مین کون جنس ہون بادشاہ پر گناہ نے کہا اے عزیز
بے تمیز مین تجھکو نہین جانتا ہون مگر تو کون ہے وہ شخص زبان دراز ایکبار یون گویا ہوا کہ اے
بادشاہ مین دلدادہ سوداگر زادہ ہون لیکن ہر مہینے مین نحوست ستارہ سے مین دل دوپارہ تین روز
کامل سڑی وحشی ہو جاتا ہون چنانچہ میرے آزار نابکار کا آج پہلا روز ہے یہ کلام فطرت آمیز
اوس وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ ایکبار بے اختیار ہنس پڑا اور بہ تشفی تمام اوس خوش
کلام کو کچھ اشرفیان دیکر اپنے شہر پر قہر مین آیا اور ظلم و ستم کو ملک بیخبری سے بعدل و عدالت
اخراج کیا اور فی الحقیقت بقول نخشبی رباعی نخشبی ظلم خصم مملکت ست * تو نہ گر زین دقیقہ
آگاہی * ظلم صد مملکت بر اندازد * ظلم شاہان ست دشمن شاہی * شعر سچ ہے مجبور
ظلم شاہی سے * نظر آتے ہین لوگ واہی سے * نقل ہے کہ ایک شاعر رشک صائب فخر
حافظ ایک دولتمند ہوشمند کی شان مین چند اشعار آبدار رشک بہار موزون کر کے لے گیا وہ
دولتمند عقلمند اون شعرون کو استماع کر کے کہنے لگا کہ اے غیرت ظہوری و نظیری و اے خجلت
انوری و ضمیری باہل بیت غرض اس بات کو یقین سمجھو کہ تو نے یہ قصیدہ دل رمیدہ پر لطف اس
قوت کا محنت سے انشا کیا ہے کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرات ہے جو ایسا قصیدہ
موزون کر کے تجھ پر سبقت لیجائے لیکن کیا کرون جائے رقت ہے کہ جی کی حسرت جی ہی مین
رہی جاتی ہے اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت اور اہل شوکت ہوتا تو بحق امام حسن
اور حسین علیہم السلام تجھ خاطر آشفتہ دل ملول کو بر رسم زمانہ دولت دنیا سے

مسرور کر دیتا کیونکہ مجسماوی خلیق طبع صاحب درد با آبرو غیرت قمر اہل اثر نیک اختر رشک ماہ تابان کہان مخلوق ہوتا ہے اور بقول مصحفی **شعر** مرزا و میر سے تجھے کب ہے برابری + تدتا تو اونکے پیتے مین ہوتا جو انوری + اور حاتم اور قائم اور مرزا جان جانان اور بکتری و گوہری اور ناجی اور فغان غرض جملہ شاعران جہان تیری شاعری کے آگے ناموزون ہین اور ہر ایک کا قافیہ تنگ ہے اور تیرے ہم ردیف کوئی نہین ہو سکتا حاصل کلام وہ دولتمند عقلمند بعد خوشامد بسیار و لجاجت بے شمار یہ گفتگو زبان پر لایا کہ اے استاد نظامی و اے افتخار جامی اسوقت میرے پاس زر نقد نہین ہے جو تمکو قصیدے کے صلے مین دون مگر غلے کی قسم سے میرے خرمن مکان مین بہت کچھ ہے تو وقت سحر باربرداری لے کہ میرے پاس بلا دوسو اس آنا بقدر حوصلہ مین خدمتگذاری بجا لاؤن گا وہ شاعر زبان آور یہ فیلسوفی سے بحیز خوش و خرم اپنے مکان دلستان مین آکر سو رہا وقت سحر بوعدۂ آن تونگر کسی یار آشنا سے باربرداری لیکر اوس فطرت اساس کے پاس گیا اور بقول میر حسن **شعر** کہا میر امجرا ہے اب لائیے + جو دینے کہا تھا سو دلوائیے + وہ تونگر ہنسکر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز تو نے سخن آرائی سے جسطرح مجکو خوش کیا اوسیطرح مینے بھی کلام دانائی سے تمکو خوشحال اور نونہال کردیا نا دو شاعر دو برابر اند بقول شخصے **مثل** نہ او دو ہو کا لین اور نہ ما دو ہو کا دین + جاؤ تم اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش **مثنوی** غرض اس سخن سے وہ شاعر عجیب + ہوا شرمگین دل مین اپنے غریب + مگر اوس تونگر نے مجبور خوب + دیا اوسکو انعام فرح القلوب + **نقل** ہے کہ ایک کور منہ زور اندھیری رات رشک ظلمات مین چراغ بدست ہوش پانی کا گھڑا بالائے دوش اس شکل سے بازار مین نمودار رہا یہ ماجرائے عجیب و غریب ایک عزیز باتمیز دیکھکر کہنے لگا کہ اے کور کم زور یہ کیا حماقت بے لیاقت اسوقت تجھے سوجھی کہ شب تار نا ہنجار مین تو چراغ ہاتھہ مین لیکر نکلا بقول سعدی **شعر** نور گیتی و فروز چشمہ ہوز + خوش نیاید بچشم موشک کور + اے احمق تیرہ بخت زبان سخت تیرے آگے تو لیل و نہار خزان اور بہار ہر زمان یکسان ہے پھر اس روشنی چراغ بے سراغ سے تجھے کیا سود اور بہبود ہے یہ سخن دلشکن سنکر وہ کور منہ زور کہنے لگا اے اولاغ یہ چراغ مجھ کو ظاہر کے لیے نہین ہے تجہ کور باطن کے واسطے ہے کہ اس اندھیری رات رشک ظلمات مین تو میرا گھڑا پانی کا جہراتہ توڑے یعنی چراغ کی روشنی سے تجکو روشن ہو کہ اندھا پانی کا گھڑا لیے آتا ہے تو آپ ہی بچکے چلیگا **شعر** نہین تو اندھیرے مین کیونکر بھلا +

اسی اندہے یہ اندہا تجہے سوجہتا ✤ یہ کلام نیک انجام اوس نابینا روشندل کا سنکر وہ کور باطن مثل چراغ خاموش
خاموش ہو گیا اور کچہہ جواب نہ دیا **اشعار** اگر تجکو منظور ہے عقل و ہوش ✤ تو اس بات کو میری سن رکہکے گوش ✤
جو بینا حقیقت سے ماہر نہو ✤ و یا سیر حق اوسپہ ظاہر نہو ✤ مثل اوسکے حق مین نابینا یہ سوجہی ہے اور ✤ کہ اوس
آنکہہ والے سے بہتر ہے کور ✤ **نقل** ہے کہ ایک درویش دلریش سے کچہہ تقصیر حقیر سرزد ہوئی تھی
اوسکی تعزیر ناگزیر مین حبشی کوتوال بدافعال نے حکم دیا کہ اس فقیر بے پیر کا سارا منہ سیاہ کر شہر بدر کردو
شعر تا نہ پہر کوئی اسطرح درویش ✤ ظاہر افقر مین ہو کافر کیش ✤ یہ کلام اوس ناکام کا سنکر فقیر خوش
تقریر کہنے لگا اے حبشی کوتوال بدخصال اس فقیر حقیر کا آدہا منہ سیاہ کرکے تشہیر کر تو بہتر ہے ورنہ
جمیع مشاہیر شہر و جماہیر دہر سمجہینگے کہ بادشاہ عالم پناہ نے حبشی کوتوال کو شہر بدر کیا ہے یہ لطیفہ
خوش دقیقہ سنکر وہ کوتوال نیک خصال نہایت خوش ہوا اور یہ کلام فرحت التیام زبان پر لایا کہ اے
فقیر روشن ضمیر اس روسیاہ پر گناہ نے تیری تقصیر ناگزیر معاف کی **اشعار** غرض وہ گدا اپنی تقریر سے
ہوا فارغ البال تقصیر سے ✤ عجب شے ہے منظور یعنی سخن ✤ شہادت مین اسکے ہے قول حسن ✤
سخن سے وہی شخص رکہتے ہین کام ✤ جنہین چاہیے ساتہہ نیکی کے نام ✤ سخن کا شد اگر م بازار
ہے ✤ سخن سنج اسکا خریدار ہے ✤ **نقل** ہے کہ ایک فقیر خوش تقریر بصورت آزاد مادر زاد
برائے سوال بال دکان بقال سخت مقال پر جا کر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ او لنگور کی صورت زنبور
کی مورت اپنے عمل مکاری اور کیسہ دغابازی سے من چاہے تو کچہہ فقیر کے پلے مین الیا دے
کہ جس سے نفس حریص کا کتا سیر ہوجائے یہ بات واہیات سنکر وہ بقال بدخصال کہنے لگا اے
بدبہ دم دراز و اے چند بدآواز چل میرے آگے سے دم دبا کر اوڑ جا نہین تو مارے ڈنڈون
کے تیرے ہاتہہ پاؤن تہیلا کردونگا غرض اس گفتگوے دوبدو سے یہانتک سر بلند گیا
کہ اوس درویش گمکردہ خویش نے ایک جوتی پاؤن سے نکالکے بقال بدخصال کے سر پر
تڑاق سے جڑی القصہ وہ بقال میش کو کوتوال اوس فقیر تن حقیر کو لے گیا اور احوال صدق مقال
گذشتہ بہ تفصیل ایکبار اظہار کیا کوتوال بدخصال نے اوس درویش دلریش سے کہا **اشعار**
اگر تو نہوتا بشکل گدا ✤ بموجب سیاست تجہے مارتا ✤ و یا قید خانے مین کرتا اسیر ✤ پر اسمین
ہے تیری رہائی فقیر ✤ کہ کفارہ اک کفش پاکا اسے ✤ مرے سامنے اٹہہ آسنے تو دے ✤
یہ کلام بدانجام کوتوال بدخصال کا سنکر اوس فقیر خوش تقریر نے ایک جوتی کوتوال کے
سر پر جڑدی اور ایک روپیا جہولی سے نکالکر آگے رکہدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر نہی سبقی ہے

تو یہ فقیر تن حقیر اس روپیے کو کہان بھنتا پھرے گا آٹھ آنے آپ لیجیے اور آٹھ آنے اس بقال کذب مقال کو
دیجیے ابیات یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا + مگر سب نے مجبور باہم کہا + فقیرون کو غصہ یہ چاہیے
جہان جاے اوسیجا صدا یہ کہے + فقیرانہ آئے صدا کر چلے + میان خوش رہو ہم دعا کر چلے + اور
شیخ سعدی بھی یون فرماتے ہین اشعار ہر کہ بر خود در سوال کشاد + تا بمیرد نیاز مند بود +
آز بگذار و پادشاہی کن + گردن بے طمع بلند بود + نقل ہے کہ ایک امیر صاحب توقیر اپنے مکان
دلستان مین تیر سے بزور شانہ میخ پر نشانہ لگا رہا تھا ہر چند اور بھی تیر اندازان کمان ابرو اوس محفل
عالی منزل مین تیر زنی کر رہے تھے لیکن کسی کماندار کا تیر مطلب ہدف مقصد پر نہ بیٹھتا تھا اس عرصے
مین ایک فقیر خوش تقریر اوس جلسے مین آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ کے سامنے
دراز کیا اوس امیر صاحب توقیر نے تیر و کمان اپنے قبضے سے فقیر خوش تقریر کے ہاتھ مین دیکر کہا
کہ اے فقیر روشن ضمیر اس میخ کے بیچ مین تیر کو لب معشوق کہے گا تو تیرا سوال فی الحال بر آئے گا
غرض اوس درویش خیر اندیش نے لیس ہو کر تکے سے اوس میخ کا نشانہ بزور شانہ ہر اسر ہی ایسا مارا
کہ ہر گوشے سے تحسین و آفرین لوگ چلا اوٹھے غرض اوس امیر نے فقیر کو اوسوقت خوشنود خاطر ہو کر
سو روپیے اوسے عنایت اور کرامت فرمائے وہ فقیر خوش تقریر سو روپے جھولی مین ڈالکر کہنے لگا
اے بابا اس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا لیکن شیخ سعدی کا قول سچ ہے شعر کہ بجان راہ دست اندر
دہن نیست + هذا و مذان نعمت را کرم نیست + یہ سخن دلشکن سنکر وہ امیر صاحب توقیر کہنے لگا اے
نادیدہ زر و اے حریص بدگہر تجکو تو مینے نکشت سے روپیے دیے اور تیرے خیال بد سگال مین نہ آئے
اسکے کیا معنی اوسکے جواب مین وہ فقیر خوش تقریر بولا اے امیر دلپذیر اگر تیرے گوشہ خاطر مین
گرانبار نگذرے تو یہ عرض ہے کہ وہ سو روپے تو مینے میخ مارنے کے لیئے ہین سوال بزوال کا ابھین
کیا ذکر ہے فقیرون پر تو وہ طوفان کیون اوٹھاتا ہے یہ کلام وہ امیر عالی مقام سنکر نہایت
خوش و خرم ہوا اور سو روپے اور انعام باکرام عنایت فرمائے لیکن سچ تو یون ہے بقول بخششی
ابیات بخششی نیست خلق بریکس طبع + من نذانم تو در چہ منوالی + از کرام ولیا میدہ ہر پست +
نیست عالم زننگ و بد خالی + سب یہ سچ ہے ولیکن اے مجبور + ہم تو ہر دم یہی کہینگے ضرور +
آفرین تیری گفتگو کو فقیر + مرحبا تیری حاتمی کو امیر + نقل ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر
فتنہ گر سے وقت اختتام شام یون کہا اے نوکر وقت سحر اگر دو زاغ برابر تجکو نظر آئین تو مجکو
خبر کرنا کیونکہ دو زاغ صبح کو دیکھنا شگون نیک ہے نظم + تو کہکر وہ سو رہا گھر مین

صبح کو اسنے بیٹھا در مین ٭ کی نگہ اوسنے جو سر دیوار ٭ تو نظر آئے زاغ دو یکبار ٭ یہ خبر وحشت اثر نوکر اپنے
خاوند سے کہنے گیا اور ادہر ایک زاغ پرواز کر گیا اور ایک زاغ اکیلا بیٹھا رہا قصہ مختصر صاحب خانہ نے
جو آکر ایک زاغ ناہنجار سر دیوار دیکھا تو نہایت خفا ہوا اور یہ کہنے لگا اے کوے مینے دو زاغ دیکھنے کو کہا تھا
یا ایک زاغ منحوس کو کہا تھا غرض تو اپنی شرارت اور فطرت سے باز نہین آتا ہے اے الو بدخو تجکو
یہان تک مارونگا کہ تیرے تمام بدن مین سُن ہبری ہو جائیگی چل میرے سامنے سے اوڑ جا مین اور
نوکر رکھ لونگا کیا تجھ مین سرخاب کا پر ہے یا تو عنقا نوکر ہے میرا نجنت ہما یون چاہیے تجھسے ڈھیر
لٹو رہے کا بے تھنگے میرے دام مین بہت آرہین گے کسا جہان مین کوئی چڑیا کا نوکری نہین کرتا
واللہ باللہ اب مین تجکو نوکر نہ رکھونگا تجہسا بودنا بگلا بھگت مجھے بھی نوکر نہین چاہیے مجھے بل نوکر
چاہیے کہ جس سے سب زک اوٹھاوین غرض یہ گفتگو دوبدو میان اور نوکر مین ہو رہی تھی کہ یکایک
ایک کہانیکا خوان بیگماصاحب خانہ کے واسطے کسی آشنا کے گہر سے آپہونچا اوس خوان دلستانکو
دیکھکر نوکر کہنے لگا خداوند آپ دو زاغ ناپاک دیکھنے کا ارادہ نکیجیے گا نہین تو میری سی نوبت آپکی
ہو گی کیونکہ آپ نے ایک زاغ دیکھا تھا تو کھانیکو آیا غلام ناکام نے دو زاغ باہم دیکھے تھے
تو اوسکے عوض گالیان اور جھڑکیان کھائین **مثنوی** یہ نوکر کی سنکے میان گفتگو ٭ لگے کہنے
یہ راست کہتا ہے تو ٭ ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب ٭ تو مجبور کیونکر اوٹھائے عتاب ٭
نقل ہے کہ ایک شاعر مفلوک دل ملوک سر و پا برہنہ بحالت یاس ایک امیر کے پاس بلا وسواس
مسند نزد نگار رشک بہار ایک بالشت کے فرق سے جا بیٹھا یہ نشست بے موجب اوس بے ادب کی دیکھکر
امیر صاحب توقیر کہنے لگا اے سگ تناپاک میاں تجھ مین اور سگ مین کیا فرق ہے اوسکے جواب
مین اوس شاعر مفلوک دل ملوک نے ایک بالشت اپنے اور امیر کے درمیان مین رکھکر کہا اے امیر سگل
پلید مجھ مین اور سگ مین ایک بالشت کا تفاوت ہے یہ گفتگو دوبدو سنکر وہ امیر بے نظیر کہنے لگا اے
مردک گستاخکار حماقت شعار تو مجکو نہین پہچانتا ہے یہ شخص گرچی بیگ خان کے سگون مین ہے چل
دُم دبا کے یہان سے تو بھاگ جا نہین تو تیرے گلے مین رسوائی کا پٹا ڈالکر رسوای خلق کرونگا
یہ سخن دلشکن سنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک جواب دہ ہوا اے امیر بے پیر بس اب زیادہ نہ بھونک تجھسے
غرانت لینڈی بے چھچی سچلے حرام کے بیٹے کلچی شکاری ہزاری سینے بہت درست کیے ہین تو اپنے
جی مین یہ غرا نکرنا کہ مین ذات کا لعل بے بہا ہون **شعر** غرض اوسکو شاعر نے مجبور خوب ٭
جھنجھوڑا بہت سا بحرف عیوب ٭ **نقل ہے** کہ ایک کم زہ ناچیز مساعدی روزگار سے مسند دولت

اوسے صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز و شب بعیش و عشرت و طرب مین رہنے لگا اوسکا احوال فرخندہ فال سنکر
ایک یار وفادار برای مبارکبادی خانہ آبادی جو اوس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط ایک بیک بھیانک
ہوکر کہنے لگا ای عزیز بے تمیز تو کون ہی جو میرے پاس بلا وسواس آیا شعر مین نہین واقف ہون تیری نام سے
کام کیا ہی تجکو میرے کام سے ۔ یہ سخن دلشکن اوس کور باطن کا سنکر وہ غریب بی نصیب توسن زبان کو میدان
بیان مین جولان کرکے یون گویا ہوا کہ ای یار وفادار ناہنجار تو مجکو نہین پہچانتا ہے مین تیرا یار قدیم و غمخوار
مستقیم ہون مگر اکثر مردمان صادق اور دوستان واثق سی میرے استماع مین آیا تھا کہ تیرا افلاطا آشنا اندہا ہوگیا
ہے سو عیادت اور تعزیت کیواسطے آیا ہون شعر خدا تیری دولت کو کھوئی کہین ۔ جو روشن تری آنکھ ہووے
کہین ۔ نظم اور تجھ سی نہین ہی کچھ دہ کار ۔ وقنا ربنا عذاب النار ۔ یہ تو کھا کر گیا وہ اپنے گھر ۔ مثل آئینہ وہ ہو شششدر
گوش دل سی وے سن ای مہجور ۔ نخشبی کا یہ قول ہی مشہور ۔ قطعہ نخشبی اصل بد سرشت زشت بود ۔ بیوفا با کسی وفا نکند
گرچہ گیرد صواب جملہ جہان ۔ اصل بد از خطا خطا نکند ۔ نقل ہے کہ ایک عزیز با تمیز نے ایک طوطی رشک بلبل
ہزار داستان اور غیرت صلصل گوبستان پرورش کی اور اوسکو زبان فارسی مین اسقدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی دوقی
ہر بات مین بزبان فارسی یہ کہتی درین چہ شک ست القصہ ایکروز وہ شخص دل افروز اوس طوطی دوقی کو برای فروخت
ایکبار بازار مین لیگیا اور سو روپے قیمت اوس جنس نفیس قیمت کی ظاہر کی اتفاقاً ایک مغل بدغل گانٹھہ کا پورا
آنکھون کا اندھا اوس طوطی عجب کے قریب آکر پوچھنے لگا اے طوطی پارسی خوان تو غیرت بلبل ہزار داستان رشک
مرغ خوش الحان سو روپے کے لائق ہی طوطی دوقی نے جواب با صواب دیا درین چہ شک ست یہ کلام فرحت التیام
وہ مغل بدغل سنکر نہایت خوش ہوا اور سو روپے نقد کیسۂ حماقت سی فی الحال نکالکر اوس طوطی پر فراست کی
بہا مین دیکر خوش و خرم بے اندوہ و غم گھر مین لایا اور جو بات نادرات یا واہیات اوس مغل نے طوطی پھر وتی
سے پوچھی تو وہ بھی جواب دہ ہوئی درین چہ شک ست اس کلام وحشت التیام سی اوس مغل بدغل کا مرغ دل قفس
تن مین پھڑکنے لگا اور اپنی الو پنے پر شرمندہ اور خجلت زدہ ہوکر اوس طوطی دوقی سے کہنے لگا اے طوطی
لاموتی مینے نہایت حماقت ونالیاقتی کی جو تجھ مشت پر کو سو روپے کو خرید کیا اوسکے جواب مین طوطی دوقی
کہنے لگی درین چہ شک ست اوس مغل ہے دغل نے متبسم ہوکر اوس طوطی لعبتی کو بادل ناشاد آزاد کیا
ابیات لیک مہجور آج کل کے مغل ۔ نہین کرتے ہین اسطرح کے عمل ۔ پیرو کار نیک وہ ہی
ہوا ۔ قول یہ نخشبی کا جسنے سنا ۔ نخشبی تا توان نکوئی کن ۔ کس چہ داند چہاست نیکوئی ۔
نیکوی را جزا بدی ندہند ۔ نیکوی را جزاست نیکوئی ۔ نقل ہے کہ ایک بادشاہ جہاہ
مع مرشد زادہ خورزادہ برای شکار فرحت آثار و سیر مرغزار زیر کہسار سوار ہوگیا اتفاقاً دو دیکھ کے

وقت آفتاب عالمتاب نے حرارت بشدت پیدا کی بادشاہ اور بادشاہزادے نے اپنا اپنا لبادہ ایکبار اوتار کر ایک مسخرے باہوش کے
دوش پر ڈالدیا اور متبسم ہوکر بادشاہ عالیجاہ نے کہا اے مسخرے تشخص حزے ان دونون لبادون کا بوجھ تجھپر ایک
خر کا بوجھ ہوگیا یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ مسخرا بے بہا کہنے لگا قربان جاؤن ایک خر کا بوجھ کیا بلکہ دو خر
گرانبار کا بار مجھ نابکار پر ہے یہ جواب باصواب بادشاہ عالم پناہ مسموع کر کے نہایت محظوظ ہوا اوس لطیفے خوش
دقیقے کے صلے مین وہ دونون لبادے ملبوسی بیش قیمتی عنایت اور کرامت فرمائے **ابیات** لیک مہجور

اب کہان وہ لوگ + قدر کرتے تھے خلق کی جو لوگ + اب نہ وہ شاہ اور نہ شاہی ہے + جسطرف دیکھو اک تباہی ہے +

نقل ہے کہ ایک عزیز صاحب تمیز نے اپنے نوکر فتنہ گر سے مرغ کا سالن مرغن پکوایا جس وقت کہ وہ سالن
خوشگوار طیار ہوا تو اوسکی بو باس سے اس نوکر فتنہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ مین پھڑکنے لگا آخرکار اوس
نابکار نے مرغ بریان کی ایک ران بشوق تمام نوش جان کی اور ایک ران مع سینہ و بازو اپنے آقا کے
روبرو لیگیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغ کی ایک ران دسترخوان پر دیکھکر کہنے لگا **شعر** مری عقل اس جا پہ
حیران ہے + کہ اس مرغ کی ایک کیون ران ہے + یہ گفتگو اوس سنگجو کی سنکر وہ نوکر فتنہ گر کہنے لگا کہ
خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تھی **شعر** مرا اسمین ہرگز نہین ہے قصور + جو تھا گوشت سو آپکے
ہے حضور + یہ بات واہیات اوسکی گوش زد کر کے اوس عزیز باتمیز نے کہا اے مرغے بے ہنگم کہین بھی
مرغ کی ایک ٹانگ ہوتی ہے جو تو یہ واہی گفتگو دوبدو کرتا ہے غرض ہر چند اوس دانشمند نے تکرار
بیشمار کی لیکن وہ مرغا کڑکڑا کر یہی کہے گیا خداوند نعمت آپ جتنی چاہین اوتنی دست درازی
کر لیجیے پر اس مرغ کی ایک ہی ٹانگ تھی آخرکار ناچار ہوکر وہ عزیز صاحب تمیز دل مین کوفت کھا کر
چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز ایک روز گھوڑے پر سوار کوچہ و بازار کی سیر کرتا پھرتا تھا
اتفاقاً ایک کوچے مین کسی کا مرغ بازو مین سر دابے ایک ٹانگ سے کھڑا تھا یہ نوکر فتنہ گر اوس
مرغ کو دیکھکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ فرماتے تھے کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہین ہوتا ملاحظہ فرمائیے
یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنے کھڑا ہے بقول شخصے عیان را چہ بیان یہ بات واہیات اوس نوکر
زبان آور کی سنکر اوس عزیز صاحب تمیز نے دستک دے کر جو اوس مرغ کو ہشت کیا تو وہ مرغ
دوسری ٹانگ نکالکر کھڑا ہوگیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنے لگا اے اندھے احمق بے بصر مطلق دیکھ لے
اس مرغ کی دونون ٹانگین ہین یا نہین یہ کلام اپنے آقا عالی مقام کا سنکر اوس نوکر زبان آور
نے جواب دیا خداوند نعمت یہ تو خوب حکمت ہے لیکن حضرت نے سالن کی رکابی پر کیون نہ دستک
دی جو دونون ٹانگین مرغ بریان کی ہو جاتین **مثنوی** یہ نوکر کا سنکر لطیفہ عجیب +

لگا ہے منسکے کہنے زہے خوش نصیب + کہ چھوٹے نے سچ کو قائل کیا + غرض ہے یہ نوکر بڑا اچھا + جو مجبور ہوتا نہ حاضر جواب +
تو کسطرح بچتا وہ اوسکو کباب + **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک امیر خوش تقریر سے کہا ای امیر کہ یہ
جس قوم کا نام بدانجام بان کے لفظ پر ہے وہ نہایت بدفطرت ہوتی ہے چنانچہ فیلبان باغبان ساربان گاڑیبان
دربان **شعر** مرے اس سخن کو نہ تو جھوٹھ جان + کہ ہے ان سبھون کی عجب آن بان + یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا
سنکر وہ امیر خوش تقریر کہنے لگا **مثنوی** بجا آپ کہتے ہین ای مہربان + کہ یہ بان والے ہین سب بدزبان +
انہین بانداروں کو اس آن مین + مقید کا ہو حکم شعبان مین + غرض سنکے یہ گفتگوے امیر + ہوا بادشہ
دلمین اپنے حقیر + ولیکن نظامی کے اس قول کو + نہ سمجھا تھا مجبور وہ راست گو + چو در خورد گوینده ناید جواب +
سخن یا وہ گفتن نیاید صواب + **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی سپاہ خیرخواہ نے فوج عدو سے کسی قلعے پر
شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار مین آئی تو صاحب اخبار نے بادشاہ عالیجاہ کو خبر دی کہ خداوند نعمت کو فتح
و نصرت مبارک اور میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سماعت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش و خرم ہوا دو روز کے
بعد زبانی شہر سوار شاہ نامدار کو دریافت ہوا کہ فوج بلند اوج نے پایۂ ہزیمت و شکست پایا یہ خبر سنکر بادشاہ بحر و بر
کمال منغص ہوا اور وزیر صائب تدبیر سے ارشاد کیا کہ اس عزیز ناچیز کو بلوا کر چوب سیاست سے تنبیہ کر کہ بادشاہوں کے
آگے کیوں دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بادشاہ عالم پناہ کے قریب آ کر کہنے لگا کہ خداوند جہان افسر زمان
غلام ناکام آج تعزیر کے قابل نہیں ہے خلعت فاخرہ کے لائق ہے کسواسطے کہ ہزیمت اور ناخوشی کے روز اس
غم اندوز نے خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سے خوش کیا تھا آج کا روز بھی ناخوشی کا ہے حضرت کو لازم ہے کہ
آج مجھ محتاج کو خداوند خوش و خرم کرین تو بجا ہے غرض اس سخن دل لگن سے بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی
تقصیر حقیر دل سے معاف کی **ابیات** وہ سچ ہے جو مشہور ہے بات عام + بقول نظامی شیرین کلام +
سخن گفتن و بگرجان سفتن است + نہ ہر کس سزاے سخن گفتن است + **نقل ہے** کہ ایک غریب ابلہ عجیب
قاضی کے قریب گیا اور یوں گویا ہوا کہ ای قاضی حشمت پناہ قاضی آج کئی روز کے فاقے سے تیرے پاس بخواہش آیا ہوں
براے خدا مجھے ایسا کھانا دے کہ نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے اور تجکو اسکا ثواب بحساب ہوگا کیونکہ مشہور و
معروف ہے عربی قلوب المومنین عرش اللہ تعالی اور سچ بھی ہے وہ در دنیا ستر در عاقبت اور مثل مشہور ہے
جو دے گا سو پائے گا یہ کلام نصایح التیام سنکر قاضی حامی اسلام کہنے لگا اے عزیز بے تمیز کیا تیرے گوش زد نہیں ہوا
کہ قاضی کے گھر کے چوہے سیانے اسکے سوا جو قاضی کے گھر مین آتا ہے وہ سوگند کھاتا ہے اگر تیرا جی چاہے تو
مجھ سو جھوٹھ یا سچ جسمین تیرا پیٹ بھرے ویسی ہی قسم کھالے **نظم** الغرض وہ بگفتۂ قاضی + ہو گیا
ادا مین خوب مار اضی + لیک گر عقل مین ہے تو باہوش + تو نصیحت کو سن لے کرکے گوش +

کسی سائل کو در سے اپنے مہجور
نقل طرفہ ہے ایک یہ مشہور
دودہ اک کاسہ بھر کے پیتے تھے
پر نفر کو دکھا کے کاسۂ شیر
آکے پاؤن گا ورنہ مین بخدا
وہ تو گھر مین گئے یہ کہکر بات
اوسکے اوپر سے وہ ملائی لی
الغرض اوسنے تھوڑی سی وان
جب وہ مردود لے کے پی ہی گیا
دل سے بولا کہ اب کوئی تدبیر
چشم عاشق ہو جسطرح پُر آب
بعد اک دم کے آ سکے جو آقا
اک میٹھے دودہ کی سی صورت ہے
سنکے کہنے لگا کہ اے صاحب
اور اوسی شکل سے دہرا ہے جام
ایسا پتلا اسمین ہے گیا تھا مجھے
مجکو تم نے نہین دکھایا تھا
وہ غرض ہو کے عاقبت ناچار
آگئی تھی جو ایک چھوٹی سی
اسمین یہ چیز کیا ہے دیکھ ذرا
اب دکھا جا یہ شیر ماہی ہے

نقل دیگر

رات کو اپنا چھوڑ کر بستر
پر وہ اوسکو کبھی نہ پاتا تھا
دیکھو دن تو کون سادہ انسان ہے

ہاتھہ خالی نہ بھیج نامقدور
چین سے لیکے اور تا فنطور
ایک دن گھر مین کر کے کسرت کو
کہا آنکھون سے دیکھہ لے بے پیر
ہائے کفشون کے تیرے سر کا غدود
وہین اوسنے بڑہ کے دونون ہات
کھا کے کہنے لگا عجب ہے مزا
کی ملائی تو سب وہ نوش جان
یاد آئی جو بات آقا کی
کیجیے جس سے پُر ہو کاسۂ شیر
غرض اوسمین ہے اوسنے لے کر نیر
اپنے کاسے کو دیکھتے ہین کیا
آکے غصے مین یون کہا بے پیر
اسمین سے کچھ نہین ہوا غائب
سنکے یہ بات وہ لگے کہنے
اولٹا کرتا ہے قائل اور مجھے
جیسا دکھلا گئے تھے ویسا اب
دودہ پینے لگے وہین یکبار
انکو پینے مین جو نظر آئی
سنکے یہ بات اور ہو کے خفا
اوسکی تقریر سنکے یہ مہجور
نقل طرفہ ہے اک گھوڑے کی
ایک صاحب کے جا کے بالین پر
ایکدن اوسنے ٹھانی دل مین یہ بات
رات کو ہکتا روز جو یان ہے

قطعات نظم

ڈنڈ مپیل ایک بعد ورزش کے
رفع کرنے گئے وہ حاجت کو
ایسا ہی دودہ سے بھرا کاسا
سب لگا لو لگا سنے اے مردود
کھینچ کاسے کو اور ایک اونگلی
اور بھی کھاؤن گا یہ دل سے کہا
دودہ بھی اوسمین سے غرض آدھا
خوف سے تب لگا نکلنے جی
وان تھا اک حوض اسطرح پُر آب
کر دیا پورا جلد کاسۂ شیر
نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہے
ایسا ہی مین دکھا گیا تھا شیر
دیکھیے ویسا ہی بھرا ہے جام
ذرا آنکھون سے دیکھہ تو بھڑوے
پھر وہ بولا کہ پتلا اور گاڑھا
دیکھیے بھرا وہ کاسہ سب
کہین پانی مین حوض کی مچھلی
تو لگے کہنے او بے سودائی
یون لگا کہنے سخت واہی ہے
ہو گیا چپ غرض وہ اہل شعور
سنکے آئی جسے سبھون کو ہنسی
چین سے بیٹھکر ہنک آتا تھا
سو رہے بھی ذرا نہ آج کی رات
الغرض اسمین بات ٹھان کے جیہ

سو رہا جب دو پٹا تان کے بیچ
یہ تو تھا جاگتا وہین اوٹھکر
آکے ہگ جاتا ہے ہمیشہ تو
سن مٖے شیطان کا مین بیٹا ہون
جا کے پاخانے مین کہی یہ بات
باپ کے گھر کو چھوڑ کر ہر جا
خوبسا اونکا گوز بند کیا

نقل دیگر

اتفاقا کہ وہ تھا گھر مین
گھر سے کچھ کھا کے آیا ہے بیٹا
یا نہین کچھ تو کہہ ہماری نان
یون لگا کہنے ہنسکے وہ بدذات
پیرزن سنکے اوسکی یہ تقریر
کہین کرتا ہے کوئی ایسی بات
اسمین معمول سے وہین ہے اپنے
یون لگا کہنے تو ہے کون بشر
سنکے کہنے لگا کہ اے مردک
کیون نہ ہر پر ترے ہمیشہ ہگون
باپ کا تو تمھارے یہ گھر ہے
یون نہین ہگتے پھرتے ہین بیٹا
سچ ہی مجبور یہ پرایا گھر
نقل ہے اک عزیز وقت پگاہ
اوسکی مادر نے آن کر وہین
جب تلک گھر مین آئے تیرا یار
دون سنگا چوک سے تجھے اس آن
آپکے سر کی سون کہ یہ بیبا ک
لگی کہنے تو سخت ہے بے پیر
آخرش کو وہ پیرزن مجبور
شوق سے آکے وہ لگا ہگنے
یون سرہانے مرے جو اے بدخو
مجکو بھیجا نتا نہین اب تک
سنکے یہ اوسنے جھٹ پکڑ کے ہاتھ
رو رو کے ہگیے یہان تو بہتر ہے
غرض اوسنے زبان کو کھول دیا
تھوک کا ڈر ہے اپنا گھر ہگ بھر
گیا اک آشنا کے گھر ناگاہ
جوش شفقت سے اوس سے یون پوچھا
جو کھے تو ابھی وہ ہو ملیار
سنکے یہ اوس سلیقہ دار کی بات
کھا کے آیا ہے آج تو امساک
ہڑے بوڑھون سے اپنی کیسی بات
گئی گھر مین یہ کھکے چل ہو دور

چھٹا باب خردمند ونکی نقلو نمین

عاقلان صاحب ہوش اور ناقلان عیب پوش قرطاس ادراک پر کلک چالاک سے یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے قریب ایک غریب پر فریب جاکر یون حرف زن ہوا کہ اے درویش خیر اندیش تیری خدمت فیض رحمت مین تین سوال دوراز خیال رکھتا ہون انکا جواب باصواب عنایت کر پہلے سوال کا احوال یہ ہے کہ سب صاحب کہتے ہین کہ خدا ہر جا حاضر وناظر ہے یہ بندہ گندہ کسی جا نہین دیکھتا چشم ظاہر بین سے دکھلا دیجیے دوسرے یہ کہ انسان ضعیف بنیان کو تقصیر کی تعزیر کیون دیتے ہین جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان ناتوان کو کچھ قدرت اور طاقت نہین اور بے ارادت قدرت حقتعالی کے کچھ نہین ہوتا چنانچہ مثل مشہور ہے مصرع ع بیرضائے تو نیکے برگ نجنبد ز درخت ✣ پس اگر انسان ضعیف بنیان کو قدرت یا طاقت ہوتی تو تمام کام اپنے واسطے خوشتر وبہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالی شیطان بے ایمان کو برائے عذاب دوزخ مین ڈالے گا پس آتش دوزخ اوس سرکش کو کیونکر عذاب کیے گی کہ اوسکی سرشت آتش کی ہے بھلا آتش کو آتش کیا صدمہ دے گی یہ گفتگو دو بدو سنکر وہ فقیر روشن ضمیر ایک ڈھیلا اٹھا اوسکے سر پہ مار کر خاموش ہو گیا وہ شخص بنالہ وزاری بعد

حقیر اری قریب قاضی جاکہ مستغاثی ہوا کہ مینے فلانے درویش جفاکیش سے تین سوال ہمثیال کیے تھے سو اوسکا
جواب باصواب اس عذاب کا دیا کہ عارمی درد سر کے میرا سر بال اتر ہے القصہ قاضی مردریاضی نے اوس درویش
خیراندیش کو بلوا کر کہا اے فقیر روشن ضمیر تو نے اس بے تقصیر تن حقیر کو کیون ڈھیلا مارا کہ جس سے یہ دلتنگ
جان سے تنگ ہی اسکے جواب مین وہ درویش دلریش کہنے لگا کہ وہ ڈھیلا اسکے سوال فرخندہ فال کا جواب
باصواب ہی لیکن یہ نسمجھا نہین تو پتھر کا ہو جاتا یعنی اوسکو جو شاز نگرتی اور مانند بت خاموش وبیہوش رہتا
اے قاضی مردریاضی اول سوال کا جواب یہ ہی کہ اس سے پوچھیے درد کی کیا صورت ہی اور کہان سے آتا ہے
کہ جو یہ کہتا ہی کہ درد سر سے میرا ناک مین دم ہی جو یہ اپنے درد سر کی مجھکو شکل دکھا دی تو مین بھی اوسکو خدا کو دکھلادون
اور دوسرے یہ جو کہتا ہی کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہی اوسکے ذرا ارادت کچھ نہین ہوتا تو یہ پھر میری نالش تمھاری پاس
کیون لایا وہ تو جو کچھ کیا اللہ تعالی نے کیا مجھ مجبور کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہی کہ شیطان بے ایمان کو آتش
دوزخ نہ عذاب دیگی کیونکہ دونون کی ایک سرشت ہی بقول شخصے مثل ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی نہین ہوتی ہے
پس اگر یہی سمجھا تھا پھر خاک سے اسکی خاک ناپاک کو کیون رنج والم پہونچا کیونکہ ڈھیلے کی سرشت اور اوسکی
ایک ہی یہ تقریر پرتاثیر اوس فقیر روشن ضمیر کی قاضی مردریاضی سنکر لاجواب ہوا **ابیات** مرد دانا تھا کہ سنکر یہ
جواب + پھر زبان پر وہ نہ لایا کچھ خطاب + لیکن اے مہجور اسکا مدعا + فی الحقیقت خوب رنگین نے کہا +
وہ جو احمق ہے نہین اوسکا علاج + وہ نہ کل سمجھا نے سمجھے گا نہ آج + چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد
کرتے ہین کہ مشیت ربانی اور ارادت یزدانی سے لاکھ مردہ بیجان کو زندہ کر سکتا ہون اور ہزار نابینا کو طرفۃ العین
مین بینا کرتا ہون لیکن ایک احمق مطلق کو دانا نہین کرسکتا ہون اور ہندی مثل بھی مشہور ومعروف ہے
مثل کہ گدہا پیٹے سے گھوڑا نہین ہوتا چنانچہ شیخ سعدی کہتے ہین **شعر** خر عیسی اگر بمکہ رود +
چون بیاید ہنوز خر باشد **نقل** ہے کہ ایک عزیز باتمیز دانائے دہر یکتائے عصر ایک امیر صاحب توقیر کے
مکان دلستان مین وقت اختتام شام وارد وصادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اوسکو دیوانخانہ عالیشان
رشک گلستان مین صدر نشین کیا بعد یکپاس شب پرطرب اوس عالی مقدار والا تبار نے بتکلف تمام
اقسام اقسام طرح طرح کے کھانے ذائقہ دار مع مربا و اچار دسترخوان محمودی پر اوس شیرین زبان
رطب البیان کے سامنے حاضر کیے چنانچہ حسب اتفاق اوس دسترخوان پر الوان پر نقرئی کباب خوری مین ہفت عدد بیضہ
مرغ ہمسرشت انجم ایسے جلوہ گر تھے کہ اونکی آبداری کے آگے در یتیم بھی یتیم معلوم ہوتے تھے لیکن
اوس دسترخوان پر الوان پر ایک تو صاحب خانہ اور دوسری اوسکی منکوحہ مع دو فرزند ارجمند یہ چار شخص تھے
خاص ایک گھر کے اور پانچوان وہ مہمان عالیشان یہ سب شگفتہ لب اوس دسترخوان دلستان پر جلوہ کنان

اور بیضۂ مرغ رشک انجم سات عدد جو تھے اسواسطے صاحب خانہ نے سادگی سے مہمان ذیشان سے کہا ای عزیز باتمیز ان بیضونکی
تقسیم تعمیم تیرے وقوف پر موقوف ہی مگر دانائی ای بھائی یون چاہتی ہے کہ بیضۂ مرغ ایک نہ ٹوٹے اور ساتون بیضے
پانچ آدمی مین برابر قسمت ہو جائین غرض اوس عزیز باتمیز نے الامر فوق الادب کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کے آگے
رکھدیا اور ایک بیضہ آپ لیا اور دو بیضے دونون بیٹون کو عنایت کیے اور تین بیضے اوسکی زن رشک چمن کے حوالے
کر دیے یہ ماجرا حیرت افزا اوس مرد خدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز یہ حصہ پر قصہ تو نے کس منصفی سے
کیا یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان بے خانمان یون حرف زن ہوا کہ اے بندہ نواز ریش دراز بچشم انصاف
صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مرغ کا اور دو بیضے خفیہ خصیہ کے یہ تین بیضے تیرے پاس بلا وسواس ہوئے
یا نہین اور اسی قبیل پر دلیل سے تیرے بیٹون کے اور میرے پاس تین تین بیضے موجود ہین مگر تیری جورو کے
پاس کوئی بیضۂ خفیہ نہ تھا اسواسطے اوسکو کو کر مرغی سمجھکر مینے مرغ کے تین بیضے دیے تا کہ یہ بھی ہم سبکے برابر
ہو جائے غرض اوس تقسیم دل دو نیم کی تفصیل بعدیل سنکر وہ مرد بے دلیل بکمال نادم ہوا آخر وہ شب تو گذری
پھر وقت نصف النہار ایکبار وہ پانچون اشخاص خاص بے شش و پنج برائے تناول طعام لذت التیام جو
مستعد ہوئے تو اوسوقت دستر خوان غیرت گلستان پر چار مرغ بریان خجلت دہ گل ارغوان ایسے طیار خوشگوار
ہو کر آئے کہ جسکی بو باس سے مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کرنے لگا اوس صاحب خانہ خفت خوردہ نے پھر بپاس
خاطر عاطر مہمان سے کہا کہ اے مجمع الکرامات و اے منبع الکمالات ان کبابون کی بھی تقسیم بطرز قدیم تیری رائے پر
موقوف ہے غرض اس باتمیز نے کہا کیا مضائقہ مصرع اگر یون ہی مرضی تو کیا ہے خلل * یہ مصرع پڑھکے
ایک مرغ بریان اوس مہمان بیگیان نے صاحب خانہ اور اوسکی منکوحہ کے آگے رکھکے کہا یہ ایک مرغ تم دونون کے
حصے مین ہی اور ایک مرغ اوسکے دونون بیٹون کے آگے رکھدیا اور دو مرغ بریان دلخستہ و البستہ اپنے سامنے
رکھے یہ تقسیم ذمیم صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے نامعقول بے معقول یہ حصہ پر غصہ تو نے کیسا کیا کہ ایک مرغ
ہم دو آدمیون مین دیا اور دو مرغ تجھہ اکیلے نے لیے **قطعہ** منصفی اپنے دل مین آپ تو کر * ایسی تقسیم ہے
کہین بہتر * غیر کو کیا غضب ہے کم دیجے * ہاتھہ سے اپنے خود بہت لیجے * یہ گفتگو اوس نیک خو کی
سنکر مہمان تیز زبان کہنے لگا کہ اے نافہم و بے عقل سمجھ تو دل مین ایک مرغ اور تم دونون جورو خاوند
یہ تین پورے ہوئے یا نہین اسیطرح ایک مرغ اور تیرے دونون بیٹے یہ بھی تین دلنشین کر لے اور دو
مرغ ایک مین تنہا یہ بھی حساب سے ٹے بے حجاب درست اور حیثیت کچھ اسمین مطلق کم و زیادہ نہین
ہی مین سمجھا تو تو نے کون سی تقصیر اور نا انصافی کی بات و اہیات میری طرف عائد کی یہ گفتگو اوس
بد خو کی سنکر صاحب خانہ نہایت گڑگڑایا اور اپنے خادمون سے کہنے لگا کہ اس مرغ بے ہنگم

دل بدم ہے کہ مدد کو میرے غریب خانے سے نکلجائے ورنہ مجھکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اسکی ہر ایک بات
نوک جھونک دل کو خار لگتی ہے یہ کیا غضب ہے کہ جسکا دانہ پانی کھائے اور اوسکو یون ڈنکے کی
چوٹ لام کاف سنائے اسکی وہ مثل ہے کہ جس رکابی مین کھاتا ہے اوسی مین چھید
کرتا ہے یہ بات اصیل زادے اور نجیب الطرفین سے نہایت معیوب ہے آج کوئی محتاج
بے زر بے پر کو اسطرح حقیر اور بے توقیر نہین کرتا ہے جس طرح یہ مرغا مجھکو اوڑا اوڑا کے دباتا ہے
سچ تو یون ہے **شعر** اوس سے کسطرح کوئی بر آئے + جسکو غیرت نہ کچھہ نظر آئے + یہ سخن
دلشکن صاحب خانہ کا سنکے مہمان پر طوفان کہنے لگا اے یارو **ابیات** کیون نہ عالم تمام ہووے
تباہ + مفلسی اوڑ گئی جہان سے آہ + یہ زمانہ بھی ہے عجب ڈھب کا + سچ جو بولے وہی ہے دیوانا +
یہ اشعار وہ مہمان زبان طرار پڑھ کے اپنے گھر کو روانہ ہوا اور صاحب خانہ اوسکی گفتگو عربدہ جو سے نہایت
غمگین ہوا **نظم** سچ ہے مجبور مردمان عقیل + نہی کرتے ہین ہر سخن کی دلیل + نہین ہوتے ہین وہ
کسی جا بند + لاکھہ ڈاٹا کرے کوئی گرچہ بند + **نقل** ہے کہ ایک دانشمند افلاس کا دردمند دست
بخت سیاہ سے بحال تباہ اپنے شہر سے جو کسی اور شہر مینو چہر مین وارد و صادر ہوا تو وہان لوگون نے
اوسکے احوال پر ملال کو دریافت کر کے کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز اس شہر مین ایک شخص رشک حاتم
طائی مولائی رہتا ہے اگر تو اوسکے پاس بلا وسواس جائے تو غالب ہے کہ تیرا دست تہی اوسکے جود و سخا
سے پر ہو جائے وہ دانشمند حال کثیف اور صورت نحیف سے اوس امیر صاحب توقیر کے قریب گیا لیکن
وہ ظاہر پرست عقل پست غرور و کبر و استغنا سے اوس غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ
اوس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب بیٹھنے کا بھی روادار نہوا وہ دانشمند دردمند شرمندہ ہوکر بصد ندامت
و خجلت کسی مسجد مین جا کر سو رہا چند روز کے بعد لباس پاکیزہ بکرایہ لے کر اپنے تن پر آراستہ و پیراستہ
کیا اور اوس ظاہر پرست خود دولت کے قریب بقصد تہذیب جا کر ہمزانو ہوا وہ دنیا دار ایکبارگی اختیار
تعظیم و تکریم بجا لایا اور کھانے کو طعام خوشگوار تکلف بسیار مع مربا و اچار حاضر کیا
وہ دانشمند عقلمند دستر خوان الوان پر بیٹھکر لقمہ ہاے طعام مقوی مشام اپنے دامن و آستین
مین رکھنے لگا یہ واردات واہیات دیکھکر صاحب خانہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اپنا لباس
کھانے سے ستیاناس کیون کرتا ہے یہ طعام ہاے ناکام کھانے کے واسطے ہے نہ کپڑے
خراب کرنے کو نہین ہے یہ کلام نافرجام اوس ناکام کا سنکر وہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز
اول روز یہ جگر سوز تیرے پاس بلا وسواس حالت کثیف سے آیا تھا تو تو نے مطلق التفات نکیا

اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس سے جو تیرے قریب آیا تو تو نے اسقدر تکلف کیا کہ جسکا بیان بیان سے باہر ہے تو یہ طعام ہے اے ناکام میرے لائق نہین ہے جسکے واسطے ہے اوسکو مین کھلاتا ہون **ابیات**
اگر میری خاطر یہ ہوتا طعام ✤ تو پہلے ہی دیتا مجھے لا کلام ✤ یہ بات اوسکی سنکر وہ نادان امیر ✤ ہوا اپنے دل مین بہت سا حقیر ✤ جو مہجور دنیا مین نادان ہین ✤ وہ باتون سے اپنی پشیمان ہین ✤ جو دانا ہین اونکا ہو گفتہ سخن ✤ دل و جان سے سنتے ہین سب مرد و زن ✤ **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹھا مردمان رہروان کا نظارہ کنان تھا یکایک طائر نظر قفس چشم سے پرواز کرکے ایک طرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص ہاتھ مین مرغ لیے مثل طعمہ ادہر دکھا رہا ہے اوس بادشاہ جمجاہ نے اوسکو قریب بلوا کر کہا اے عزیز بے تمیز یہ مرغ تو گرفتار تیرے چنگل نابکار مین کیسا ہے وہ ذو فنون فیلسوف یہ سخن ہر فن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اس غلام ناکام کا مرغ کشتی چڑھا اس مہینے کے درمیان کئی بالیان گھٹ گیا آخر کار ناچار اپنی نااقبالی سمجھکر اس تیرہ بخت نے آج وہ مرغ آپ کی طرف سے بازی لگا کر لڑایا سو آپ کے اقبال فرخندہ فال سے وہ مرغ بڑھ گیا اسواسطے آپکی خدمت فیض درجت مین یہ مرغ بازی کی جیت کا لایا ہون اسکو قبول بے عدول کیجیے بادشاہ نے وہ مرغ اوس مرغے سے یہ سمجھکر لے لیا بقول شخصے **مثل** مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے ✤ اور اوسکے سوا مفت را چہ گفت الحاصل وہ مرد عاقل دو چار روز کا وقفہ دے کے ایک گوسپند دلپسند بادشاہ کے قریب لا کر یون گویا ہوا کہ یہ گوسپند دلپسند بھی آپ کے نام نیک انجام سے بازی مین جیتی تھی اسکو بھی باورچیخانے مین بھجوا دیجیے بادشاہ نے وہ بھی مال مفت سمجھکر لے لی چندروز کے بعد وہ دانشمند خود پسند ایک شخص روسیاہ ہمراہ لے کر آیا اور بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا اے حضرت سپہر کرامت مین بد خصلت آپکی طرف سے دو ہزار روپے اس شخص سے بازی لگا کر چوسر کھیلا تھا سو ہار گیا دو ہزار روپے خزانۂ عالی متعالی سے عنایت کیجیے تا کہ غلام اس بازی جانبازی سے نجات پاوے یہ سخن واہیات اوس سمت ذہن سے سنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی یعنی اسنے ضرب لگائی غرض بادشاہ عالی جاہ نے دو ہزار روپے دلوا کر کہا اے عزیز بے تمیز اب جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی لا یذکر لیکن میرے نام نیک انجام کی پھر کسی سے بازی نہ لگانا **قطعہ** نہ اب تجھسے بازی مین لون گا کبھی ✤ نہ اسطرح کی ہار دونگا کبھی ✤ غرض دل مین مہجور وہ بادشاہ ✤ نہایت ہوا شرمگین بے گناہ ✤ **نقل ہے**

کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک منجم پر فہم سے پوچھا کہ اے اختر شناس نیک اساس دیکھہ تو میرا گل زندگی باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہے گا اور خزان اجل میری بہار زیست کو کب پت جھڑ کرے گی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ منجم بے غم یون حرف زن ہوا کہ اے رونق بوستان حشمت واے زینت گلستان دولت علم نجوم سے یون معلوم ومفہوم ہوتا ہے کہ آپ کا گل زیست گلشن ہستی مین تیس برس کے بعد صرصر اجل سے مرجھا جائے گا **شعر**

اگر جھوٹھہ ہو اسمین اے شہریار ✤ تو اس برہمن کو سمجھنا چار ✤

یہ سخن دلشکن اوس برہمن کا سنکر بادشاہ عالم پناہ نہایت ملول غم شمول ہوا یہان تک کہ دو چار روز مین وہ دلفگار اس قدر نحیف و زار ہو گیا جیسا کہ مہینون کا بیمار ہوتا ہے یہ احوال پر ملال بادشاہ فرخندہ فال کا وزیر نیک خصال دیکھکر یون گویا ہوا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ بقول میر حسن **شعر**

رہے جاہ و حشمت یہ تیرا مدام ✤ بحق محمد علیہ السلام ✤

یہ غلام ناکام خداوند نعمت سپہر کرامت کو کئی روز سے زار و نحیف دیکھتا ہے اسکا موجب اور سبب کیا ہے خانہ زاد موروثی کو دریافت ہو تا کہ اوسکی تدبیر پر تاثیر کیجائے یہ گفتگو وزیر نیکخو کی گوش زد فرما کے بادشاہ کہنے لگا اے وزیر صاحب توقیر کچھہ نہ پوچھہ **شعر**

ہین پر غم اس لیے بلبل صفت دن رات نالان ہون ✤ کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھہ دن کا مہمان ہون ✤

القصہ جب وزیر دلپذیر احوال پر ملال کے اظہار و انکشاف پر جب نہایت درپے ہوا تو بادشاہ جمجاہ نے بدیدہ گریان بدل بریان یون زبان کو نطق سے آشنا کیا کہ اے وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین بیس برس باقی ہین اس سبب سے میرا دل حزین اجل کے قرین نظر آتا ہے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا مسموع کرکے وزیر کہنے لگا خداوند نعمت آپ کو کیونکر تیقن ہوا اوسکے جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا اہل تنجیم قدیم روے علوم نجوم سے کہتا ہے وزیر دلپذیر کہنے لگا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اوس برہمن سخت دہن کو غلام روبرو تو بلوائیے تا کہ صاف صاف دریافت ہو کہ وہ کس روسے کہتا ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے اوس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا وزیر صاحب تدبیر نے اوس سے پوچھا اے اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالی جاہ کی تعداد زیست تو نے بتائی ہے اوسکے جواب مین وہ اجل گرفتار ایکبار گی کہنے لگا مین کیا کہتا ہون علوم نجوم سے یون ہی معلوم و مفہوم ہوتا ہے یہ گفتگو سنکر وزیر نیکخو کہنے لگا اے برہمن تیرا بچن ٹھیک ہے لیکن سچ کہہ کہ تیری زیست مین اے پر ہوس کتنے برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچھہ حساب و شمار کرکے کہنے لگا اے وزیر دلپذیر میری زندگانی دار فانی مین دس برس اور بھی ہے اسمین کوئی اگر مجکو تیغ سے مارے گا تو بھی نہ مرون گا یہ سخن اوس برہمن کا سنکر وزیر نے ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹکر دھڑ سے قدم بہ

آرہا اور قضا اوسکی لاش پر گریہ کنان ہوئی غرض نجومی ہارونی کو جہنم واصل کرکے وزیر صاحب تدبیر بادشاہ جمجاہ سے
کہنے لگا دیکھیے خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرفتہ کو اپنی تو قضا دریافت نہ تھی پھر بھلا اور کی قضا کیا
معلوم ہوگی یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا اور اوسی دن سے آزار توہم علاج
خوشی سے دفع ہوگیا **مثنوی** غرض عقلمندونکی ہم عقل ہے + کہین آفرین کیون نہ شام و سحر +
جو مجبور کچھ بھی ہے باہوش تو + تو میری نصیحت کو کر گوش تو + کبھی ظاہرا موت انسان کی + نہ روے
نجوم و طبابت سے بھی + جو دریافت ہو پر نہ یہ چاہیے + کہ صاف اوس جفا کش کو بتلایئے +
نقل ہے کہ ایک مرد صاحب درد کی جورو بدخو بلیہ نہایت جنگجو تھی چنانچہ یہ قطعہ نخشبی کا اسی کے
حق مین موزون ہوا تھا **قطعہ نخشبی** زن کہ جنگجو باشد + طاقت جنگ او ندارد دیو + ہمہ عالم ز دیو
بگریزد + از زن جنگجو گریزد دیو + الحاصل وہ زن پرفن ایک روز شوہر غم اندوز سے جنگ و جدل
کرکے مع دو طفل صغیر صحراے کبیر مین چلی گئی **بیان شب** اس عرصے مین جس وقت شہر بانان شب
نے تن فلک پر ستارون کے گل نمایان کرکے چیتے کی صورت نمود کی اوس وقت وہ زن پرفن
ایک درخت کے نیچے دونون لڑکون کو لے کر بیٹھ رہی لیکن صحراے ہولناک کی دہشت پر وحشت
دل پر اس قدر غالب ہوئی کہ خواب آنکھون سے خیال ہوگیا اس حالت پر ملالت مین آپکو لعنت ملامت
کرکے کہتی تھی کہ مجھ کمبخت ناشدنی نے بیٹھے بٹھلائے کیا طوفان اوٹھایا جو اس مصیبت پر صعوبت
مین ایکبار گرفتار ہوئی لیکن یہ شب پر غضب صبح زیست کی سحر دکھائے تو اپنے گھر جاکے پھر ایسی
حرکت ناشایستہ کبھی نکرونگی اور شوہر خوش منظر کی پرستاری اور فرمانبرداری سے تا بزندگی سر نہ اوٹھاونگی
فی الحقیقت بقول نخشبی **قطعہ نخشبی** جہل پاے بند قوی ست + می ندانم تو ورچہ سودائی + ہر چہ دانا کند
کند نادان + لیک بعد از قبول رسوائی + الغرض وہ زن پرفن یہ گفتگو دل مین کر رہی تھی کہ ایک
پلنگ دبنگ پر ہیبت شیر صولت سامنے سے نمودار و آشکار ہوا دیکھتے ہی اوس پلنگ قضا
خدنگ کو عورت بدخصلت کی روباہ عقل طپیا گئی دہشت پلنگ سے فرار ہونے لگی کہ یکایک اسد
یاس نے پنجہ فراست مین دبا کر یہ کہا **شعر** منہ کو اب پھیر نہ ذی عقل تو مرجانے سے + شدنی
جو ہے وہ ٹلتی نہین گھبرانے سے + المدعا وہ زن پرفن اوس پلنگ بانیرنگ کو پکار کر کہنے لگی
اے پلنگ خوش رنگ جلد آ اور میرے سخن دل لگن کو اپنے گوش ہوش مین راہ دے جو تیرے من کا
چیتا ہوگا وہ خاطر خواہ بن آئیگا یہ بات واہیات سنکر وہ پلنگ کمال متعجب ہوکر کہنے لگا اے عورت
بے دہشت وہ کونسی بات نادرات ہے کہ جسکے استماع کو تو طلب کرتی ہے وہ زن

پرفن بولی اے پلنگ کچھہ نپوچھہ یعنی میرے شہر مینو چہر کو اس بیشے کی شیر دلیر نے پنجۂ اجل سے تاخت و تاراج
کر دیا تھا آخر کار تمام ساکنان شہر اور والیان دہر نے باہم بیٹھکر یہ مشورہ کیا کہ یہ شیر دلیر کھانے کو تو دو تین آدمی
کھاتا ہے لیکن تمام شہر کو ہلاک و بیجان کرتا ہے اس سے تو یہ بات بہتر ہے کہ اس شیر دلیر کے تین آدمی روز
مقرر کر دیجیے تاکہ زیادہ اور کسی پر آفت پر صعوبت نہ آئے سو آج کے روز مجھہ غم اندوز کی باری ہے اسواسطے
اس بیشے میں ہولناک میں غمناک مع دو طفل صغیر آئی ہون لیکن اے پلنگ نیستان مین دل بریان
درویشون کی آل سے ہون مجھہ سے کوئی محروم نہین جاتا اگر تو میرے طعمۂ گوشت سے اپنی زبان
اس آن سیر کیا چاہتا ہے تو کیا مضائقہ مین بھی چاہتی ہون مگر ایک طفل اور آدھا میرا وجود موجود ہے
اسکو تو بخوشی تمام نوش جان کر اور آدھا میرا وجود اور ایک لڑکا شیر دلیر کے واسطے رہنے دے
کیونکہ مین اجل گرفتہ اوسکے واسطے اس مرغزار مین آئی ہون یہ کلام حیرت التیام اوس زن پرفن کا سنکر
وہ پلنگ غولہ غولہ دنگ ہوا اور یون کہنے لگا اے عورت نیک خصلت تجھہ سی صاحب سخاوت
ہم نے کوئی عورت نہین دیکھی کہ اسباب معاش اپنے دشمن کو دے اور اپنے کشندے سے مراعت
کرے شعر یہ سخاوت کہین نہین دیکھی ٭ تجھہ مین اے نیکبخت ہے جیسی ٭ وہ زن یہ سخن پلنگ سے
سنکر کہنے لگی اے پلنگ خوش رنگ یہ بات ارباب سلوک اور اصحاب دل ملوک سے عجب نہین اگر
اسکا قصہ بیان کرون تو نہایت طول رکھتا ہے مگر اے پلنگ خوش منظر مین تو آج مقرر گشتہ
ہونگی اور میرا گوشت مع پوست برباد جائے گا اگر شیر نے کھایا تو کیا اور تو نے کھایا تو کیا بقول حضرت
شیخ سعدی مصرع چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک ٭ لیکن اے پلنگ با نیرنگ تو مجکو کھا کر
یہان سے جلدی فرار ہو جا کس واسطے کہ شیر دلیر کسیکا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہین کھاتا اور اوسکا
مارا ہوا شکار ہر کوئی جانور چرندہ و پرندہ کھاتا ہے اسواسطے کہتی ہون کہ جو وہ جانے گا کہ میرا طعمہ
پلنگ کھا گیا ہے تو تیری جان اس بیابان مین مع عیال و اطفال نہ بچے گی یہ سخن دلشکن سنکر
وہ پلنگ ایسا وہان سے فرار ہوا کہ کئی کوس تک منہ پھیر ادھر نکیا حسب اتفاق ایک روباہ روسیاہ
آگے آکر یون گویا ہوئی کہ اے پلنگ خوش رنگ اس قدر مضطر تو کدھر بھاگا جاتا ہے اوس پلنگ دلتنگ نے
اوس زن پرفن اور شیر کا قصہ روباہ روسیاہ کے گوش زد کیا اس احوال پر ملال کے سنتے ہی
روباہ روسیاہ نے زبان ملامت کو تقریر نصیحت مین کھول کر کہا کہ اے پلنگ تیری شجاعت
اور غرور کا کیا مذکور لیکن عقل سے خالی دماغ ہے اور ادراک حق تعالی نے انسان ضعیف
البنیان کو دیا ہے یعنی ایک زن پرفن کے حیلے اور مکر مین تو ایسا آگیا کہ تیرے توسن حواس کی

عنان دست ہوش سے جاتی رہی اے پلنگ دلتنگ اگاڑی سے منہ موڑ کہ پچھاڑی پھیر چل اپنا شکار
خستہ وخوار نکر ایسے لقمۂ لذیذ اور طعمۂ عزیز کو کوئی ہاتھہ سے یون مفت کھوتا ہے آج تیرے
صدقے سے مین بھی سیر ہو کر دعاے خیر کرون گی کیونکہ مثل ہے جسکا کھایئے اوسکا گایئے یہ گفتگو
روباہ روسیاہ کی سنکر پلنگ کہنے لگا اے روباہ دلخواہ یہ تو ہو سکتا ہے مگر شیر دلیر کا نہایت خوف و
خطر ہے مبادا وہ بدبلا جو میرے پیچھے پڑے گا تو اوسکے پنجۂ غضب سے رہائی مشکل ہے اور تو اپنے بل
مین چھپ کر بچ رہیگی کہنے والون کا تو کچھہ نجائے گا میری جان مفت جائے گی یہ بات واہیات
سنکر روباہ روسیاہ جواب دہ ہوئی اے پلنگ دلتنگ اگر میری فراست و درایت کا تجکو اعتماد اور اعتقاد
نہین ہے تو میرا پاؤن اپنے پاؤن سے مستحکم باندہ کر اوس زن پرفن کے پاس بلا وسواس چل
اگر شیر غضبناک اوس آن آجائے گا تو مجکو اوسکے روبرو پھینک کر تو بھاگ جانا الغرض وہ پلنگ تنگ
اوس روباہ روسیاہ کو پاؤن مین باندہکر جو ہین اوس عورت پرفطرت کے قریب گیا وہین وہ
مکارا یکبار پکار کر کہنے لگی اے پلنگ دل تنگ مرحبا مرحبا زود بیا سچ ہے کہ اسکو رزق کہتے
ہین کہ پھر آپ سے آپ میرے پاس آیا ورنہ مین حکایت پر شکایت شیر کی تیرے سامنے لکہکر
سخت نادم تھی کہ اپنے ہاتھہ سے آیا ہوا رزق کھو دیا لیکن یہ مثل سچ ہے مثل مصرع
رزق را روزی رسان پر میدہد ◦ اے پلنگ بے ننگ مین عورت پرفطرت جادوگر ڈائن اور گفتار
جگرافگار کی قسم سے ہون ہر ایک صحرا مین جا کر کباب انتخاب پلنگ اور شیرون کے کھاتی ہون
اور بیل اور گینڈون کا شوربا جب تک نہین پیتی ہون تب تک عقلیہ کچھہ نہین معلوم ہوتا اور تو
جو آیا ہے ایک مضغہ وز اسا روباہ روسیاہ کا لایا ہے اس سے تو میری داڑہ بھی گرم نہو گی بقول
شخصے مثل اونٹ کے منہ مین زیرہ یہ گفتگو عربدہ جو دو بدو اوس زن پرفن کی سنکر
روباہ بعد آہ کہنے لگی اے پلنگ یہ عورت بدہیئت فی الحقیقت کوئی بلاے آسمانی یا بلاے ناگہانی
ہے اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو یہان سے سر پر پاؤن رکھکر فرار ہو غرض وہ پلنگ دلتنگ
جو بھاگا تو وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پاؤن سے جو بندہی تھی اوسکی لتاڑ مین اس قدر
مجروح ہوئی کہ تمام بدن پارہ پارہ ہوگیا اس حالت پرملالت مین روباہ روسیاہ خندہ زن ہوئی
تو وہ پلنگ دلتنگ کہنے لگا اے روباہ روسیاہ یہ کیا غضب ہے کہ تو نے آپ کو میرے پاؤن سے
بندہوایا اور مین تیرے باعث سے بھاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پرملالت مین وہ عورت
بدخصلت آجائے تو مجکو اور تجکو بخوبی نوش جان کرے الغرض وہ روسیاہ پلنگ کے

پاؤن سے چھوٹکر اپنے بل مین بھاگ گئی اور وہ پلنگ دلتنگ وہان سے ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹھکانا نہ لگا **مثنوی**
اسمین جب صبح کا ہوا تڑکا ✣ تب تو اوس زن کا مٹ گیا دھڑکا ✣ اپنے لڑکون کو لے کے بے دہشت ✣
گھر مین آئی وہ کر کے یہ فطرت ✣ جسکو مجبور کہ یہ آئی ✣ وہ درندون سے جان بچا لائے ✣
نقل ہے کہ ایک مرغزار خوش بہار دلکش مین شیر دلیر سکونت رکھتا تھا لیکن اوسکے مکان دلستان کا
میمون ذوفنون نگہبان ہر زمان تھا حسب الاتفاق وہ شیر شہرۂ آفاق برائے سیر کسی اور اطراف
واکناف کو راہی ہوا ایک دو روز کے بعد ایک سیاہ گوش باہوش مع زن و فرزند بادل خرسند
مسکن شیر دلیر پر جو وارد ہوا تو وہ مکان دلستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکھکر
اپنی مادۂ دلدادہ سے کہنے لگا کہ ایسا صحرا روح افزا تو کبھی دیکھنے کا اتفاق میان آفاق
نہین ہوا تھا **شعر** آؤ اس جا یہ بود و باش کرین ✣ اور گھر کس لیے تلاش کرین ✣ یہ بات
وہ بدذات کھکر اوس جائے دل افزا پر نازل ہوا مگر اس سیاہ گوش باہوش کے وہان مقیم مستقیم
ہونے سے وہ بندر مچھندر کہنے لگا اے سیاہ گوش بیہوش یہ مکان جانستان شیرون کا ہے
یہان سے دم دبا کے بھاگ جا نہین تو اے ناہنجار تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو میمون
بدخو کی سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے میمون ذوفنون کیا جھک مارتا ہے بقول شخصے
مصرع درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست ✣ اور اسکے سوا یہ زمین مثل نگین ہیرے
باپ دادے کی میراث ہے یہ بات واہیات وہ میمون ذوفنون گوش زد کرکے دل مین کہنے لگا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیاہ گوش باہوش کوئی بلائے بد ہے جو اس دلیری اور تہوری سے باتین کرتا ہے
ورنہ شیرون کا وہ نام ہے کہ جسکے سننے سے انسان اور حیوان کا زہرہ آب ہو جاتا ہے وہ
بندر خیرہ سر یہ بات دل مین سوچکر چپ ہو رہا لیکن اوسکی مادۂ دلدادہ نے کہا اے سیاہ گوش بیہوش
یہ مکان شیرنیستان کا ہے یہان سے اوٹھ چل کسی اور مکان دلستان مین استقامت فراغت سے کر
بے فائدہ قضیہ کرنے سے کیا حصول شیر بکری کی کیا لڑائی اور اوسکے سوا جو سنے گا وہ زبان
طعن دراز کرکے یہ مثل کہے گا **مثل** شیرون سے جھگڑتی ہے گلی خال کی مادہ ✣ یہ گفتگو جورو
بدخو کی سنکر کہنے لگا اے بی بی جسوقت وہ شیر دلیر یہان آئے گا مین ایک حیلہ ایسا بے بہا کرون گا کہ جسکو
وہ سنکر یہان سے فرار ہو جائے گا یہ سخن حیرت افگن سنکر اوسکی مادۂ دلدادہ کہنے لگی اے سیاہ گوش بدہوش
تیرا حیلہ گرگی اور شغال کا سا کہین نہ ہو جائے وہ سیاہ گوش باہوش بولا اے بی بی حیلہ گیدڑ اور بھیڑیے کا
کسطرح سے تیرے گوش ہوش مین پونہچا ہے وہ جواب وہ ہوئی کہ اے سیاہ گوش

بیہوش نقل ہے کہ ایک گرگ ناہموار برائے شکار شغال بد اعمال کے پیچھے دوڑا لیکن وہ شغال تیز پا اوسکے
روبرو سے مثل کافور کافور ہوگیا تب تو وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنے دل سے یون مشورہ کرنے لگا
کہ اس گیدڑ کے گھر کے اندر چلکر بیٹھ رہیے جسوقت بفراغت وہ آوے نوش جان کیجیے مصلحت وہ
گرگ پر فطرت دل مین ٹھہرا کر اوس شغال بد خصال کے گھر مین جا بیٹھا اس عرصے مین دو پہر کو وہ گیدڑ بھی
اپنے گھر بے خطر مین جو آنے لگا تو در پر نشان انجان پاؤن کے پائے یہ ماجرا حیرت افزا بیجا دیکھکر اپنے در پہ کھڑا ہو گیا
اشعار اور دلمین لگا یہ کہنے بات ✤ گھر مین بیٹھا ہے اب کوئی بدذات ✤ کیجیے اس سے ایسی اب
حرفت ✤ جسمین اسکی چلے نہ اک فطرت ✤ یہ خیال وہ شغال دل مین کر کے یون گویا ہوا کہ اے میرے
بے در مین بیخبر تجھ مین اسوقت آؤن یا نہین یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ گرگ کہن خاموش بدہوش
بیٹھا رہا ایک دم کے بعد پھر وہ شغال بد افعال بولا کہ کیون میرے گھر بے در مین بیخبر آؤن یا نہ آؤن
کیونکہ میرے اور تیرے ہمیشہ باہم سوال و جواب کی رسم ہے کسواسطے کہ بنیاد سنگ کی مٹی سے ہے اور سنگ
پر نیرنگ کی بنا کوہ پر شکوہ کی ہے اور کوہ کی رسم سوال و جواب کی ہے یعنی جو کوئی دامن کوہ مین آواز
ہمراز دیتا ہے وہ بھی آواز خوش انداز سے جواب دیتا ہے اور بقول نخشبی قطعہ نخشبی رد مکن
سوال کسے ✤ فلک ے را چو کم شود ز ندا ✤ تا کہ از آدمی سخن گوید ✤ او ہم آواز می‌دہد بصدا ✤
یہ گفتگو دو بدو سنکر گرگ کہن پر فن دل مین کہنے لگا معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ اس گیدڑ کے گھر کی
یہی رسم ہے کہ جب یہ آنے کو کہتا ہے تو آتا ہے اور نہین تو نہین آتا ہے اگر ابکی بار اس گھر
نابکار سے آواز نہ سنیگا تو وہ میرے ہاتھ سے ہیہات مفت جائیگا اس سے تو بہتر
یون ہے کہ اب جو وہ آواز ناساز دے تو جواب دیجیے یہ بات وہ گرگ بدذات دل مین سوچ کے بیٹھا تھا
کہ اس عرصے مین وہ شغال بد خصال پھر آواز دہ ہوا کہ اے خانۂ من وا سے کاشانۂ من آج تو
مجکو جواب باصواب کیون نہین دیتا ہے یہ سخن پر فن سنکر گرگ کہن کہنے لگا مصرع کرم نما و فرود آ
کہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ آواز ناساز سنکر وہ شغال بد خصال رقص کنان چرواہے کے پاس گیا کہ جو
اوس گرگ کا دشمن جان تھا غرض وہ شبان خندہ زنان کچھ پارہ سنگ اپنے سنگ لا کر خانۂ شغال کو
سنگسار کرنے لگا آلغزالامر وہ گرگ کہن پر فن اوس گھر بے در مین مر گیا اے سیاہ گوش باہوش
مجکو بھی یہی خوف و خطر ہے کہ اوسکا سا حیلہ تیرے وبال گردن نہو یہ گفتگو مادۂ دلدادہ سے سنکر
سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے نیکبخت وہ بھیڑیا گدھا تھا یہ اوسکی فہمید مین نہ آیا کہ کہین بھی مٹی کا
گھر بولتا ہے جو اوسکو جواب دیتا یہ جسطرح اوسمین بیٹھا تھا بیٹھا رہتا وہ شغال بد خصال

دو چار بار اور بولتا آخرش اوسکے پاؤن کے نشان کا دوسوسا اوسکے دل سے ہٹ جاتا فراغت سے اپنے گھر مین چلا جاتا اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے گھر بے پر کر دیتا یہ گفتگو دو بدو یا مادہ اور نر مین ہو رہی تھی کہ ایکطرف سے وہ شیر نیستان بصد شور و فغان نمود ہوا پھر اوسکی مادہ دلدادہ کہنے لگی کہ اے سیاہ گوش باہوش اب بھی کچھہ نہین گیا ہے یہان سے فرار ہو چل ناحق ناحق جان دینا کیا حصول وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے جورو نیک خو جاے خوف و خطر نہین بقول شیخ سعدی مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + لیکن تو ایک کام کر کہ جسوقت یہ شیر دلیر میری آواز کے برابر آئے تو اپنے بچون کو رولا دینا پھر آگے مین سمجھہ لون گا اس عرصے مین وہ شیر دلیر بحالت غضہ مین کچھہ قریب آ پہونچا تھا کہ اوس مادہ دلدادہ نے بچون کو رولا دیا انہین وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے پیارے لڑکے آج بے وقت کیون روتے ہین اوسکی مادہ دلدادہ بولی کہ ان کمبختون کو تو نے شیر کے گوشت کی جو چاٹ لگا دی ہے سو یہ شیر کی بو دریافت کر کے اپنی غذا طلب کرتے ہین اگرچہ تیرے پنجہ شیر افگنی سے گھر مین گوشت ہاتھی گینڈے کا بہت موجود ہے مگر انکی روباہ گرسنگی بے شیر کا گوشت کہا نے نہین سیر ہوتی یہ کلام فطرت التام مادہ سے سنکر سیاہ گوش کہنے لگا کیا مضائقہ اونکو دلا سا دے خدا رزاق مطلق ہے بقول سخنے مثل مشہور ہے مثل خدا شکر خورے کو شکر پہونچا دیتا ہے یعنی اونکے واسطے کباب لذیذ اور غذاے لطیف آپ سے آپ موجود ہوئی انشاء اللہ تعالی کوئی پل مین شیر کا گوشت تازہ کھلاتا ہون یہ کلام تا فرجام سنکر وہ شیر دلیر بہایت سہمناک ہوا اور دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بلیات پر آفات ہے یہ سوچکر وہ شیر نیستان اپنی جان وہان سے لے کر بھاگا لیکن وہ میمون ذو فنون اوسکے پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا اے شیر دلیر تو اسقدر بدحواس اور پر ہراس کیون بھاگا جاتا ہے ایک جانور ضعیف اور حیوان نحیف سے امیر سباع کو خوف ہونا نہین چاہیے یعنی پیل کو پشے سے مقام ہراس نہین یہ بات میمون بد ذات کی سنکر وہ شیر کچھہ دلیر ہو کر اپنے مکان دلستان کیطرف پھرا جب سیاہ گوش باہوش نے دیکھا کہ دشمن نے پھر ادہر منہ پھیرا اپنی مادہ دلدادہ سے کہنے لگا کہ وزا لڑکون کو پھر اوسی شکل سے رولا دینا دیکھیو تو قدرت الہی کا کیا تماشا نظر آتا ہے الغرض جب وہ بچے چھوٹے چھوٹے رونے لگے تو وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے بی بی اپنے بچون کو تشفی اور تسلی نہین کرتی اتنا کیون گھبراتے ہین یہ میمون ذو فنون میرا پٹا یار غار ہے دیکھہ تو بھاگے ہوئے شیر کو کسطرح سے لگائے لاتا ہے فدا میرے سامنے آیا چاہے پھر میرے چنگل غضب سے کہان بچ کے جائے گا انشاء اللہ تعالی

ایک پل مین شکار تازہ گوشت کھلاتا ہون یہ بات واہیات سنکر اوس شیر دلیر نے کہا چہ خوش چرا نباشد
بقول شخصے مثل دشمن کہان بغل مین + یہ ہمیون ذو فنون پس اسیواسطے مجکو سمجھاکے لایا ہے
کہ پنجۂ اجل مین گرکے آپ بچ رہے یہ کہکر وہ شیر ایک تھپیڑا القضا کا بندر مچھندر کو جڑکے بصد اضطرار
کسی کوہسار کو فرار ہوگیا **مثنوی** واہ ری تیری عقل واہ شعور + کیون نہ تحسین کرین تجھے
مجبور + یعنی اک شیر سے بدانائی + اپنے بچون کی جان بچوائی + اور گھر بار چھین کر افسوس
کردیا اوسکو در بدر افسوس + **نقل ہے** کہ ایک شیر دلیر نے اپنے بچون کو یہ نصیحت اور وصیت کیا تھا
کہ بیٹا جانور صحرائی اور حیوان دریائی سے نہ خوف کہانا لیکن آدمی زاد جلاد کے پاس ہرگز ہرگز
نجانا کیونکہ وہ نہایت پر فطرت ہوتے ہین **شعر** ایک ادنی ہے اونکی یہ تقریر + جسکو چاہین
کرین سخن مین اسیر + الحاصل وہ شیر بچہ جب سن تمیز کو پہونچا تو ایک روز برائے سیر و تفریح
ایک مرغزار رشک بہار مین گیا تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا یہ شیر بچہ اوسکو دیکھکر نہایت
سہمناک ہوا اور اودہر وہ فیل بے عدیل آپکو خوف زدہ ہوا یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر
شیر بچہ دل مین کہنے لگا کہ معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی زاد جلاد نہین ہے کوئی جانور صحرائی
ہے یہ سوچکر وہ شیر بچہ آگے بڑہ کے فیل طویل سے کہنے لگا اے عزیز باتمیز تو آدمی کی قسم سے
ہے یا اور کوئی جانور شاطر ہے وہ فیل طویل جواب دہ ہوا اے شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد
ہوتے ہین یعنی ہم بھی اس قد و قامت پر اونسے قیامت ڈرتے ہین بہر تقدیر جو ہم اونکے ہاتھ
آتے ہین تو وہ ہمپر سواری ہر باری کرتے ہین اور سر کو انکس آبدار سے فگار کرکے ہمکو بے خود
کرتے ہین **شعر** کسیکو خدا اونسے ڈالے نہ کام + وہ ہین سگ سے بدتر الغرض نیکنام + یہ تقریر ناگزیر اوس
فیل طویل کی سنکر وہ شیر بچہ آگے بڑہا تو ایک شتر بے مہار نظر آیا اوسکو دیکھکر خوف سے پہلو تہی کرکے
دل مین کہنے لگا یہ مقرر آدمی زاد ہوگا کیونکہ اسکے ہاتھ پاؤن بہت دراز و ممتاز ہین یہ خیال
پر ملال جی مین کرکے کھڑا ہو رہا اور اودہر شتر بیخبر خوف و خطر سے بیکل ہونے لگا المدعا اوس شیر بچے
نے اوس شتر بیخبر سے پوچھا اے عزیز باتمیز تو آدم معظم کی قسم سے ہے وہ شتر بیخبر جواب دہ ہوا کہ
اے یار غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسے جلاد ہوتے ہین کہ جو ہمکو پاتے ہین تو ہماری ناک مین نکیل
ڈالتے ہین اور پیٹھ پر بوجھ لادکر جہان چاہتے ہین وہان لئے پھرتے ہین **شعر** کوئی اونسے ہرگز
برا نہین + کوئی آنکھ اونسے ملاتا نہین + یہ کلام اوس نافرجام کے سنکر وہ شیر بچہ آگے
بڑہا تھا کہ ایک نرگاو زبردست پر شکوہ نظر پڑا اوسکو بھی دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ شاید یہ آدمی زاد

جلاد ہوئے ہین سو چکر بعد خوف و خطر کھڑا ہو رہا اور وہ بیل بھی شیر بچے کو دیکھکر نہایت مخوف ہوا آمین اوس
شیر بچے نے دریافت کیا کہ یہ بھی آدمی کی قسم سے نہین ہے یکایک اوس بیل غریب کے قریب جاکر کہنے لگا
اے یار غمخوار تو آدمی زاد بد نہاد ہے یا اور کوئی جنس ہے یہ بات واہیات سنکر وہ بیل جواب دہ ہوا اے
عزیز باتمیز آدمی زاد خانہ آباد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنی ہمکو جو پاتے ہین تو وہ ہماری ناک مین رسی
ڈال لیتے ہین اور گاڑی مین اگاڑی باندہتے ہین اور اسکے سوا کتنے کام نیک انجام اور بھی بہت
لیتے ہین اسکے بعد جو ہم لوگ اس محنت او مشقت مین مرجاتے ہین تو ہمارے پوست کی جوتیان پیر و
جوان بناکر پہنتے ہین **شعر** غرض کیا کرون اوراونکے بیان + عزازیل بھی کہتا ہے الامان + یہ گفتگو
اوس بیل کی دوبدو سنکر شیر بچہ آگے بڑہا قضاے کار ایک نجار ہوشیار اپنے ہتیار لیے ہوئے
کسی گاؤن کو جاتا تھا کہ اوس شیر بچے کی ناگاہ نگاہ جو پڑی تو اوسکو بھی دیکھکر خوف زدہ ہوا
اور نجار مکار نے جو دیکھا کہ شیر بچہ کچھہ میرے بیل خوف سے دم دباتا ہے کشادہ پیشانی وہ نجار لاثانی
آگے بڑہا تب تو شیر بچہ دل مین کہنے لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بے حیثیت کچھہ
حقیقت نہین رکھتا ہے چالاکی سے آگے بڑہ کے اوس نجار مکار سے پوچھنے لگا کہ اے عزیز باتمیز
تو آدمی زاد کی قسم سے ہے وہ مکار نجار جواب دہ ہوا **شعر** آدمی ہم تو ہین یہ تجکو کیا + اسطرح سے
جو پوچھتا ہے بھلا + شیر دلیر کہنے لگا اے آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر کہا کرتا تھا کہ بیٹا تو کسی سے
نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجھنا سو تجکو دیکھکر باپ کی نصیحت بھول گئی کیونکہ تیری ایسی
لیاقت یا شجاعت نہین ہے جو تجھسے ڈرون یہ بات واہیات شیر بچے کی سنکر نجار مکار کہنے لگا
اے شیر دلیر فی الحقیقت ہماری کچھہ حقیقت اور حیثیت نہین ہے لیکن اپنی آدمیت نہایت بڑی ہے
وہ شیر بچہ خوف زدہ بولا **اشعار** تیری تو کچھہ نہین حقیقت ہے + لیک کیسی وہ آدمیت ہے + جس سے
بیل و پلنگ و شیر دلیر + اس شجاعت پہ لیتے ہین منہ پھیر + یہ گفتگو دوبدو شیر بچہ کی سنکر نجار مکار
کہنے لگا کیا مضائقہ ذرا ٹھہر جا ہم اپنی آدمیت پر فطرت تجکو ابھی دکھا دیتے ہین یہ کہکر نجار مکار
نے ایک درخت سخت کا بڑا سا ٹکڑا کاٹ کر ایک کاٹھہ استوار طیار کیا اور اوس شیر بچے کو کہا
اے شیر دلیر تو اس چھید مین سر کو ڈالکر ہماری آدمیت کو ملاحظہ کر دیکھہ تو کیا نظر آتا ہے اوس
شیر بچے کی کمبختی جو آئی تو اوس کاٹھہ مین سر ڈالکر دیکھنے لگا اوپر سے اوس نجار مکار نے
میخ ٹھونک دی **شعر** اور کہا تو تو بے حقیقت ہے + آدمی کی یہ آدمیت ہے +
غرض ہر چند اوس شیر دلیر نے سر مارا لیکن اوس کاٹھہ کے اندر سے سر نہ نکلا آخر کار وہ شیر نابکار

اوس کا منہ سے سر ٹپک ٹپک کر مر گیا اور وہ بچارہ مکار اپنے گھر کو راہی ہوا اشعار فی الحقیقت یہ سچ ہے سا
مجبور سب سے افضل ہے آدمی کا شعور + لیکن اک موت سے تو ہین ناچار + سب خدائی کی ورنہ کرتی ہین کار +
نقل ہے کہ ایک کبابی ہرہابی ایک بکری ساری با مصالح بریان اور خستہ کر کے ہمیشہ فروخت
کرتا تھا حسب اتفاق ایکروز وہ بکری لاغر ہیزم تر کے باعث سے کچھ بریانی مین خام رہ گئی جسبجا وہ
اپنے کام کا تجا ہمیشہ بیچ آتا تھا نیم بریانی کے سبب سے کسی نے آدہی قیمت کو بھی نلیا تب تو وہ کبابی
ہرہابی اپنے دل مین نہایت جلا اور بھنا بلکہ سیخ آہ پر دل بریان کو چڑہا کے آتش رشک سے سوختہ
کرنے لگا آخر کار ناچار ایک مردہ شو بدخو کے قریب جا کر کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ فقیر تن حقیر نہایت
ضعیف ہے سواب اپنی بکیسی اور بے بسی پر یہ خوف و خطر درپیش ہے کہ اس شخص کا دم جو کسی دم
نکلجائیگا تو کوئی دمساز ایسا نہین ہے کہ مجکو تجہیز و تکفین اس سرزمین مین کرے گا اسواسطے یہ بکری
بریان اس زمان تیرے پاس بلا وسواس لایا ہون کہ تو اسکو نوش جان کر اور جس روز اس شخص کا
مرغ روح قفس تن سے پرواز کر جائیگا تو بخوبی غسل دے کہ شہر خموشان مین دفن کر دینا کیونکہ
مرزا علی فہم کے بقول شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے + زیست نظر آتی ہے
کم جو دم ہے سو غنیمت ہے + یہ کلام سنکر مردہ شو ناجام کہنے لگا اے فقیر تن حقیر تیرا کہنا
بسر و چشم بجا لاؤنگا المدعا وہ بکری لاغر اوس فربہ ابلہ کو دیکر کبابی ہرہابی وہان سے روانہ ہوا اور
اوس مردہ شو بدخو نے وہ مال مفت مفت سمجھکر مع زن و فرزند زہر مار کیا ایک ہفتے کے بعد وہ کبابی
ہرہابی لباس سفر تن پر آراستہ و پیراستہ کر کے اوس مردہ شو پر فریب کے قریب گیا اور یون حرف زن ہوا
اے یار غمگسار میرا عزم سفر مصر کیطرف اس نہج پر ہے کہ میرے اقربا مین سے ایک شخص وہان جلت
کر گیا ہے اور اوسکا مال اور اسباب بحساب اوس شہر مین امانت رکہا ہے لیکن میرے سوا اوسکا
والی وارث کوئی نہین ہے اس باعث سے مجکو وہان جانا نہایت ضرور ہے چنانچہ میرے ہمراہ دلخواہ
ہمراہ مع باربرداری استادہ ہین اے عزیز باتمیز سو تو بھی میرے ہمراہ چل کسواسطے نہین معلوم
مین مظلوم پر مغموم کس جا پر مر جاؤن اگر تو میرے ہمراہ ہوگا تو مجکو تجہیز و تکفین سے خاطر جمع ہوگی
پس مینے سمجہا اے مردہ شو اسی روز غم اندوز کے واسطے گوسفند بریان نوش جان کردائی تھی
مثل مشہور ہے کہ دیا لیا آگے آتا ہے اور یہ کسیطرح نہین ہونے کا کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور
تو یہان بیٹھا رہے نظم اب اسی مین ہے خیریت تیری + کہ بدل کر تو ہمرہی میری
ورنہ مین دل کباب وہ بکری + جسطرح دے گا تجھ سے لونگا ابھی + اہل ہمسایہ نے عرض آ کر

لسہماجت ہزار سمجھا کر ✣ ایک بکری کے مول سے دہ چند ✣ دیکے قیمت اوسے کیا خرسند ✣ لیکن وانست (؟) اے محبور ✣ دیکھہ تو اوسنے کیا کیا ہے شعور ✣ یعنی کسطرح دیکے بکری خام ✣ مردہ شو سے لیے ہین بکے دام ✣
نقل ہے کہ ایک گوسپند عقلمند ضعیفی و ناتوانی سے اپنے گروہ سے پیچھے رہ گئی تھی قضاے کار ایک گرگ خونخوار سے دوچار ہوئی تو وہ گوسپند خردمند اپنے جی مین کہنے لگی کہ ہاے یہ بڑا غضب پر تعجب ہوا کہ اسدم شیر قضا سے میری روباہ جان کا سامنا ہے اگر اسوقت مین اجل گرفتار مثل غزال فرار ہو جاتی ہون تو وہ جوان اوسکے من کا چیتا ہے سو ہشیۂ قضا مین بر آئے گا اور اگر اسوقت اپنے جیرواہے پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آن تو پہونچا ہے جب تک وہ مجھہ دورافتادہ غم آمادہ کے پاس بے ہراس آئے گا تب تک تو یہ چیتا نچھوڑے گا **تبیت** کیا کرون ہاے کوئی بات نہین بن آتی ✣ مفت مین جان حزینی واے ستم ہے جاتی ✣ آخر کار وہ گوسپند ناچار دانائی اور عقل آرائی سے فرحان اور شادان سامنے بھیڑیے کے چلی اور قریب اوس غریب کے جا کر یون گویا ہوئی کہ اے گرگ خوش باش خوش باش مین بے ہراس تیری تلاش مین اس بیابان مین سرگردان و حیران ہون یہ بات عجائبات سنکر وہ بھیڑیا کہنے لگا اے گوسپند دردمند تیری جستجو اپنی آرزو کس جہت سے ہے کوئی بھی اپنے دشمن کو دوستی سے تلاش کرتا ہے یا کوئی بھی آپ سے آپ اپنی چاہ سے کوئین مین گرتا ہے ایسی باولی باتون سے میرے دل کو ڈاوان ڈول نکر یہ گفتگو گرگ تندخوکی سنکر وہ گوسپند کہنے لگی اے گرگ شیر صولت پلنگ ہیبت تیری تلاش بے قیاس کا یہ سبب ہے کہ میرا گلہ بان میان بحر جہان ایسا منبع سخا اور موج عطا ہے کہ اوسکی ذات فائض البرکات سے ہمیشہ چشمۂ فیض جاری رہتا ہے سو آج اوس خوش مزاج نے مجھہ ناکام نافرجام سے کہا کہ اے گوسپند گسلمند اس جنگل کے گرگ سے مین بہت راضی ہون یعنی اوسنے میرے گلے کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین دی اسواسطے مین نے تجکو اوسکی ضیافت مین تجویز کیا ہے تو اوسکے پاس جا اور اپنی جان کو نثار کر کے لقمۂ لذیذ اور غذاے لطیف ہو اے گرگ اسواسطے یہ بیجان اس بیابان کے درمیان تجکو ڈھونڈھتی ہے میری بات واہیات اور چاپلوسی کی نسمجھنا بقول شیخ سعدی شیرازی **شعر** دربرابر چو گوسپند سلیم ✣ در قفا ہمچو گرگ مردم در ✣ لیکن اے گرگ مجھہ مین گانے کا وصف نہایت باحلاوت ہے مجکو تو نوش جان اس آن بے گمان کرے گا لیکن وہ بات کر کہ جسمین حلاوت مزے سے حاصل ہوے یعنی پہلے تو میرے گانے سے مسرور ہو پھر اوس عالم سرور مین جو مجکو کھائے گا تو نہایت لذت پائے گا اس مثل کے بقول **مثل** ایک تو کریلا کڑوا اور دوسرے نیم چڑہا یعنی ایک تو

عالم سرور اور دوسرے گوشت لذیذ یہ بات نادرات سے ہے یہ تقریر پر تزویر اس گوسپند عقلمند کی وہ بھیڑیا گدہا سنکر
کہنے لگا ازین چہ بہتر ہوگی اور پوچھ پوچھ الغرض وہ گوسپند دردمند اوس بھیڑیے گدہے کو ایک
ٹیلے پر لیگئی اور وہان اوس نادان کو الگ بیٹھا کر آواز بلند سے جو اوس سرتی رشک سرستی ہے نے ایک ہیر
بھرا تو اوسکا چرواہا زمانے کا نٹ کھٹ ہر دیس کا کھٹراگ بوجھنے والا اپنی بکری کا خیال کرکے چالاکی
سے پٹاتوئی کرتا اوس ٹیلے پر آیا اور لٹھ کو ایسا زور سے پھینک مارا کہ اوس بھیڑیے کا پاؤن
ٹوٹ گیا غرض وہ بھیڑیا لنگڑاتا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین روپوش ہوگیا اور وہ گلہ بان شادان و
فرحان بشکل گل خندان اوس گوسپند عقلمند کو بغل مین داب کر اپنے گلے مین لے آیا
مثنوی ایک بکری نے کیا ہی چھند کیا + گرگ کو مثل شیر بند کیا + گر نہوتی وہ گوسپند
عقیل + جان بچنے کی کونسی تھی دلیل + فی الحقیقت شعور ہے وہ چیز + جس سے آتی ہے
آدمی کو تمیز + اور جسے کچھ نہین ہے عقل و شعور + خر سے بدتر اوسے سمجھ مجبور + فی المثل
کسی نے خوب کہا + صاحب عقل کی ہے دور بلا +

ساتوان باب احمقون کی حمقون مین

محرران معصوم صفت اور کاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سے یون رقم
کرتے ہین کہ ایک قصباتی دہاتی برائے تعیناتی اپنے گھر سے ایک منزل کامل پر سفر کر گیا اور
کئی دن کے بعد ایکروز اوسکی جورو دلسوز نتھ ناک سے اوتار کر دالان کے سائبان مین بیٹھی منہ دھو رہی
تھی اتفاقاً نائن باہر سے جو آئی تو وہ بے شعور دور سے کیا دیکھتی ہے کہ بی بی کی ناک بے نتھ کی
بے سر نظر آتی ہے یہ احوال پر ملال دیکھکر دلمین کہنے لگی کہ شاید ہماری بی بی رانڈ ہوگئین ہین جو ناک
غمناک مین نتھ نظر نہین آتی یہ خیال بدسگال دلمین کرکے وہ نائن گھر مین آئی اور اپنے خاوند دانشمند
سے کہنے لگی اے غفلت شعار ناہنجار بیٹھا کیا کرتا ہے جلد خبر لے فلانی بی بی رانڈ ہوگئی یہ
خبر وحشت اثر سنکر وہ گیدی خر جلد کمر باندہ کر وہان سے روانہ ہوا الحاصل منزل مقصد پر پہونچکر
وہ گیدی خر میان سے کہنے لگا اے میان صاحب یہان کس فکر مین بیٹھے ہو وہان تمہاری
بی بی عصمت والی رانڈ ہوگئی یہ واقعہ غم افزا سنکر وہ بدخصال فی الحال بے اختیار ڈاڑہین
مار کر رونے لگا اور یہ سخن زبان پر لایا اشعار افسوس مری خجستہ پیکر + مجھ بن ہوئی رانڈ اور
بے سر + کیونکر ہو مجھے قرار افسوس + افسوس ہے صد ہزار افسوس + یہ سخن حیرت افگن اوس
سادہ لوح کا سنکر سب مرد و زن کہنے لگے ارے بے وقوف ذہن سے خالی کہین بھی سنتا ہے
کہ میان جیتا ہے اور بی بی رانڈ ہو جائے یہ گفتگو ہر ایک نیک خو کی سنکر

بادیدۂ تر جواب دیتا ہوا **مثنوی** تم تو سچ کہتے ہو پیارے بھائی + گھر سے آیا ہے معتبر نائی + پھر بھلا اسکو کیا کرون مین آہ + ہوا جاتا ہے میرا حال تباہ + سنکے اوسکی یہ گفتگو سب یار + قہقہہ مار کر ہنسے یکبار + واہ رے تیری عقل واہ شعور + آگے اب اسکے کیا کہے مہجور + **نقل** ہے کہ ایک احمق کا گدہا رسی سے بندہا گم ہوگیا تھا لیکن وہ خر ناہموار بار بار گدہے کے فراق مین آہ جانکاہ کھینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص دیکھکر یون کہنے لگا اے سادہ لوح تیرا گدہا گم ہوگیا ہے اور تو باہ جانسوز و تخم اندوز شکر کرتا ہے اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ کلام سنکر وہ ناکام کہنے لگا اے عزیز بے تمیز مین اسواسطے شکر کرتا ہون کہ خوب ہوا کہ یہ شخص اوس گدہے ناہموار پر سوار نہ تھا نہین تو اوسکے ساتھہ ہاتھہ ہی ہاتھہ مین بھی گم ہوجاتا لیکن وہ خر ناہموار بدکردار نہ سمجھا کہ اگر اوسپر آپ سوار ہوتا تو وہ گدہا کس وجہ لد اکیونکر گم ہوتا **شعر** جس گدہے کو نہووے اتنا شعور + اوسکو سمجھاوے کوئی کیا مہجور + **نقل** ہے کہ ایک احمق مطلق بحالت بیماری ایکباری طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اوس حکیم فہیم نے فرمایا اے سقیم الم واے الیم غم تو صبح کو قارورہ لیکر حاضر ہونا تیری بیماری تشخیص مین آجاویگی انشاء اللہ تعالی اس قانون کا نسخۂ مفرح القلوب تجکو لکھدیا جاویگا کہ تیرے اسباب علامات واہیات کے جلد رفع ہوجاینگے القصہ وہ رنجور دل ملول گھر مین آیا قضاے کار اوس نابکار کی جورو بدخو شب کو خود بخود بیمار ہوگئی وقت سحر بحالت مضطر اس سادہ لوح نے اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ ایک ہی شیشی مین بھرا اور اوس طبیب عجیب کے قریب لیگیا اور قارورہ کو دکھلا کر یون گویا ہوا کہ اے حکیم فہیم مجھہ سقیم اور میری جورو دل دو نیم کا باہم قارورہ ہے اسکو ملاحظہ کرکے دیکھہ کہ میرے رسوب اور اوسکے قوام مین کیا فرق ہے یہ بات واہیات سنکر ایک شخص اوس مطب مین سے بول اوٹھا اے سادہ لوح اگر دونون قارورے باہم لایا تھا تو ایک ڈورا سادہ اپنے اور اپنی جورو کے قارورے مین کیون نہ باندہ لایا **قطعہ** یہ سنکر لطیفہ سبھی یار غار + ہنسے قہقہہ مار کر ایکبار + جو مجبور ہوتا نہ وہ بے شعور + تو کیونکر اوسے خلق ہنستی ضرور + **نقل** ہے کہ ایک قاضی قصباتی نے شب کو کتاب انتخاب مین یہ نکتہ لکھا دیکھا کہ جس شخص کا سر چھوٹا اور ریش دراز بے اندازہ ہووے وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہے چنانچہ قاضی صاحب اون دونون علامات مین گرفتار تھے اس نکتے کو دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ سر خرد کو تو بزرگ نہین کرسکتا ہون لیکن ڈاڑہی کم کرنے مین البتہ ہاتھہ پہونچتا ہے یہ بات واہیات وہ نیک صفات سوچکر تلاش مقراض مین اوٹھا اتفاقاً

اوسوقت کندی ذہن سے مقراض کاغذ تراش نہ ہاتھہ آئی آخرکار چارونا چار آدہی داڑہی ہاتھہ مین پکڑکر فتیل سوز کے
قریب جاکر اپنی ریش کو سر چراغ سے جو ہمسر کیا تو آتش چراغ سر بلندی کرکے سردست قاضی کے ہاتھہ تک
پہونچی بے اختیار قاضی دلفگار نے ایکبار ریش دراز ہاتھہ سے چھوڑدی الحاصل تمام داڑہی قاضی جی کی ا[illegible]
نادانی سے جل گئی اور صورت پرکدورت بھونی سری کی شکل نکل آئی غرض قاضی صاحب اپنی نادانی پر کمال
نادم ہوکر کہنے لگے کہ کتاب انتخاب کا نکتہ خوب ثبوت ہوا کیونکہ اپنی بیوقوفی اور بےشعوری ریش کے
زیروزبر ہونے سے پیش آئی بقول میر تقی مصرع گھر جلا سامنے اور ہمسے بجھایا نگیا + لیکن شدنی کو
کوئی کیا کرے فی الحقیقت یہ مثل مشہور ہے پیش آتی ہے وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہے + اشعار
آدمی کو ولیکن نہ لائے مجبور + چاہیے اسقدر تو عقل و شعور + کہ جو دیکھے کہین نشیب و فراز +
وان سمجھکے چلے وہ بندہ نواز + اور کہین سے خورش جو ہاتھہ آئے + بال مکھی کو دیکھکر کہائے +
نقل ہے ایک سادہ لوح نے خواب پریشان کے درمیان مین شیطان بے ایمان کی ریش دراز پکڑکر ایک
طمانچہ تڑاق سے جڑا اور یہ سخن تلخ دہن سے کہا کہ اے ملعون ذوفنون تو نے یہ ریش اسواسطے دراز کی ہے
کہ مردمان راہ راست روکو فریب سے بہکاکر بے راہ کرون یہ کہکر ایک طمانچہ دوسرا ایسا زور سے جڑا کہ
اوسکے صدمے سے جو آنکھہ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ریش اپنے ہاتھہ مین ہے اور طمانچون کے
صدمے سے دونون رخسار بے اختیار جھلا رہے ہین یہ احوال پرملال دیکھکر وہ شخص کہنے لگا مثل
کردنی خویش مثل ہست کہ جی آیندیش + شعر سچ ہے مجبور آج تک انسان + ہے گرفتار
قوت شیطان + نقل ہے کہ ایک سوار اسپ باد رفتار کا کاروان سرا مین نزول ہوا بعد انفراغ
طعام وقت شام وہ سوار خوش کلام اپنے نفر نافرجام سے یون حرف زن ہوا کہ اے عزیز ناچیز
سننے مین آیا ہے کہ اس شہر پر قہر کے دزد بے درد دزدی مین جوانمرد ہین ایک کام کر تو بشوق ہے
بستر غفلت پر پاؤن پھیلا کر سورہ مین اپنے گھوڑے کی آپ خبرداری کرونگا بقول مقتضے
مثل مال عرب پیش عرب یہ بات اوس نیک صفات کی سنکر نفر کہنے لگا اے
خداوند نعمت یہ کونسی بات واہیات ہے کہ خاوند دولتمند تمام رات جہیات جاگے اور
دو پیسے کا نفر گیدی خر بفراغت تمام آرام کرے نہ صاحب یہ نہین ہونے کا آپ بفراغت
تمام استراحت فرمائیے اور یہ نالائق زد خلائق گھوڑے کی نگہبانی اور پاسبانی کرے گا اس بات
سے اپنی خاطر عاطر جمع رکہیے شعر اگر نوکری مین ہو مجھہ سے قصور + تو یہ جانیو ہے بہت
بےشعور + القصہ وہ سوار غفلت شعار اوس روسیاہ کے کہنے سے سورہا پہر رات کے بعد

ایکبار بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر باخبر کیا کرتا ہے وہ اوسکے جواب مین کہنے لگا خداوند نعمت اسوقت غلام ناکام
اس تفکر مین ہے کہ اللہ تعالی نے زمین کو پانی پر کیونکر فرش کیا ہے یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ صاحب ہوش
کہنے لگا کہ اے نفر بیخبر مجکو خوف وخطر ہے کہ تیری فکر مین دزد بیدرد آنکر اسباب بیخبری کو دزدی نکر لیجائے اوسنے
جواب دیا کہ سلے خداوند کیا مذکور اور مقدور ہے آپ اپنی خاطر عاطر جمع رکھیے الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا
بعد نصف شب مضطرب الحشم واکر کے یون گویا ہوا اے نفر باخبر کس فکر مین ہے اوسنے جواب دیا ای خداوند
اس فکر مین ہون کہ خدائے عزوجل نے آسمان بے پایان کو بے ستون کیونکر استاد کیا ہے اور زمین کی
مٹی میخ گاڑنے مین کہان غائب ہوجاتی ہے یہ فکر بے موجب سنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا اے نفر
بیخبر اس فکر مین میرا گھوڑا کوئی کوڑا نکر لیجائے اے نفر بیخبر اگر تیرا جی سونے کو چاہے تو سو رہ وہ کہنے لگا
خداوند نعمت آپ خاطر عاطر جمع رکھیے مین خبردار اور ہوشیار ہون وہ سوار ناچار پھر سو رہا تین پہر رات کے
بعد وہ سوار پھر بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر لخت جگر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا کہ خداوند مین اب اس
تشویش مین ہون کہ اونٹ کے پیٹ مین گولیان کون بناتا ہے اور کیلے کے پتون پر اتو خود بخود
کیونکہ ہوتا ہے غرض وہ سوار پھر ایکبار اس بے فکری فکر سے غافل ہوکر سو رہا اور جسوقت چار گھڑی
شب پر تعب باقی رہی ایکبار سوار بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر بیخبر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا اے
خداوند نعمت اب غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ گھوڑا تو کوئی چور منہ زور شہزنگ لگا کر لے گیا اب
یہ زین اور خوگیر بے نظیر آپ کو سر پر رکھنا پڑے گا یا مجکو لے چلنا پڑے گا یہ نکتہ واہیات اوس نفر ستمگر کا
سنکر وہ نیک صفات ایکبار بصد اضطرار خفا ہوکر کہنے لگا اے احمق مجنس نفرون کے آخور کم زور حشری
گمری چل اپڑکر جا میرے سامنے سے مین اب اور کوئی نفر خنگ دبنگ اٹھون گا نہ ڈھیٹ نوکر رکھ
لون گا جو زبان عربی اور ترکی مین گفتگو دوبدو کرے اسے ٹٹو سے طاقی مگسی دل مین سمجھ تو جسکا ایسا
اسپ بادرفتار رشک بہار دست سے نکلجائے تو اوسکی آنکھون مین کیونکر نہ پھلواری کا سبزہ زار
نظر آتا ہے اس چال کا گھوڑا نقرے کی تول کا پھر کہان سے میرے ہاتھ چڑھے گا جو عیال و
اطفال کو تا زیست خوراک مشکل کھلاؤن گا **اشعار** غرض اوس نفر کو سبھون نے گدہا ٭ اگاڑی
پچھاڑی سے آکر کہا ٭ ولے خر کے بیٹے سے مجبور کب ٭ سنا ہے کہ بنتا ہے گھوڑا عجب ٭
نقل ہے کہ ایک خر ناہموار گھوڑے پر سوار اور گھاس کا گٹھا اپنے سر پر رکھے ٹک ٹکیا تکلیف
کرتا چلا جاتا تھا اس صورت پر حماقت سے اوس خر کو دیکھکر ایک شخص نے کہا اے احمق
تو اس گھوڑے رہوار برق رفتار پر سوار ہے مگر گھاس کا گٹھا تو نے اپنے سر پر

کیون رکھا ہے **شعر** عجب تو بھی احمق ہے اور گاودی + کہ یہ گھاس گھوڑے پہ کیون رکھ
نہ لی + یہ بات وہ کم ذات سنکر کہنے لگا اے عزیز ناچیز مین احمق نہین ہون تو ہی احمق ہے ارے
اس گھوڑی گابھن پر ایک تو مین چڑہا تھا اور دوسرے گھاس کا گٹھا اوسپر لادتا تو اوسپر بھلا اسکا بار
کہان سے ٹھہرتا **ابیات** یہ سنکر کہا اوسنے ہان واقعی + تو دانا سہی مین ہی نادان سہی + جہان ایسے
احمق ہون مجبور لوگ + وہان عقل سے کیا ہون مسرور لوگ + **نقل ہے** کہ ایک سائیس اپنے
رئیس کا گھوڑا اوور کا بہ دریا پر نہانے کو لے گیا اتفاقاً اوس گھوڑے کا پاؤن بے ٹھور گنڈ مین جو
جا پڑا تو ایکبار بے اختیار غوطے کھانے لگا اوس گیدی خر نے آپکو بچا کر اوس گھوڑے کو دریاے
حماقت مین ڈبو دیا **شعر** جب نفر ایسا بے حقیقت ہو + کیون نہ گھوڑا غریق جمعت ہو + الحاصل
وہ نفر بحالت مضطر میان کے پاس آنکر کہنے لگا میان صاحب آپ کا اسپ باد رفتار دریا مین فرار
ہو گیا یہ واردات واہیات سنکر وہ بحال مضطر اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس نفر سے کہنے لگا اے
خر ناہموار میری تلوار بارہ دار اوٹھا لے دیکھون تو سہی تو نے میرا گھوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل
جب وہ عزیز باتمیز دریا کے کنارے پہونچا تو اوس نفر گیدی خر سے کہنے لگا اے احمق مطلق
وہ میرا گھوڑا اباد یا کہان ڈوبا یہ کلام نافرجام سنکر تلوار بارہ دار دریا مین پھینک کر کہنے لگا میان
صاحب دیکھیے اوس جا پر آپ کا گھوڑا ڈوب گیا یہ واردات واہیات وہ نیک صفات دیکھکر کہنے لگا
یک نشد دو شد. گھوڑا تو ڈوب چکا تھا اور میری تلوار بارہ دار جھاڑی بھی بے وقوفی کی لہر مین ڈوبی
اے بھڑوے جی مین آتا ہے کہ تیرے گلے مین بھنور کلی ڈالکر ایسے تھپیڑے مارئیے کہ تیرا
روے حماقت بھر جائے یا تیری دستار اوتار کر قینچی پر چڑہا کر ایسی مار دیجیے کہ تیرا جی ڈوب جائے
اے بھڑوے لنگاراسی کوئی بھی ایسا گھاٹ کام کرتا ہے کہ جیسا تو نے طوفان اس آن برپا کیا ہے غرض
دریافت ہوا ہے کہ سیدھا سپاٹ احمق ہے اٹکائے **ابیات** چل کہین سامنے سے ہٹ جا تو +
نہین مارونگا تجکو اے بدخو + اسی دریا مین یا ڈبو دونگا + اسپ و شمشیر کا عوض لون گا + آخر بیش اوس نفر کو
سلاے مجبور + کردیا اوسنے نوکری سے دور + **نقل چار احمقون کی نقل ہے**
کہ ایک پیرزال نیک خصال خجستہ بیکہ خوش منظر چار سو سے بازار رشک بہار مین کچھ کام نیک
انجام کو نکلی تھی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اور ہمسر خاتون بادشاہان سر دست بلند کر کے
سر کو جو کھجانے لگی اس عرصے مین چار اشخاص خاص سامنے سے نمودار اور موجود ہوئے
قضاے کار اون چارون کی نگاہ ناگاہ اوس پیرزال نیک افعال کے ہاتھ پہ

جو پڑی تو ایک جوان نادان کہنے لگا کہ اس پیرزال نیک خصال نے لا کلام مجھکو سلام کیا ہے اسمین دوسرا بول اوٹھا
کہ اے بیحیثیت تجھ مین کیا حقیقت ہے اوس پیرزن کم سخن نے مجھکو سلام کیا ہے حاصل کلام وہ چارون
ناکام اپنی واہی بات پر جنگ و جدل کرتے تھے القصہ اس قصے نے یہان تک سر کھینچا کہ اوس جا پر
اکثر لوگ آکر کھڑے ہو گئے غرض ایک عقلمند دانشمند نے کہا اے عزیزو تم آپسمین عبث لڑتے ہو وہ پیرزال
صدق مقال آگے جاتی ہوگی اوس سے جا کر دریافت کر لو ایک ذراسی بات کو اتنا طول دیتے ہو یہ بات
معقول سنکر وہ نامعقول پیرزال غریب کے قریب گئے اور یون گویا ہوئے کہ اے بڑی بی صاحب
ہم چارون مین سے تمنے کس ناکام کو سلام کیا یہ بات واہیات سنکر پیرزال نیک خصال دل مین
کہنے لگی معلوم ہوتا ہے کہ یہ چارون شخص احمق ہین متبسم ہو کر کہنے لگی اے میان جو تمھارے درمیان
زیادہ احمق ہوگا مین نے اوسکو بصد نیاز سلام کیا ہے

نقل اول

اوسکے جواب مین ایک
احمق مطلق اونمین سے بول اوٹھا بڑی بی صاحب میرا تو حمق یہ ہے کہ ایک روز مین غم اندوز سسرال
فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تھا اور وہان لوگون نے کھانے کے وقت مجھ سے کہا کچھ کھالیجے
نوش جان کرلو تو آرام فرماؤ مجھ حریص طبع کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مین اپنے غریبخانے سے کھانا کھا
آیا ہون **شعر** کچھ نہین احتیاج کھانے کی ✤ بات میری نہین ہے جانے کی ✤ آخر کار منت بسیار اور لجاجت
بیشمار سے ہر ایک نے مجھ سے کہا مگر مین نے کسیکو اس بات کا لقمہ نہ دیا کہ بہت خاصہ تھوڑا سا کھانا
کھالون گا غرض ایک پہر شب کے بعد مجھکو بھوک نے اسقدر عاجز کیا کہ میرا مرغ روح آتش گرسنگی سے
بریان ہونے لگا اور شدت العطش سے جگر کباب ہو گیا اوسوقت مین نے چپکے سے دروازہ کھولکر اور
کپڑے اوتار کر گدائی کا ارادہ کیا اتفاقاً ہر ایک گھر سے ٹکڑے مانگتا مانگتا اپنی سسرال فرخندہ فال کے
در پر آپہونچا اور دست سوال دراز کیا کہ اندر سے چنبیلی لونڈی سنجتا ور طبع ٹکڑا لیکر باہر نکلی مین نے جو اوسے
دیکھا تا کہ یہ لونڈی ہماری ہے اور یہ دروازہ بھی سسرال کا ہے وہان سے مین نے پچھلے پاؤن ہٹنا
شروع کیا اور وہ کنیز بے تمیز روٹی دینے کو آگے بڑہی غرض جون جون مین پیچھے ہٹتا جاتا تھا وہ آگے
بڑہی آتی تھی اور یہ کہتی تھی اے فقیر تن حقیر تو روٹی کا ٹکڑا کیون نہین لیتا ہے قضاے کار
اس ناہموار کے پیچھے کنوان جو آگیا تو ایکبار بے اختیار اوسمین دھڑام سے گر پڑا غرض میرے
کنوئین مین گرنے سے بے تامل ایک غل پیدا ہوا کہ کوئی فقیر بے بصیر گردش کا ڈانوان ڈول کنوئیں
مین گر پڑا آخر کار مجھ باؤلی صورت کو ہر ایک نے آہ جاہ کر کے نکالا اور سبھون نے پہچانا
کہ یہ تو فلانے کا داماد ناشاد ہے ارے اسکی کیا کم بختی تھی جو یہ اس حالت پر ملالت مین

ایکبارگی گرفتار ہوگیا غرض اس ذلت اور ندامت سے آج تک مین نے پھر کبھی سسرال فرخندہ فال کا نام نہین لیا
میرا تو احمق پن اے پیرزن اسقدر ہے جو بیان مین آیا **شعر** غرض پیرزن سنکے سب ماجرا ✤ لگی
کہنے صد آفرین مرحبا ✤ **نقل دوسرے احمق کی** کہ یہ گفتگو اس الّو کی سنکر ایک اور لبوڑا
بول اوٹھا کہ بڑی بی صاحب اب میری حماقت کی حکایت گوش دل لگا کر استماع کیجیے یعنی ایک روز
مجھ طالع اوژنکو سسرال فرخندہ فال سے پیغام و سلام بلوانے کا آیا اتفاقاً اس سادہ لوح کو پگڑی
نہ باندہ آتی تھی ایک آشنا آگئے کہ میرے گھر کے پیچھے استقامت رکھتے تھے آخر کار منت بسیار اور سماجت بیشمار
سے باتون کی لپیٹ مین اونسے دستار بند ہوا کے اور پوشاک نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے سسرال
فرخندہ فال کیطرف روانہ ہوا ناگاہ اثناے راہ مین ماندگی اور نیند نے نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اوس
حال مین دلپر گذرا کہ کسی ایسی جا پر سو رہئے کہ جہان پگڑی سر سے نہ اوتارنی پڑے غرض ایک کنوان
پختہ جو وہان نظر آیا تو اوسپر یہ بندہ اسطرح سویا کہ سر کنوئین کے اندر رکھا اور جگت پر پاؤن کو
پھیلا کر سو رہا لیکن کروٹین لینے سے دستار کنوئین مین فرار ہوگئی اور ایک پہر کے بعد
جو اس تیرہ روز کی آنکھ کھلی تو نہایت گھبرایا کہ دن تھوڑا باقی رہ گیا بقول **مصرع** **شعر**
مسافر ہو پہونچ منزل مقصد پہ سویرے ✤ رستے مین ٹھہرنا نہین اچھا سفری کا ✤ الحاصل گھبراہٹ مین
مجکو پگڑی کی کچھ خبر نہی بھاگا بھاگ یہ چالاک سسرال کے قریب جو پہونچا تو وہان سے گھر کی لونڈی
باہر آتی تھی اوسنے جو دیکھا کہ میان سر برہنہ بدحواس بھاگے آتے ہین شاید کہ بی بی ماہ تمثال کا
انتقال ہوگیا ہے یہ بات واہیات سوچکر وہ لونڈی روتی ہوئی گھر مین گئی اور یہ واقعہ حیرت افزا خوشدامن
سے جو بیان کیا تو سب گھر کے لوگ بحالت عجیب و بدان تاسف زیرلب ہوکر ایکبار زار زار رونے لگے
غرض مین انجان اوس مکان وحشت نشان مین جو داخل ہوا تو سبکو گریان با دل بریان دیکھا ناچار
مین دلفگار بھی زار زار رونے لگا اس عرصے مین ہمسایے کے لوگون نے آنکر ہر ایک نوحہ گر مضطر کا
منہ چوم کے مجھسے پوچھا کہ میان یہ واقعہ کیونکر گذرا مین نے بچشم پرنم بحالت غم اونسے پوچھا
کہ میان تم تو بیان کرو یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر درپیش آیا آخر کار سب خویش و تبار کو دریافت ہوا کہ
یہ اشکباری و بیقراری ناحق ناحق کی ہے اے پیرزال صدق مقال اوس دن سے جو مین اوٹھا
سا گا تو آج تک اودہر نہین گیا **شعر** غرض پیرزن نے اوسے بھی کہا ✤ ہزار آفرین
مرحبا مرحبا ✤ **نقل تیسرے احمق کی** کہ جب یہ الّو بدخو اپنی کہانی لاثانی بیان کرچکا
تو تیسرا اسطرح یون بولا کہ بڑی بی صاحب یہ سادہ لوح بھی سسرال فرخندہ فال مین

جو وارد وصادر ہوا تو وہان خوشدامن صاحبہ نے بتکلف بسیار اس نابکار کے واسطے کھانا طیار کروایا اتفاقاً
میرے ذہن سے یہ سخن برآیا کہ مین اسوقت نہایت سیر ہون غرض تمام گھر کے لوگ مجبور ہوگئے مگر
میرے منہ سے جو ناہ باکراہ نکلی تو پھر مطلق اقرار ہوا بقول شخصے مثل جاے لاکھ رہے ساکھ
آخرکار سب خویش وتبار ناچار ہوکے چُپ ہو رہے اور مین مکان خوابگاہ مین اپنی دولتخواہ کے
ہمراہ غلطیدہ ہوا لیکن غلبۂ گرسنگی سے خواب آنکھون سے کافور ہوگیا اسمین وہ نیکبخت جسوقت
سو گئی تو اس ناپاک جان ہلاک نے وہان کھانے کی تلاش آس پاس کی کہین سے کچھہ ہاتھ
نہ لگا لیکن ایک چھینکے مین ہانڈی کوری رکھی نظر آئی بندے نے جو اوسے کھولا تو انڈا مرغی کا
ہاتھہ لگا اس عرصے مین یکایک میری بی بی کی آنکھہ کھل گئی تو مین نے پاس رسوائی سے وہ انڈا
مرغی کا جھپ منہ مین رکھہ لیا اور پلنگ پر لیٹ رہا اس حالت پر حیرت مین وہ مجھکو دیکھکر کہنے لگی اے
میان تمکو خیر تو ہے جو اسطرح گھبرا کے لیٹ گئے غرض اوس نیکبخت نے ہزار سر مارا مگر مین نے
اوسکو ایک جواب ندیا اور اوسکے سوا اس کمبخت جان کرخت کے منہ مین انڈا تھا جواب باصواب
کس منہ سے دیتا آخرکار ہر ایک غمخوار خویش وتبار نے کہا کہ کچھہ اسکو آزار نابکار ہوگیا ہے یا کوئی
اسرار پہ آزار ہوگیا غرض گھر مین ایک تہلکۂ عظیم اور صدمۂ صمیم برپا ہوا آخر کو اوسوقت ایک جراح کو
جو بلایا تو وہ کہنے لگا اسکے گال ورم تمثال پر مواد کا زور ہے نشتر کے سوا کوئی چیز فائدہ نکریگی
القصہ اوس جراح نے سب سے اجازت لیکر اس شخص کے گال پر نشتر جو دیا تو مین نے وہ
انڈا اس گال سے اوس گال مین رکھہ لیا یہ ماجرا حیرت افزا جراح دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھیے صاحب
ادہر کا مواد اودہر جا رہا غرض اوس جراح بدراہ نے دوسرے گال کو جو چاک کیا تو وہ انڈا اس
بندۂ گندہ کے منہ سے نکل پڑا اوس انڈے کو گھر والے سب دیکھکر نہایت کڑکڑائے غرض
اوس دن سے وہ دڑبا جل گیا شعر کہو اب منصفی سے تم بڑی بی + کہ مجھسا دیکھا ہے احمق کہین بھی

نقل چوتھے بڑے احمق کی کہ جسوقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت بیان کرچکا تو وہ
چوتھا الو کا پٹھا بولا کہ بڑی بی صاحب شعر شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے + سوختم
سوختم این راز نہفتن تا کے + اس گم کردہ از خود رفتہ کو ایک امیر صاحب توقیر نے کسی علاقے کا
عامل کرکے بھیجا تھا بندے نے وہان جاکر ایسا الو پن کیا کہ سرکار عالی مقدار کی تمام آمدنی
صرف بیجا مین تصرف کی اور ایک خرمہرہ یا ایک پیسا کبھی ارسال نکیا غرض پشتم پشتم گذری جاتی تھی
اس کیفیت بے حقیقت مین یہ سوجھی کہ شادی ہماری خانہ آبادی کیا چاہیے یہ خیال

کثیر الاختلال سنکر قانونگو اور متصدی کہنے لگے اے صاحب یہ آپ کیا غضب پر غضب کرتے ہین غرض حالت حماقت مین
کسی کا کہنا خیال مین نہ آیا آخر کار ایک پیرزن مکار کو بلوایا اور اوس سے شادی کا پیغام دیا اوس پیرزال
کذب مقال نے اس شخص کو احمق مطلق جانکر کہا از ین چہ بہتر غرض وہ پیرزن پرفن یہ کہکر اپنے گھر کو گئی ایک
روز کے بعد آنکر کہنے لگی میان صاحب آپکی شادی ایک صاحبزادی سے مین نے ٹھہرائی ہے ایک پانچ چھہ
روز مین ظہور مین آجائیگی لیکن پانسو روپے چڑھاوے کے واسطے عنایت کیجیے تو آپکی بات اوسکے ساتھ
مضبوط اور مربوط کر آؤن بندے نے پانسو روپے اپنے صندوقچۂ حماقت بے لیاقت سے نکالکر اوسکے قرۂ فطرت
مین بھر دیے چندروز کے بعد پھر آکے کہنے لگی کہ میان صاحب دو ہزار روپے برائے طیاری اور دیجیے تو شادی کا
سامان بی بی یان شروع ہوجائے غرض وہ بھی دلوا دیے دو چار روز کے بعد آکر کہنے لگی کہ میان صاحب تم جو بیاہنے
چڑھوگے تو تمھارا روپیہ آرایش اور ناچ اور راگ اور رنگ مین نہایت صرف ہوگا اس سے تو بہتر ہے کہ فقط نکاح
بصد انشراح پڑھا لیجیے **مثل ہے** کہ آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے غرض بندہ سمجھا کہ یہ پیرزال نیک
اعمال میرے بھلے کو کہتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا **مصرع** کہ ہین اس بھلے مین برے طور بھی ❊ بقول شخصے **مصرع**
چہ داند گدا لذت بھائے برنج ❊ آخر کار اوس مکار کو مین نے مختار کار کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے بی بی **شعر** جو چاہے
کرے تو سفید و سیاہ ❊ وہ امکو ہر طرح کرنا ہے بیاہ ❊ اسکے جواب مین کہنے لگی خیر اچھا مگر نکاح کے اخراجات
ضروریات کیواسطے کچھ عنایت کیجیے تو اجرائے کار ہو بندے نے دو ہزار روپے اور بھی دیے اسکے بعد آکر کہنے لگی
کہ میان صاحب آپکی دولہن رشک چمن کے آنے کا شگون نہین بنتا ہے جب ساعت سعید مثل عید جلا پذیر
ہوگی تو وہ ماہرو تمھارے گھر مین جلا بخش ہوگی لیکن کچھ اخراجات ضروری اور رسومات مشہوری کو دیجیے
تو تنبول اور پنجیری کی بھی طیاری ہوجائے اور کچھ کھانے کو دو چار مہینے کے بھی بسر لیجائے غرض بندے
نے اور دو ہزار روپے دلوا دیے اس عرصے مین چند روز کے بعد آنکر کہنے لگی میان صاحب مبارک میمون ہو
کہ تمھارے گھر مین ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے کچھ چھٹی چلے اور دائی جنائی کے واسطے دلوا دیجیے تو
ناچ گانے کا کام اجرا ہو غرض اس سادہ لوح نے اور بھی کچھ دلوا دیا حاصل کلام وہ ناکام کبھی لڑکون کے
ٹوپی کرتے اور کبھی کھانے پینے کو اور کبھی پارچہ پوشیدنی کو غرض ہر ایک طرح مین لاکھون روپے لے گئی
اور جب مین نے سوال کیا کہ ذرا میری بی بی کو تو دکھا دے تو وہ یہی کہکر چلی گئی کہ میان صاحب ابھی تک
دن کر دوسرے گئے ہین اس عرصے مین اس شخص کے حمق کی خبر ٹھیکہ دار عالی مقدار کو پہونچی کہ فلانے
مکان ویران کی آمدنی ایک کوڑی نہین آتی تو اوس ٹھیکہ دار نے مجھکو ناکردہ کار سمجھکر تغیری کا
شقہ بھیجا اوس وقت حالت یاس مین لڑکے بالون کا خیال نیک خصال آیا کہ کسی طرح

اپنی بی بی کے پاس بلا دسواس چلیے کہ اس ضمن مین وہ پیرزن پرفن جو آئی تو مین نے کہا بڑی بی تمھارا آج آنا
ہے کہ میرے یاد کرتے ہی تم موجود ہوئین اسے بڑی بی صاحب ہمارے کام مین تو خلل آگیا لیکن میرے
گھر بار کی کشت و کار اب سب دکھلا دو تو میری تقاوی کی واصل باقی سے تم بے محاسبہ ہو جاؤ یہ سخن سنکر
وہ پیرزن پرفن کہنے لگی بہت خوب لیکن کچھ اشرفیان لڑکون کی شیرینی کے واسطے منگوایئے مین انکو
خانہ مطلب تو بعجب پر پہونچا دونگی المدعا وہ پردغا مجکو ایک بھلے آدمی کے مکان دلستان کے
دروازے پر لیجا کر کہنے لگی میان صاحب تمھاری سسرال فرخندہ فال یہی ہے آپ یہان دستک دیجیے
تمھارے صاحبزادے نکل آوینگے تم دو چار گھڑی ڈیوڑھی مین بیٹھنا تمھارا سالا جب دربار سے آویگا
تو تمکو مکان رشک گلستان مین بہر روش لیجاوے گا مجھ سے انکی بی بی کل سے خفا ہین نہین تو مین ہی
آپ کو لے چلتی یہ بات واہیات کہکر وہ بدذات تو وہان سے فرار ہو گئی اور بندے نے جو ایک دستک
دی تو دو لڑکے پانچ چھ برس کے چھوٹے چھوٹے اندر سے نکل آئے وہ مٹھائی اور شیرینی دہنون کو دیکر
مجھ تلخکام نے کہا بیٹا اسکو نقل کرو دل مین کچھ نہ شک کرنا غرض وہ لڑکے مٹھائی کا دونا جو اندر لیگئے
تو گھر والون نے جانا کہ کوئی میان کا یار وفادار ہے کہ لڑکون کے لیے مٹھائی بصد صفائی لایا ہے
ہوس شکنجبین نے اندر سے پاندان اور عطردان برائے معطری مشام فرحت انجام بھجوایا اسکے بعد
بتکلف بسیار طعام خوشگوار بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ تو خدا جانے کب دربار سے آوینگے آپ اسے بخوشی تمام
نوش جان کیجیے آخرکار یہ ناہموار کھانا زہر مار کرکے لڑکون کو لیے بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین صاحب خانہ
نے آکر مجھ سے صاحب سلامت کی اور گھر مین جاکر بی بی سے پوچھا کہ اے بی بی یہ مرد اجنبی ڈیوڑھی مین
کون بیٹھا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون یہ کون بلا بوغما ہے مین تو یہ جانتی تھی کہ کوئی تمھارے
اقربا سے ہے یا کوئی لنگوٹیا آشنا باوفا ہے کہ جو ایسی مٹھائی لیکر آیا یہ بات واہیات سنکر صاحب خانہ
باہر آکے کہنے لگے کہ اے حضرت آپ اسوقت کہان سے تشریف شریف لے آئے ہین اس سادہ لوح
نے سادگی سے کہا اے بھائی اقربائی تم مجکو نہین پہچانتے مین تمھارا رشتے کا بھائی ہون تمھاری
بہن رشک چمن مجھ سے پیوند ہوئین ہین اور میرے یہ دونون لڑکے نونہال خوش جمال تمھارے
بھانجے ہین یہ سخن دلشکن سنکر صاحب خانہ تیوری چڑھا کر بولا اے مردک او ذئب واہی تباہی کیا
بکتا ہے چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسی جوتیان مارونگا کہ بازار مین ہنگ دیگا
اے ناپاک خاکروب کی صورت یہ گفتگو پھر جو کرے گا تو تیرے اسطرح آگو آئیگا جسطرح دریا کا اہنگا
منہ کو آرہا ہے غیر مین تو کچھ نہین کہتا لیکن اور جام فور مار کھانے گا نمازی کا ٹکا ہے یہان نہ ملا

اور جاہل رہے گا اوسنے اس گو یا مجھی سے بندے کو اپنے گھر سے نکالا کہ گویا لاکھہ ٹوکرے گو کے
سر پر پڑ گئے سوائے پیرزال بنیک خصال اوسکی ندامت اور خجالت اس شخص کو آج تک ہے ✤
مثنوی غرض اسکی بھی جب سنی داستان ✤ تو دین اوس بڑی بی نے شاباشیان ✤
دیئے سچ تو یون ہے کہ تم سب کے سب ✤ مری عقل مین ہو عجب بوالعجب ✤ کیا تھا جو مین نے سلام نیاز ✤
وہ مقبول دل کیجے بندہ نواز ✤ یہ چارون سے مہجور کہکر سخن ✤ وہان سے وہ راہی ہوئی پیرزن ✤
نقل اس عہد کی ہے کہ ایک شخص مرزا جیون نامے شاہجہان آبادی لکھنؤ مین حضور
پر نور کے سوارون مین نوکر تھے اور اونکے پاس ایک سائیس احمق گاؤن کا رئیس چاکر تھا
اتفاقاً ایک روز مرزا مذکور حضور پر نور کی سواری کے ساتھہ نشاط باغ کو سوار ہو گئے لیکن اوس نفر
گیدی خر سے کہہ گئے تھے کہ ہمارے واسطے بھونی کھچڑی ستھری با مصالح طیار کر کے نشاط باغ
مین لے آنا غرض مرزا مذکور صاحب شعور تو کھچڑی اور گھی کے مع مصالح دام دے کر اودھر سدھارے
اور اودھر اس کمبخت ناشدنی نے آدہ سیر مونگ کی کھچڑی لے کر بھڑبھونجے سے بھنوا کے اور ایک
بادیے مین رکھکر اوسپر گھی کو داغ کر کے ڈالا اور اوسکے اوپر گرم مصالح چھڑک کر دستر خوان مین
لپیٹ کر اپنے مرزا کے پاس لے گیا اسمین اور لوگون نے جو دیکھا کہ آج الہی بخش سے جلد کھانا
لے کر آیا سب متعجب ہو کر مرزا سے کہنے لگے کہ نہین معلوم کیا پھرتی جلدی کر لایا کہ ہمارے نوکرون
مین سے ابھی تک کوئی نہین پہونچا **شعر** غرض آج اسنے کیا ہے وہ کام ✤ کہ انعام دیجے
اسے لاکلام ✤ الحاصل وہ کھچڑی جو مرزا نے کھولی تو عجب صورت پر کدورت نظر آئی کہ کچی کھچڑی
نیچے بیٹھی ہے اور گھی پر گرم مصالح تالاب کی کائی کیطرح تیر رہا ہے یہ کھچڑی کا تماشا دیکھکر مرزا
کہنے لگے اے الہی بخش یہ کھچڑی کیسی پکی ہے یہ تو تمام خام نظر آتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر خفگی
سے جلکر کہنے لگا میان صاحب وو بالو سے تو بھنوائی ہے سسری کچی کہان سے رہی ہوگی **شعر**
سنکے مہجور اوسکی واہی بات ✤ ہنس پڑے سب وہان کے اہل صفات ✤ **اور اوسی کی نقل**
ہے کہ ایک روز اوس دلسوز نے دال روٹی مرزا کے واسطے بتکلف بسیار طیار کی لیکن اوس
بدخصال نے دال کو بگھار کر ایکبار کر چھے سے تمام دال کو گھوٹ دیا اور اوپر سے اوسمین کر چھے کو
خوب جھاڑ جھوڑ کر چپ ہو رہا المطلب وقت شب کھانا جو نکالکر لے گیا تو مرزا مذکور صاحب شعور کی
نگاہ ناگاہ دال پر جو پڑی تو کچھہ دال مین کالا نظر آیا یہ ماجرائے عجیب و غریب دیکھکر مرزا نے
کہا اسے روسیاہ بے گناہ اس دال کے اعتدال مین یہ سیاہی واہی کیسی ہے کہ جس سے تمام دال

اے بدافعال خراب خستہ نظر آتی ہے میان کی یہ گفتگو دو بدو سنکر کہنے لگا میان صاحب شوق ہے
کھاؤ کچھہ پہنین ہے تنک کرچھے کی جھاڑن جھوڑن ہو گی یہ سخن حیرت افگن سنکر مرزا کہنے لگے اے
کرچھے کی جھاڑن جھوڑن کیسی ہے اوسنے جواب دیا کہ دال بگھار کر تنک کرچھے سے دال کو ایسے
جلاے دیوین تھا کہ کرچھے کا گھی خراب بجاے **شعر** یہ مرزا نے سنکر کہا بے شعور + بھلا کوئی
کب تنک سے تجھے دے شعور + غرض اطمینان خاطر عقلیہ ہو چکا کہ تو نہایت کچا ہے لیکن جو ایسا
جی بچاٰے گا تو مین بھی مارے مکیون کے تیرا الیقین نکالون گا کیونکہ تو نے میری طبیعت نہایت
ناخوش کی ہے واللہ تجھہ سے نوکر سے اس گھرے مین محکوجپ آتی ہے اور تیری وہ مثل ہے
مثل کہ منہ کی گئی لوئی کیا کرے گا کوئی **نظم** غرض دو تھپیڑے لگا کر اوسے +
کہا تو ہی کھانا یہ کہا اے بے + کہان ایسے ہوتے ہین مجبور لوگ + جو اگلا سا کرتے تھے دستور لوگ +
اور اوسی **نفر گیدی خر کی نقل ہے** کہ ایک روز اوسکے مرزا ہمدان دلسوز کے
ساتھہ کوٹھے پر بیٹھے چوسر کھیلتے تھے اتفاقاً اوس مکان دلستان مین گنڈیری اور نارنگیون
کے بہت سے چھلکے پڑے تھے ایک عزیز باتمیز نے کہا مرزا جی تم سے پر نفاست اور یہ غلاظت
جاے نفرت ہے اسمین مرزا مذکور باشعور نے اوس نفر گیدی خر کو بلا کر کہا ارے یہ کوڑا بے محابا
جھاڑ کر کوٹھے کے نیچے پھینک دے لیکن ذرا بھلے آدمی کو دیکھہ بھال کے پھینکنا یہ بات
وہ بد ذات سنکر کہنے لگا بہت نیک صاحب الحاصل اوس آخور بے طور کو وہ ناپاک جھاڑ جھوڑ کر
ایک ٹوکرے مین بھر کر سر راہ کوٹھے کے کنارے آبیٹھا اور اس بات واہیات کا منتظر ہوا
کہ کوئی بھلا آدمی آئے تو پھینکون کیونکہ میان صاحب نے کہا ہے کہ بھلے آدمی کو دیکھکر
پھینکنا اتفاقاً ایک لمحے کے بعد ایک مقطع صورت بے جا سیرت اوس راہ سے ہو کر جو گذرے
تو اوس کمبخت ناشدنی نے وہ ٹوکرا کوڑے کا اوپر یک لخت پھینک دیا وہ بیچارے آفت کے
مارے بھبھانک ہو کر کہنے لگے اے بھڑوے سور نواز یہ ہے کہ جو بھلے آدمیون پر کوڑا
پھینکتا ہے یہ گفتگو دو بدو سنکر وہ نفر کہنے لگا بڑے صاحب مین کیا کرون مرزا صاحب
کے کہنے سے پھینکیون تھا لتھری وہ مثل ہے **مثل** دھوبی سے جیتے نہین گدہے کے
کان مروڑت ہو + اس کلام وحشت انجام سے وہ باحیا اور خفا ہو کے کہنے لگا ارے تیرا کونسا
مرزا ہے بلا تو سہی کیا وہ ایسا سرہنگ خانہ جنگ ہے کہ جو بھلے آدمیون پر کوڑا پھنکواتا ہے
یہ بات اوس نیک ذات کی سنکر وہ بے شعور باقصور کہنے لگا مرزا صاحب تنک یہ تیرا ٹو تم کا

کوئی بھلا آدمی بلاوت ہے وہ مرزا بیر یا جو آنکر دیکھین تو ایک بھلے آدمی نہایت خشمگین کوٹھے کے نیچے کھڑے ہین اور دو چار چھلکے گنڈیری کے سر پر پڑے ہین غرض مرزا کو وہ دیکھکر بولے او مرد آدمی یہ کونسی آدمیت اور شرافت ہے کہ بھلے آدمیون پر کوڑا پھکواتا ہے یہ کلام وحشت التیام او نکا سنکر مرزا انفر سے کہنے لگے اے بھڑوے مسخرے مین نے تجکو کب کہا تھا کہ یہ کوڑا کسی اشراف پر پھینکنا اسکے جواب مین کہنے لگا میان تم نے نہ کہا تھا کہ بھلے آدمی کو دیکھکر پھینکنا سو ایسا اور کون بھلا آدمی ہوگا یہ گفتگو واہی وہ نیکخو راہی سنکر تبسم کنان کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نے اون سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت سلامت اسوقت غلام ناکام کو جو چاہیے سو کہہ لیجیے کہ یہ بے وقوف عقل سے معذور ہے **اشعار**

کوئی بات اس سے نہین بر ہوئی ✤ مجھی سے یہ تقصیر سرزد ہوئی ✤ غرض سنکے یہ گفتگو عذر کی ✤
گیا اپنے گھر وہ بھلا آدمی ✤ جو مہجور ہوتا کوئی ذوفنون ✤ تو ہوا سکے کا تھا یہ گشت و خون ✤

نقل ہے ایک قاضی قصباتی کو احتلام ناکام ہو گیا تھا پاجامہ اوتار کے کرتا صحن کا اپنے گھر کے صحن مین غسل کرنے کی فکر مین شغل رہا تھا قضا سے کار او سوقت ہمسائے کی کوئی عورت نیکبخت قاضی جی کے گھر مین آنے لگی لونڈی نے کہا قاضی صاحب ذرا منہ ڈھانپ لو تو فلانی بی بی ہماری بی بی پاس ملاو سو اس نکلجائین قاضی جی نے سادہ لوحی سے وہ کرتا بے تحاشا اوٹھاکر منہ ڈھانپ لیا اور کہا نکلجا ہم منہ ڈھانپے کھڑے ہین وہ نیکبخت صاحب عصمت جو دیکھے تو عجب ماجرا ہے کہ قاضی جی منہ تو ڈھانپے کھڑے ہین پر نیچے کے بدن سے صاف برہنہ ہین بے پردہ قاضی ابلہ کا دیکھکر وہ عورت نیکبخت کہنے لگی **مثنوی**

خدا ایسے قاضی کو غارت کرے ✤ و یا بے اجل ہی موا یہ مرے ✤ مجھے صاف اپنا نہانی بدن ✤
دکھایا گدھے نے با این سادہ پن ✤ جو ایسا یہ احمق تھا الو گدھا ✤ تو مہجور کیون اسکو قاضی کیا ✤

نقل نظم مین
ایک بیٹا تھا اوسکا ایسا اہل
دیکھنے نبض جاتا تھا اکثر
ایک دن کہا تو نے کیا گنڈیری آج
کیا ہی پہچانا آپ نے واللہ
میرے دلمین بھی کچھ جو آئی ہوس

نقل ہے اک طبیب کی مشہور
دلمین حکمت کو جانتا تھا سہل
باپ نے اوسکے ایکدن یا رد
کوئی کہا کہ ہے جو بڑا ہے مزاج
گھر مین گنے بہت سے آئے تھے
اک گنڈیری کا منے میں جو سارس

کیا کہ ون اوسکا مین بھلا مذکور
ساتھ اپنے پدر کے ہر جا پر
دیکھکر نبض ایک روگی کو
کہا بیمار نے طبیب سے واہ
لڑکے بالے سبھون نے کھائے تھے
الغرض وہ طبیب اپنے گھر

آیا جسدم تو اوس سے اوسکا پسر
کسطرح سے گنڈیری کا کھانا
یون کہا اپنے بیٹے سے یکبار
پاس اوسکے پلنگ کے جھلکا
نبض اوسکی تھی صاف پہچانی
سنکے وہ کم شعور یون بولا +
مرگیا یہ ہوا تیسم غرض +
ایکدن اک مریض کو وہ طبیب
باپ کی بات یاد آئی جو +
چار جاجے تھے اوسکے گھر مین بنے
پڑی نخود کے جا کے ٹکڑون پر
سنکے سب اوس طبیب کی گفتار
نیم حکمت ہے ساری خطرۂ جان
فی الحقیقت کے آجکل کے طبیب
اولٹی کرتے ہین ہر مرض کی دوا
یعنی اہل عقل کے مرغوب ہے
لیکن احمق اسقدر تھا دوستو
آشنا اک آئے جو باکر وفر
لیکے دو پیسے غرض وہ سادہ دل
دونون پیسون کی پکا لیجیے نان
سوچکر جسمین غرض اس بات کو
صاحب خانہ نے اوس نادان کو
ایک روٹی کھولکے بے قیل و قال
جا پڑا تو دیکھتا کیا ہے کہ نان
دیکھا غصہ سے نفر کو تو یہ بات

یون لگا پوچھنے کہ بابا جان
اوسکا بیمار خستہ تھا پہچانا
مین نے اسطرح اوسکو اے بیٹا
تھا گنڈیری کا اکطرف کو پڑا
اور کیا اسکا سہر کرون مین نقل
واہ کیا خوب آپ نے یہ کہا
اوسکی جا پر لگا مطب کرنے
دیکھنے کو گیا تھا وا بے نصیب
ہر طرف دیکھنے لگا یکبار
ٹکڑے ہر جا پڑے تھے نمدے کے
لگا کہنے مریض سے اوس آن
ہنسکے کہنے لگے وہین یکبار
جبکہ ایسے طبیب ہون مشہور
یون ہی درمان ہین کرتے وا نصیب

نقل دیگر

ایک صاحب کا جو خدمتگار تھا
نقل نادانی کی اوسکی یہ سنو
اوسکو بلوا کر اونہون نے یون کہا
پہونچا جا کر چوک کے جب متصل
جسمین وہ مہمان مسکین پیٹ بھر
لیگیا پکوا کے روٹی دوستو
یون کہا اوسوقت جو لایا ہے تو
رکھدی اوسکے آگے خوش ہوکر کمال
سامنے مہمان کی رکھی ہے ایک
بولا جھجلا کر کہ تو اے نیکذات

سچ تو فرمایئے کہ آپ نے وان
سنکے یہ اوس طبیب نے گفتار
سامنے تھا سبھون کے پہچانا
اس علاقے سے مین نے اے جانی
ایک من علم پر ہو دس من عقل
قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض +
لگے اوسکا علاج سب کرنے
الغرض نبض دیکھکر یارو
جا بے خندہ ہے دوستو گفتار
ایک بیک اوس طبیب کی جو نظر
تو نے نمدا کیا ہے نوش اے جان
سچ یہ مشہور ہے میان جہان
کیون نہ مر جائین بے اجل رنجور
انکے دلمین نہین ہے خوف خدا
نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
آنکو گنتا بہت ہشیار تھا
ایکدن اوس صاحب خانہ کے گھر
جا کے دو پیسے کے پیڑے جلد لا
تب لگا کہنے یہ اپنے دلمین میان
کہا کے روٹی اور جائے اپنے گھر
پہونچا جب گھر مین لیے وہ نان کو
رکھدے جا کر آپ کے وہ روبرو
صاحب خانہ کا اکباری جو دھیان
اور ہے سر کو جھکائے جیب وہ نیک
گھورتا ہے کیون مجھے اب ہر زمان

اور بھی موجود ہین دو روٹیان

نقل دیگر

ایک صاحب نے اک نفر نوکر
جب اضافے کو کھیو تو مجھہ سے
قصہ کوتاہ انکی خدمت مین
تب اضافے کو اپنے کیجے بیان
ہر طرف ڈھونڈہنے لگا یکبار
وہین جاکر کہا بدیدۂ تر ✣
سنکے اوس بدشعور کی گفتار
گڑگڑا کر لگا یہ کہنے وہین ✣
سنکے یہ مہجور اوسکی گفتگو
نقل اک شخص کی عجائب ہے
رکھا تھا لیکن ایسی شر طون پر
اب تو جو کچھہ مجھے میسر ہے
تھا یہ حاضر ولے یہ طینت مین
ایکدن شب کو انکے گھوڑے کو
جب نہ ہاتھہ آیا ہوکے تب ناچار
گھوڑا صاحب کا بھاگ کر وان سے
بے تحاشا وہ ہنس پڑے یکبار
اب اضافے کو میرے لکھ دیجے
ہوگیا جب آخرش وہ نیک خو
ہے عجائب تو کیا غرائب ہے
خوش جو ہون گا کبھی ذرا تجھہ سے
سو تو یہ لے مرا تو نوکر ہے ✣
اسکی تھا جب کبھی خوشی ہو میان
لے گیا چور تب یہ حیران ہو ✣
بیٹھے جس جا میان تھے کوٹھے پر
یان تو آیا نہین یہ لکھہ دیجے
ہنستے دیکھا نفر نے اونکو جو ہین
بعد پھر جا ہے سو لکھہ دیجے
اور بے اختیار اے مہجور
اوس سے افزون ہنسا وہ اہل شعور

آٹھوان باب افیونی کی نقلون مین

دبیران مبتلاے نشہ تریاک اور محرران مستانہ و بیباک پوست غزال خوش قماش پر کلک شاخ نخل خشخاش سے یہ نقل پر کیفیت یون رقم کرتے ہین کہ ایک افیونی باتونی حالت نشہ مین ایک اہیر بے پیر کے گھر وقت شب دودہ لینے کو گیا اوسکی عورت نیک خصلت نے کہا میان صاحب اسوقت تھن تلے کا دودہ جو چاہو تو ایک گھڑی ٹھہر جاؤ مین تمکو شیر بے نیر اچھے سے اچھا دون گی یہ کلام فرحت انجام سنکر وہ افیونی کھڑا ہو رہا اسمین پینک نے جو زور کیا تو دودہ لینے کے خیال مین ایسا جما کہ اگر سر کی لُٹڑی کوئی اوچکا اونٹی کر لیجائے تو بھی خبردار نہو اور اوس اہیری نے تاریکی شب کے باعث خیال نکیا کہ دودہ کا خریدار ناہنجار کھڑا ہے یا نہین اپنے گھر کی ٹٹی دے کر بفراغت سو رہی قضاے کار اوس رستے سے ایک چھکڑا بار لدا ہوا گذرا اوسکا گاڑی بان ہر آن پوشس پوشس کرتا چلا آتا تھا اوسوقت حذا سازیہ آواز جو اوسکے گوش ہوش مین پڑی تو اوس اہیر کے دروازے کی ٹٹی سی لگ کر کھڑا ہو رہا وہ چھکڑا دو بدہا تو اپنی راہ سے لگا لیکن پھر اوس افیونی کو ایسی پینک آئی کہ تریاک شب کی سیاہی سیر سحر کی سپیدی سے مبدل ہوگئی الغرض

شعر

صبح کا جس گھڑی ہوا تڑکا ✣ اوس گھڑی اوسکو یہ ہوا کھڑکا ✣

یعنی وہ اہیری اپنے دروازے کے قریب بعد فراغ خواب پیشاب کرنے کو جو بیٹھی تو آواز ناساز چھل چھل کی ایکبار جو آئی

تو وہ افیونی جنونی پینک سے چونک کر بے اختیار ہو کر بولا ارے او کمبخت ناشدنی میرے دودہ
مین پانی نہ ملانا نہین مارے جوتیون کے تیرے سر کا غدود نکال ڈالونگا یہ بات واہیات وہ
اہیرنی سنکر جو ٹٹی لگی کھولنے تو وہ افیونی جو اوس سے لگا ہوا کھڑا تھا دھم سے گر پڑا اکبارگی
بے اختیار جھنجھلا کر کہنے لگا اے بھڑوے اندھے چھکڑے والے مین اسقدر الگ ہٹکر کھڑا تھا
لیکن تو نے یہان بھی مجکو دھکا دے کر گرا دیا **اشعار** خدا تیرے چھکڑے کو غارت کرے +
اگاڑی کا یا بیل تیرا مرے + کہ جس سے ترے باپ دادے کی لیکھہ + مٹے اور تو در بدر مانگے
بھیکھہ + یہ گفتگو عربدہ جو اوس افیونی کی سنکر وہ اہیرنی کہنے لگی اے عزیز باتمیز تو شام سے
اب تک یہین کھڑا تھا رحمت خدا کی **قطعہ** جو افیون ایسی ہی تو کھاے گا + تو اک روز
پینک مین مر جاے گا + غرض دودہ والی نے مجبور خوب + اوسے کر کے نفرین کھوے عیوب +
نقل ہے کہ ایک افیونی جنونی خوش معاش یار باش تھا چند مدت کے بعد جب
اوسکو نشۂ تریاک دولت کا اوترنے لگا اور فکر اخراجات لابدی سے پوست اور استخوان
باقی رہ گیا تو ایک روز اوسکی جورو دلسوز نے کہا اے عزیز صاحب تمیز مردون کو اسقدر
خانہ نشینی نہین چاہیے یہ بھی نحوست کا سبب ہے اس حالت پر ملالت مین تو سفر کر چنانچہ
حدیث شریف ہے **حدیث** السفر وسیلة الظفر یہ کلام نیک انجام اپنی جورو نیک خو کا سنکر
افیونی کہنے لگا **شعر** بہت خوب اے جان والا گہر + مقرر کرونگا مین فردا سفر + الغرض
وہ سخن پرور وقت سحر سفر کا ارادہ کر کے گھر سے راہی ہوا جسوقت وہ تریاکی شہر کے باہر پہونچا
تو وہان ایک تکیہ نہایت جانفزا نظر آیا اوسوقت یہ اوسکے دل مین سوجھی کہ اس جا پر نشہ پانی
کی کیفیت کر کے دم آرام فرحت انجام کیجیے اسکے بعد منزل مقصد کی راہ لیجیے بقول شخصے **شعر**
طبع کے اپنی ہم خوشی خان ہین + جہان بیٹھے وہین کے مہمان ہین + الحاصل وہ افیونی
باقونی وہان بیٹھکر نشے پانی مین مشغول و مصروف ہوا بعد الفراغ افیون و گزک وہ مردک
سو رہا اس عرصے مین سوتے سوتے جو آنکھ کھل گئی تو دن گھڑی چار ایک نظر آیا یکایک
گھبرا کے کہنے لگا **شعر** تھک گئے میرے پاؤن تو افسوس + ابھی منزل پڑی ہے سکڑے
کوس + الغرض وہ جلد جلد کمر کو باندہ کر ہاتھہ مین حقے کی کلی لے کر مثل گل خندان حالت
نشہ مین خوش و خرم چل نکلا رفتہ رفتہ اپنے شہر مینو چہر کے دروازے پر آ کے لوگون سے
پوچھنے لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام نیک انجام ہے ایک شخص نے سنکر کہا اس شہر مینو چہر کو

ہندوستان رشک جنان کہتے ہین اس کلام نیک فرجام کو سنکر کہنے لگا سبحان اللہ عجب قدرت
الٰہی ہے کہ اس شہر کا نام ہمارے شہر کے ہمنام ہے رفتہ رفتہ شہر کے درمیان آکر ایک وضع دار
خوش اطوار سے کہنے لگا اے برادر بجان برابر اس شہر مین کوئی افیونی خوش معاش یا رہائش
بھی بود و باش رکھتا ہے کہ جسکے گھر مین صبح و شام اپنے نکلتے پانی کا آرام بخوشی تمام ہو اوسنے
کہا اے عزیز باتمیز فلانے محلے مین فلانا افیونی رہتا ہے جو تو اوسکے گھر مین صبح و شام جائیگا
تو البتہ تجھکو آرام تمام ملیگا سُنا ہے نزدیک یان سے نہ کچھ دور ہے ❊ وہ اس شہر مین
خوب مشہور ہے ❊ یہ خبر فرحت اثر سنکر افیونی کہنے لگا یہ بھی عجیب و غریب بات ہے کہ یہ افیونی
بھی ہمارا ہمنام ملا اور محلے کا نام بھی ہمارے محلے کا سا ہے یہ حسن اتفاق اس آفاق مین کم
دیکھنے مین آیا ہے القصہ وہ بوالعجب اپنے محلے کو پوچھتا پوچھتا اپنے گھر کے دروازے پر جا پہونچا
اور دستک دیکر کہنے لگا ذرا دروازہ کھول دو ایک مسافر غریب بے نصیب تمھارے گھر مین
مہمان آیا ہے اس عرصے مین وقت شب کا ہو گیا تھا اسکی لونڈی دروازہ جھٹ پٹ کھول کر
کہنے لگی میان صاحب ہمارے گھر کا مالک تو آج سفر کو گیا ہے لیکن آپ بکشادہ پیشانی مکان
دلستان مین رونق افزا ہو جیسے کسی طرح کی بجینچی نہو گی یہ گفتگو اوس کنیز نیک خو کی سنکر کہنے لگا
یہ بھی عجب اتفاق بے سیاق ہے کہ ہماری اور اوس افیونی کی ہر جگہ برابری چلی آتی ہے یعنے
ہم جو آج سفر کو نکلے تو وہ بھی آج ہی مسافری کو گیا اسکے سوا ہمارے مکان کی اس مکان
عالیشان کی قطع ہے یہ خیال کثیر الاختلال دل مین کرکے دیوانخانے مین جا بیٹھا اور اوسکی
کنیز باتمیز جو چراغ روشن کرکے لائی تو کیا دکھائی دیا کہ مسافر تو نہین ہے میان صاحب خود
آپ ہی اپنے مکان مین جلوہ گر ہین یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر بی بی سے جا کر کہنے لگی کہ اے
خاتون زمان مہمان تو کوئی نہین میان صاحب خود آپ ہی تشریف لائے ہین یہ کلام
نافرجام اوس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنے لگی اے مردار ناہنجار کیا جھک مارتی ہے اگر وہ ہوتا
تو باہر کیون بیٹھتا اپنے گھر مین نہ آتا وہ بیچارا مصیبت کا مارا خدا جانے آج کس مکان ویران
مین بیٹھا ہوگا تو مجھپر ناحق گالی چڑھاتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر لونڈی چُپ ہو رہی لیکن
صاحب خانہ کی بی بی نے دل مین کہا کہ میرے گھر مہمان انجان آج وارد و صادر ہوا ہے
اور مالک گھر کا نہین ہے بھلا اور زیادہ تکلف نہو سکے تو ملائی اور میٹھے چانول تو اوسکے
واسطے بھیجے تاکہ یہ بھی جانے کہ ہان کسی افیونی صاحب ظرافت کے گھر مین شب باش

ہوئے تھے الغرض اوس خاتون خجستہ پیکر نے کھانا خوش ذائقہ اوس افیونی کے واسطے بھیجا اوس طعام خوشگوار کو
دیکھکر افیونی دل مین کہنے لگا واہ واہ زہے قسمت کہ آج کھانا بھی ہمکو ہمارے ہی گھر کا سا ہاتھ آیا
بقول شخصے **مصرع** حق شکر خورے کو دیتا ہے شکر ٭ اور سچ بھی یہی ہے **مصرع**
بینوایان را خدا ازرق ہوائی میدہد ٭ الغرض کنیز نے بغور جو دیکھا تو صاف صاف میان صاحب نظر آئے در
اوسوقت کنیز با تمیز بی بی سے آنکر کہنے لگی کہ اے خاتون جہان واے بانوے زمان تو مجکو مارکے پرزے
پرزے کیون نہ کر ڈال لیکن مین تو یہی کہونگی کہ میانصاحب ہی ہین یہ گفتگو دو بدو کنیز نیکخو کی سنکر بی بی
جواب دہ ہوئی خیر کیا مضائقہ معلوم ہوجائیگا الحاصل وہ بی بی دروازے کی درار سے جو نظارہ کنان ہوئین
تو کیا دیکھتی ہین کہ فی الحقیقت میان صاحب ہی کی نشست کھانا کھانے کی ہے یکایک وہ بی بی دبے
دبے پاؤن اسکے پیچھے کھڑی ہو کے بغور دیکھنے لگی تو بالمشافہہ آپ روپ نظر آئے یکایک اوس بی بی
خفا ہوکر پیٹھ پر ایک دو ہتڑ مارا اور یون کہا کہ اے بھڑوے اچھا مسافری کو نکلا تھا تو نے وہ مثل کی
مثل کہ صبح کا بھولا جو شام کو آئے تو اوسے بھولا نہین کہتے ہین ٭ یہ سخن دلشکن اپنی بی بی سے سنکر
اور بغور دیکھکر کہنے لگا اے بی بی اگر یون ہی تم ہمارے ساتھ پھروگی تو ہم سے مسافری نہو سکیگی
مثنوی یہ سنکر سخن وہ زن پارسا ٭ لگی کہنے تو سخت ہے بیحیا ٭ سفر تو کرے گا نہ ہرگز کہین ٭
رہے گا تو قبلہ نما سا یہین ٭ جو مجبور ہوتا نہ ایسا وہ ہے ٭ تو جورو نہ کہتی اوسے بے تمیز
نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی کا نوکر بھی افیونی تھا اتفاقاً وہ افیونی بھی اپنے رہوار پر سوار ہوکر
عازم سفر ہوا اثنائے راہ مین ایک چوکی پر تشنہ پانی کرنے کو ٹھہر گیا اور گھوڑے کو قائزہ کرکے ایک
درخت سے باندھ کے کھڑا کر دیا تشنہ پانی سے فارغ ہو کر وہ لا یعنی اوٹھکر طیار اور اسوار ہوا اور نفر
سے یون کہنے لگا کہ اے نفر باخبر خبردار کچھ بھولنا نہین کیونکہ یہ مسافری ہے اسکے جواب مین وہ نفر
گیدی خر بولا کہ صاحب بھولنے کا کیا ذکر ہے علی ہذا القیاس آپ کے پاس افیون کا ڈبہ اور میرے
پاس حقے کی کلی اور کوئلون کی تھیلی موجود ہے ظاہر مین تو کوئی چیز بھولی نہین باطن کی خدا جانے
شعر کبھی ایسا انفا بھی تو نہین ٭ بھو سجا ئین میز کو جو ہر کہین ٭ الحاصل وہ دونون غافل
منزل کو چل نکلے اور گھوڑا گوڑا وہین رہا پھر چند قدم کے بعد وہ افیونی نفر با توفی سے پوچھنے لگا
کہ اے نفر گیدی خر کچھ بھولے نہین دیکھ تو مجکو شبہہ نظر آتا ہے ٹھہر جا پھر وہ نفر بے خبر بول اوٹھا
کہ صاحب آپ کو کچھ وہم ہوگیا ہے میرا اسباب میرے پاس اور آپ کا اسباب آپ کے
پاس بھولنے کا کیا ذکر ہے آخر کار یہ دونون نابکار اسی گفتگو مین سرای مین ہو پہونچکر ایک بھٹیاری

دلاری نامدست سے کہنے لگے کہ اے بھٹیاری کھانے اور دانے گھاس کی جلد طیاری کر ہمارا مارے بھوک
کے کلیجا ٹوٹا جاتا ہے کیونکہ ہم لوگ افیونی ہین ہمکو بھوک اور پیاس کی برداشت نہین ہے یہ کلام
ننگ انجام بھٹیاری ایکبارگی سنکر دانے گھاس کی فکر کرکے کھانا پکانے مین مشغول و مصروف
ہوئی ایک گھڑی کے بعد بھٹیاری دل مین کہنے لگی کہ میان صاحب نے دانہ تو منگوایا اور بھگوایا
لیکن گھوڑا انگوڑا ابھی تک نہین آیا شاید کہ انکا گھوڑا ماندگی سے پیچھے رہ گیا ہے اس سبب سے
نہین پہونچا اس عرصے مین جب شام سیہ فام کا وقت قریب آیا تو بھٹیاری ایکبارگی نفر سے
پوچھنے لگی کہ اے عزیز باتمیز دانہ گھاس میرے پاس طیار رکھا ہے اور تیرا گھوڑا ابھی تک نہین آیا اسکے
کیا معنی آیا کچھ لوگ پیچھے رہ گئے ہین یا گھوڑا ماندگی سے میان کی سواری کے قابل نہین تھا شعر عقل
میری اس جگہ حیران ہے + کسطرح کا ہاے یہ سامان ہے + یہ کلام وحشت التیام سنکر نفر کہنے لگا فی الواقع
میان سچ کہتے تھے کہ کچھ بھولے تو نہین معلوم ہوا کہ شاید گھوڑا ہی بھول آئے ایکبار وہ ناہنجار میان سے
آنکر کہنے لگا کہ میان صاحب بھٹیاری کہتی ہے کہ تمھارا گھوڑا انگوڑا کہان ہے دانہ گھاس خراب جاتا ہے
یہ گفتگو نفر بدخو کی دو بدو سنکر میان بولے کیون بے گدہے مین نہ کہتا تھا کہ کچھ بھولے ہین آخر کو میرا
کہا سچ ہوا **ابیات** یہ سخن سنکے وہ نفر بولا + ہان میان آپ نے تھا سچ ہی کہا + دونون بیہوش
الغرض وہان سے + گھوڑا لینے کو ایک دم دوڑے + لیک محجوب ہو ترقی کہ کدو + لعن ہمتو کہینگے
ہر ہر دو + **نقل** ہے کہ ایک افیونی بیرونی بام دلارام پر سوتا تھا حالت نشے مین براے حاجت
پیشاب وہ بیتاب جو اوٹھا تو یکایک کوٹھے کے نیچے گر پڑا اور بے اختیار پکار کر خدمتگار سے
کہنے لگا اے فلانے یہ دھماکا بڑا سا کیسا ہوا دیکھ تو سہی کیا ہے یہ بات واہیات سنکر وہ خدمتگار
غمخوار کہنے لگا میان صاحب مین اسوقت اپنا کھانا پکاتا ہون ناحق ناحق کہان اوٹھون کوئی بلی و
کود ہی ہوگی اور تو کچھ یہان نظر نہین آتا اسمین پھر افیونی بیرونی نے کہا اے عزیز بے تمیز اوٹھکر
دیکھ تو سہی میرے گوش ہوش مین بڑے دھماکے کی آواز آئی ہے وہ خدمتگار ایکبارگی خفا
ہوکر بولا میان صاحب تم کہان ہو مجکو تمھاری آواز بے انداز نیچے کی سنائی دیتی ہے اور آپ
میرے روبرو کوٹھے پر سے گئے تھے یہ گفتگو دو بدو خدمتگار ناہنجار کی گوش زد کرکے وہ افیونی بولا
کہ خواوند تو سہی مین بھی تو اسی تعجب مین ہون **شعر** مجھے بھی تو یہی اب خوف و غم ہے + کہ کیسا
یہ دھماکا بر ستم ہے + اسمین ایکبار خدمتگار چراغ لے کر جو اوٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ میان
عالیشان ناہدان مین بیٹھے ہین پر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا کہ میان صاحب تم اسوقت ناہدان

غار پریشان مین پڑے ہوے یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی بیرونی کہنے لگا بس یہ ہمارے ہی گرنے کا دہما کا بے تہا شا تھا
ہاے ہاے بڑی چوٹ کہائی **مثنوی** یہ کہکر لگا رونے وہ زار زار + ہوئے خندہ زن اور سب اوسکے یار + جو
ایسا نہو تا وہ بیہوش آہ + تو یون لوگ ہنستے نہ شام و پگاہ + حقیقت مین غافل جو مہجور ہو + وہ بہتر ہے
ہستی سے درگور ہو + **نقل ہے** کہ ایک افیونی مجنونی لب بام والامقام پر بیٹہا تہا کہ یکایک حالت نشہ
مین یہ خیال کثیر الاختلال دلمین آیا کہ ہمارے کوٹہے کے سامنے دریای بے پایان لہرا رہا ہے خدا نخواستہ
جو یہ پانی طغیانی کرکے میرے کوٹہے پر آجائے تو بڑا غضب پر تعب ہو اس خیال پر ملال مین آخرش کو اسی امواج
تو ہم نے آکر گہیرا اور دریای دہشت بڑہنے لگا آخر کار وہ دریای ناپیدا کنار توہم کا اونکے کوٹہے سی آکے ہمکنار ہوا
تب تو یہ افیونی مجنونی دریای حماقت مین مستغرق ہوکر ایک مونڈہے پر چڑہ بیٹہا اور یہ مطلع دولہن بیگم صاحبہ کا زبان پر
لایا **شعر** دیکہہ دریا کو مرے دل پہ یہ لہر آتی ہے + کشتی عمر صد افسوس بہی جاتی ہے + اس عرصے مین اوس وہمی کو
مونڈہے پر یہ خیال پر ملال آیا کہ یہان بہی پانی بہ طغیانی آن پہونچا یہ سوچکر دلمین کہنے لگا کہ آخر تو ڈوبتے ہین اس سے
تو دریا مین کود کر بیرِ نکلیے ہرچہ بادا باد بقول شخصے مرتا کیا نکرتا یہ سوچکر وہ افیونی مجنونی کوٹہے پر سے گر کے زمین پر
ہاتہہ مار مار کر کہنے لگا بیڑا پار ہے بہائی بیڑا پار ہے بہائی یہ ماجرا حیرت افزا ایک شخص دیکہکر بے حواس اسکے
پاس آیا اور بغل مین ہاتہہ دے کر اوٹہا کے کہنے لگا میان خبردار ہو آپ کو سبنہالو یہ کیا واہی تباہی
بکتے ہو یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی جنونی بصد خفگی بولا میرے پانون تو تہ کو لگ گئے تو مجکو ناحق پکڑتا ہے
مثنوی یہ واہی سخن اوسکے سن وہ عزیز + لگا کہنے بکتا ہے کیا بے تمیز + کدہر کو ہے دریا
کنارہ کہان + جو تو پیرتا ہے یہان ہر زمان + یہ سنکر وہ افیونی کہنے لگا + مین پینک کے دریا مین
تہا پیرتا + مجہے نشا اب کچہہ جو کم ہو گیا + تو تیرا سخن صاف کانون سُنا + غرض ہوکے نادم وہ مہجور
خوب + گیا ہاے دریاے غیرت مین ڈوب + **نقل ہے** کہ ایک افیونی مجنونی حالت نشہ
مین بے حجاب پیشاب کرنے کو جو بیٹہا اتفاقاً وہ مکان پریشان پشت ماہی تہا یہ افیونی با توئی نشیب
کیطرف بیٹہکر حاجت رفع کرنے لگا یکایک وہ پیشاب لہراتا ہوا اسکی طرف رجوع ہوا اسکو نشے مین دریافت
ہوا کہ یہ مار سیاہ آہ مجہہ بے گناہ کے کاٹنے کو آتا ہے اس خیال پر ملال مین یہ جون جون پیچھے ہٹتا
تہا وون وون وہ پیشاب کی دہار بے اختیار لہراتی اسکی طرف آتی تہی الغرض جب وہ موت کی لکیر
اوس بے بہر کے پاؤن سے لگ گئی ایکبار بے اختیار آہ مار کے لیٹ گیا اور یون کہنے لگا اسے
موذی نے کاٹ کہا مین بیکس بے بس ہون **نظم** بس نہین چلتا ہے کچہہ اب تو مرا + کاٹ
جس جا پہ کہ جی چاہے ترا + سنکے یہ تقریر اوسکی راہ گیر + بولا احمق موت کی ہے یہ لکیر +

اس سے کیون ڈرتا ہے تواند وہگین ✤ زہر اسکے کاٹنے مین کچھ نہین ✤ سنکے یہ گفتار اوس رہ گیر کی ✤
لوٹنے مین اوسنے کچھ تاخیر کی ✤ اور نشے کی لہر جب کچھ کم ہوئی ✤ تب اوسے مجبور غیرت
سم ہوئی ✤ **نقل** ہے کہ ایک افیونی باتونی بھٹیاری سرا مین ایک مکان دلستان مین
ایک پیک کے ساتھ مقیم ہوا بعد انفراغ طعام وہ بدانجام وقت آرام ایکبار بھٹیاری سے کہنے لگا
اے بھٹیاری پیاری تو مجکو وقت سحر مقرر مقرر سب سے پہلے جگا دینا **شعر** تا سویرے مین ٹھنڈے
ٹھنڈے آہ ✤ ایسا جاؤن ہوکوئی آگاہ ✤ اور وہ پیک بھی اوس سے یون ہی کہنے لگا کہ
مجکو بھی صبح کے تڑکے بے کھٹکے اوٹھا دینا **شعر** تا کہ مین بھی منزل مقصود ✤ اک سیانے مین سب سے
پہونچون زود ✤ الغرض وہ دونون آشنا باہم ایکجا سو رہے قضاے کار ایکبار افیونی باتونی کی آنکھ
کھل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ ساری خلقت اور بھٹیاری خواب غفلت مین بیہوش ہے جلدی سے کمر
باندہکہ اور پیک کی پگڑی گھبراہٹ مین سر پر رکھکہ چل نکلا **بیان صبح** اس عرصے مین جب
شاہ خاور شعاع کی کلغی سر پر رکھکہ مشرق سے نمودار ہوا یکایک اوس افیونی جنونی کو اپنی چھایا نے
کی پگڑی پر جو کلغی نظر آئی تو ایکبار ہاتھ زانو پر مار کے کہنے لگا لاحول و لا قوۃ الا باللہ بھٹیارنی
عنبانی نے پہلے اپنے پیک یار غمخوار کو جگا دیا اور ہمکو نہ جگایا **شعر** ہاے افسوس ہم رہے پیچھے ✤
اور وہ پیک ہوگیا آگے ✤ اس خیال پر ملال مین وہ افیونی جنونی جاتا تھا کہ وہ پیک بھی آپہونچا
اور پیچھے سے اسکے سر پر دہول جڑ کے کہنے لگا او دغا باز ناساز میری پگڑی لے کے کیون بھاگا
تجکو اپنا آگا پیچھا نہ سوجھا تھا سچ بتا نہین تو اس لپیٹ مین تیری مشیخت بگڑ جاے گی یہ سخن
دلشکن سنکر وہ افیونی کہنے لگا اے عزیز بے تمیز کیا تو میرے پیچھے تھا مین تو تیری پگڑی
سے سمجھا کہ بھٹیاری عنبانی نے پہلے تجکو جگا دیا اور مجکو نہ جگایا اے یار الحمد للہ کہ تجھسے مین ہی
آگے پہونچا **مثنوی** تیرے آنے سے ہوا معلوم اب ✤ ہوگئی تقصیر یہ مجھسے کہ جب ✤
واسطے حق کے اسے کردے معاف ✤ گرچہ تیرا دل ہوا ہے برخلاف ✤ سنکے افیونی کی
اس تقریر کو ✤ ہوگیا محجوب وہ نیک خو ✤ **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونی اپنے خدمتگار
مردود سے سنگے کا دودہ روز منگواکے پیتا لیکن اوسکو لذت اور حلاوت نہ ملتی تھی اتنی بات
واہیات کے واسطے اوس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار مکار اور رفوگر رکھکے حکم دیا کہ اے لسوز
تو ہر روز اس خدمتگار نابکار کے ساتھ جاکر شیر بے نظیر لے آیا کر یہ فرمان اوس نادان کا سنکر
بلا زم نو کہنے لگا **شعر** بہت خوب جو آپ نے سے کہا ✤ مین آنکھون سے لاؤن گا اوسکو بجا ✤

الغرض جب وہ پہلا خدمتگار ناہنجار ایکبار دودھ لینے کو چلا تو وہ دوسرا نوکر کمر باندھکر اوسکے ہمراہ ہوا اور اثناے
راہ مین اوس سے پوچھنے لگا کہ اے یار غمخوار یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر ہے تو وہ جوان بے ایمان بولا کہ اے بھائی
مین سودائی اس افیونی جنونی سے ایک ٹکا دودھ کا روز لیتا تھا لیکن ڈیڑھ پیسے کا شیر پانی ملا کے اوس
افیونی کو پلاتا تھا اب تو جسطرح کہے اوسکو بجا لاؤن یہ تقریر وہ بے پیر گوش زد کر کے کہنے لگا خیر کیا مضایقہ
لیکن اب ایک پیسے کا دودھ اوس مردود کے واسطے لیجلیے اور آدھا پیسا تو لے اور آدھا پیسا مجھکو دے
شعر کہا پہلے نوکر نے کیا خوب ہے ✤ یہی بات مجھکو بھی مرغوب ہے ✤ الحاصل اوس افیونی کو شیر
پانی تدبیر آدھا پانی ملکر آنے لگا آخر کار ناچار اوس افیونی مجنونی نے تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکھا اوسکو بھی
یہی حکم دیا کہ میان مجھکو بازار کے دودھ مین کچھ خفی معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون نوکر فتنہ گر ایسی غبن کرتے ہین
کہ پھر ایک پیسے کا پیسا برباد جاتا ہے اور دودھ کا مزا نہین ملتا یہ کلام وہ نافرجام سنکر بولا اے خداوند نعمت سے یہ
کرامت ابیات ہمین کام جو کچھ کہ فرماؤ گے ✤ دغا بازی نہ ہمین کبھی پاؤ گے ✤ وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا
کام ✤ کرین بے تمیزی سے ہر صبح و شام ✤ حاصل کلام وہ اگلے دونون نوکر بد انجام جب دودھ لینے کو
چلے تو افیونی نے تیسرے نوکر فتنہ گر سے کہا میان ان دونون جوان بے ایمان کے ہمراہ جا کر شیر
بے نظیر لے آؤ لیکن خبردار یہ دونون ناہنجار کچھ غبن نکرنے پائین شعر نہین تو مین تم سے بھی ہونگا خفا ✤
اگر دودھ آنے گا ویسا برا ✤ الغرض وہ تینون نوکر کمر کر ایک ٹکے کے دودھ کو خریدنے چلے لیکن ملازم
سوم نے دونون سے پوچھا اے بھائیو یہ واردات واہیات کیا ہے سچ کہو بہر صورت ہم تمھارے شریک
حال ہین نوکر اول نے کہا میان سچ تو یون ہے ہمارا آقا ٹکے کا دودھ منگواتا تھا لیکن یہ فقیر ڈیڑھ پیسے کا
شیر بلا تاخیر لے جاتا اور آدھا پیسا آپ رکھتا تھا لیکن جسوقت یہ دوسرے صاحب اسکی تقید کو آئے تو اونہون نے کہا
کہ ایک پیسے کا دودھ اس مردود کو بہت ہے باقی ایک پیسا ہم تم سمجھ لینگے سو اس صورت پر کدورت سے ہم
اوقات بسر کرتے ہین شعر اب جو کچھ کرین وہی ہم بجا ✤ نہ زیادہ ہو کچھ نہو کم بھی ✤ یہ سخن حیرت افگن سنکر
وہ تیسرا نوکر سجھا ور کہنے لگا کہ ایک پیسا تم دونون لو اور ایک پیسا مجھکو دو مین سمجھ لون گا دیکھو تو یہ کھوٹا نوکر
اوس پچھلے افیونی کے کیسے کوڑے کرتا ہے کہ دمڑی کے دودھ مین خوش رہے اور روزانہ جلے تمھے
المطلب اوس پچھلے نوکر نے کیا فعل کیا کہ ایک دمڑی کی ملائی لے کر گھر مین آیا اور اوسکو طاق مین رکھکر
چپ ہو رہا جسوقت اوس افیونی کو پینک آئی اوس نوکر فتنہ گر نے دونون مونچھون پر تھوڑی تھوڑی
ملائی رکھدی اور آپ الگ ہو گیا اس عرصے مین پینک سے جو اوس افیونی کی آنکھ کھلی تو ایکبار
خدمتگار سے کہنے لگا کہ اے نوکر سجھا ور شیر بے نظیر لایا یا نہین وہ ملازم یون بولا اے صاحب

مین شیر بےنظیر لایا تھا اور آپ نوش جان بھی کر چکے اسکو بڑی دیر ہوئی بلکہ آپ نے نشے کی حالت مین گلی تک بھی نہین کی ذرا مونچھون کو تو ملاحظہ فرمائیے اور وہ افیونی شیر خوار ایکبار مونچھون کو چوتا دینے لگا تو دونون ٹکڑے ملائی بالائی کے ہاتھ مین آگئے اور وہ فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند دیکھیے کیسا ملائی دار خوش گوار دودہ تھا کہ جسکی جھلی آپ کی مونچھون پر جم گئی

مثنوی یہ سنکر کہا اوسنے ہان میرے یار ٭ بہت خوب یہ دودہ تھا خوشگوار ٭ ہمیشہ جو لاوے گا ایسا مجھے ٭ تو مین بھی بہت خوش کرونگا تجھے ٭ غرض اوس ہنسنے آدمی نے اوسے ٭ کیا ایک دمڑی مین خوش واہ رے ٭ مثل سچ ہے مجبوریہ جابجا ملے ہے بہت چھانے سے کرکرا ٭

نقل ہے کہ ایک دو افیونی بیرونی باہم بیٹھکر یہ مشورہ کرتے ہوئے کہ کوئی بات ایسی تلاش برائے معاش کیجیے کہ جس سے بخوبی اوقات بسر ہو اور گزک بے دھڑک افیونکی بہم پہونچے اسمین دوسرا افیونی ہارونی بولا کہ آؤ ہم تم شرکت مین باآشنائی مٹھائی کی دکان عالیشان کرین تا کہ معاش جگر خراش خوشی و خرمی سے گذرے اور افیون کی چاٹ ہر رات ہاتھ آیا کرے پھر وہ پہلا افیونی باتونی کہنے لگا واقعی اے یار غمخوار یہ تدبیر دلپذیر نہایت خوب اور مرغوب ہے لیکن بازار شہر غدار مین مٹھائی اے بھائی بیچنا کمال عزت اور حرمت کا زوال ہے اس سے تو یون بہتر ہے کہ گنون کا کھیت کسی ریت مین بوئے اور جسوقت گنے ایکبار طیار ہون اونکو بیچے اور چھپر یان قرولیان لے کر بیٹھیے مثلاً ایک گنا ہم نے تڑاق سے توڑا چھیلا نوش جان کیا اوسیطرح تم نے بھی گنا توڑا چھیلا اور کھایا دوسرا افیونی ہارونی بولا نہ بھائی مین تو دو گنے تڑاق پڑاق توڑونگا اور کھاونگا تب وہ افیونی جنونی اوسکے سر پر دھول مار کر کہنے لگا اے فساد کی گانٹھ حرامزادے کی جڑ تو ایسا کہانکا زبردست عرش کا تارا ہے جو مجھ سے ایک گنا سوا کھائے گا غرض اتنی سی بات واہیات کا آخر یہ قصہ پر آزار کوتوال نیک خصال کے روبرو رجوع ہوا یہ ماجرا حیرت افزا سنکر کوتوال نیک خصال کہنے لگا تمھارا یہ قصہ پر غصہ ہم سے نہ فیصل ہوگا حاصل کلام وہ دونون نافرجام ایکبار فوجدار معاملہ شعار کے قریب جا کر اپنا احوال پرملال نوک زبان بیان کرنے لگے اوس فوجدار سلیقہ شعار نے پوچھا کہ تمنے گنے کا کھیت کس مقام دلارام پر بویا تھا جو یہ قصہ برپا ہوا وہ دونون افیونی بیرونی بولے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت

نظم ہمارے اور اوسکے یہ ٹھہری تھی بات ٭ کہ گنے کہین بوئیے نادرات ٭ سو مینے کہا تھا کہ اک نیشکر ٭ وہین کھیت مین کھاونگا چھیلکر ٭ یہ کہنے لگا مین تو کھاونگا دو ٭ خوشی اسمین ہو یا خفا کیون نہو ٭ سو اس بات پر مینے اے فوجدار ٭ اسے دھول ماری تھی بے اختیار ٭ یہ ایسا کہانکا ہے منصب بڑا ٭ جو دو نا شراکت مین کھائے بھلا ٭ یہ واردات واہیات سنکر فوجدار سلیقہ شعار کہنے لگا

تمھارا قصد برابر حصہ چاہتا ہے لیکن تم نے وہ گنے جو کھیت مین بوئے ہین اوسکا محصول بعید وصول داخل کرو الحاصل
وہ دونون از خود غافل مار دہاڑ سے جرمانہ معقول مع محصول دیکر بملک محمد جایسی کے بقول کہنے لگے **نظم**
نیا ونہ کین کین ٹھکرائی + بن کیتے لکھہ لین برائی + اب کا ہوئی ہمرے روئے + گوت لین بن جوتے
بوئے + **ابیات** یہ سن ماجرا سب صغیر و کبیر + لگے کہنے قصہ یہ ہے بے نظیر + نہ دیکھا کسی نے نہ ایسا
سنا + اب آگے کہے اس سے مجبور کیا + **نقل ہے** کہ ایک افیونی بانونی کی جورو نیک خو شیرین دہن
نام دلارام مصری تھا اتفاقاً ایک روز وہ افیونی پینک کے عالم مین بیٹھا اونگھہ رہا تھا ہمسائے کی ایک
عورت نیکبخت نے اسکی جورو نیک خو کو بزبان شیرین پکار کے کہا بی بی مصری ذرا ادہر آنا یہ سمجھا کہ کوئی
کہتا ہے مصری ادہر لانا اس آواز خوش انداز کو گوش زد کر کے حالت نشہ مین اپنی بی بی سے کہنے لگا **نظم**
مائی صاحب جو مصری تم لینا + میرے بھی منہ مین اک ڈلی دینا + آج پینک مین تا یہ افیونی + پائے لذت
ترے سبب دونی + سنکے اوس بیحیا کی یہ گفتار + کہا بی بی نے جھڑوے ناہموار + یہ سخن واہی تو نہ
منہ سے نکال + نہ بہک اسطرح زبان کو سنبھال + کھولکر آنکھہ دیکھہ اسے بدخو + مین ہون تیری بیاہتا
جورو + سنکے اس گفتگو کو وہ مجبور + دل مین نادم ہوا بہت مہجور + **نقل ہے** ایک افیونی بانی بو
پیالہ بھر کے افیون گھولتا اور اوسمین سے تھوڑی پیتا باقی چارپائی کے نیچے رکھہ دیتا جسوقت سمند دورکا
اشہب تیزگام میدان نشہ مین ماندگی لاتا تو چسکی کا ایک کوڑا اور دیتا المدعا وہ ہمیشہ یون ہی عمل
مین لاتا تھا قضائے کار ایک دو بار کوئی چوہا نابکار اسکی افیون پی گیا اس بات واہیات کو دریافت
کر کے کہنے لگا ہماری افیون چوہا ملعون یون پی جائے یہ نہایت غضب پر تعجب ہے دیکھو تو آج اوس چور
لنگور کو مین کیونکر پکڑتا ہون یہ خیال محال دل مین کر کے بدنمائی کھڑی چارپائی پر لنگی باندھے اور لیٹ گیا
اور سر کو سرہانے کیطرف نکالکر اپنی افیون کی نگہبانی کرنے لگا اتفاقاً اوسکے بیضے بازن کے چھید سے
نکلکر کہین پیالے کے قریب آ پہونچے یہ ذوفنون نشے کی حالت مین سمجھا کہ یہی چور لنگور ہے چپکے سے ہاتھ کو
پٹی کیطرف سے دراز بے انداز کر کے جھٹ اپنے بیضون کو نتیجۂ حماقت مین دبوچ لیا اسمین یک بیک درد
بے اختیار ہونے لگا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ ابے تو نے بھی خوب جگہہ تاک کے پکڑی غرض جون جون
وہ اوسکو چوہا جانکر دباتا تھا وون وون اوسکے بیضون مین درد ہوتا تھا کہ یہ سر درد ہوا جاتا تھا
تب تو یہ احمق مطلق کہنے لگا کہ ابے جبتک تو نہ چھوڑے گا مین بھی تجکو ہرگز نہ چھوڑون گا اسمین کچھہ کیون
نہ ہو تو میرے ہاتھ اے بدذات آج مدت کے بعد چڑہا ہے **شعر** ابے تری جان مارے سالے بدذات +
نہ اوٹھاؤن گا تا قیامت ہات + یہ ماجرا حیرت افزا اسکا دیکھکر ایک یار غمخوار کہنے لگا کہ واقعی اے بھائی

تم نے اپنا چور نگور خوب پکڑا لیکن اوسنے بھی تمھاری خوب جگہ پکڑی ہے کہ جس سے تمھاری جان جھگا چھوڑی
مین ہے اس سے بہتر یون ہے کہ تم اوسکو چھوڑ دو نہین تو تمھاری جان مفت جائے گی یہ سخن دلشکن سنکر
وہ افیونی جنونی بولا کہ اے یار غمگسار مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ تو چھوڑے گا تو مین بھی چھوڑ دون گا
سو یہ موذی بھیا نہین مانتا ہے اوس یار غمخوار نے کہا پہلے اے بھائی سودائی تو اسکو چھوڑ دے
پھر اگر وہ بدخو تجکو نچھوڑے گا تو چاہنا سو مجکو کرنا اس بات واہیات کا میرا ذمہ ہے القصہ اوس
افیونی جنونی نے جو اپنے بیضون کو چھوڑ دیا تو وہ دزد گرد ہو گیا یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر
اپنے یار غمخوار سے کہنے لگا کہ بھائی جان اگر تو اس آن نہوتا میرا قصہ پر غصہ کبھی فیصل نہوتا
نظم میرے سر پر ترا تو یہ احسان ÷ تا قیامت رہے گا میری جان ÷ حمق سے نا اپنے ناحق
اے مجھور ÷ مفت مین یار کو کیا مشکور ÷ **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونی کا چور سینہ زور
جا ضرور کا لوٹا حالت نشہ مین آنکو سے اوٹھائے گیا اور بعد فراغت حاجت افیونی باتوفی سنے جو
آبدست کو لوٹا تلاش کیا تو ہاتھ نہ آیا خیر جبرا اور کرہا وہان سے اوٹھکر مکان دلستان مین آیا اور
ایک لوٹا منگوا کے خبرداری اور ہشیاری سے پاس رکھا چندروز کے بعد وہ دزد بدخصلت بغفلت
دسے کر دوسرا لوٹا بھی لے گیا یہ احوال پر ملال افیونی جنونی دیکھکر بہت گھبرایا آخر کار اوس نابکار کو
یہ سوجھی کہ اب کسی فطرت پر فراست سے چور نگور کو پکڑیے یہ خیال وہ بدخصال دل مین کرکے
جا ضرور پر فتور مین لوٹے کی جا پر چادر سر سے پاؤن تک اوڑھکر ہاتھ آگے چھاتی کے خم کرکے
آفتابے کی صورت بنکر بیٹھ گیا اور دل مین کہنے لگا کہ وہ چور نگور مجکو آفتابہ سمجھکر لینے آئے گا تو مین
اوسکو پکڑ لون گا **شعر** غل مچاؤن گا اور کرون گا یہ شور ÷ آج پکڑا ہے مینے اپنا چور ÷ غرض یہ
خیال وہ بدخصال جی مین کرکے یون مین عمل مین لایا قضاے کار وہ چور نابکار اپنی چاٹ پر آ گیا تو
جا ضرور غلاظت معمور مین کیا دیکھتا ہے کہ لوٹا تو نہین ہے مگر اوسکی جا پر کوئی آدمی منہ چادر سے
لپیٹ لپاٹ کر بیٹھا ہے یہ ماجرا حیرت افزا بغور وہ چور دیکھکر کہنے لگا کہ آج کچھ دال مین کالا ہے
غرض اوس چور نگور نے براے آزمایش ایک کنکری بھر ترسے اوس آفتابہ نقلی پر ماری افیونی
مجنونی کنکری کھا کر دل مین کہنے لگا کہ آفتابے پر جو کنکری لگتی ہے تو وہ ٹن سے بولتا ہے جیانا
اگر لوٹا نہ بولے گا تو یہ چور نگور بھڑک جائے گا یہ سوچکر وہ ٹن ٹن کرنے لگا یہ آواز ناساز
سنکر چور منہ زور کہنے لگا چہ خوش چرا نباشد آج آپ روپ لائے ہین کہ آفتابہ بنکر بیٹھے ہین
الٹی لات اسکی پیٹھ پر جڑ کر فرار ہو گیا اور افیونی جنونی جا ضرور مین گر کر گھگھ کرنے لگا

یعنی جسطرح آفتاب بلند ہو جاتا ہے اور اوسکا پانی کم کرتا ہے **مثنوی** اس فراست پہ جگو افیونی کہ
کیون نہ ہر اک کہے گا مجنونی + اسطرح سے بھلا کہین ایسے کور + ہاتھ آیا بھی ہی کسی کے چور + الغرض اوسکی
عقل پہ مجبور + کیون نہ لعنت کرین سب اہل شعور + **نقل** ہے کہ افیونی بیرونی کے جا ضرور کا لوٹا
ایسا ٹوٹا تھا کہ جب وہ ناپاک برائے احتیاج جاتا تو ذرا ذرا رس کر اوسکا پانی سب بہہ جاتا تھا کہ وقت
آبدست اتنا نہ رہتا تھا کہ وہ افیونی باقوتی آپ کو پاک کرتا غرض ایک روز خفا ہو کر جا ضرور مین کہنے لگا
کہ ٹوٹے لوٹے کا پانی رس کر بہہ جائے گا اور مین آبدست کی خاطر گران خاطر ہونگا اس سے تو یہ
بہتر ہے کہ آج پہلے ہی آبدست لے لیجیے اسکے بعد جا ضرور باشعور پھر دیے پھر اس اپنے ٹوٹے کا
پانی تا سافی بہہ جائے گا تو بلا سے **نظم** آخرش اوس لعین نے یون ہی کیا + قبل استنجا
آبدست لیا + واہ رے تیری عقل واہ شعور + ایسے گھتیل پہ لعن کر مجبور + **نقل در نظم**
ایک افیونی کی ہے مشہور نقل + تم سے یارو کیا کرے مجبور نقل + قاعدہ افیون کا ہے سارے
دوستو + قبض کرتی ہے اوسے کھاتا ہے جو + ایک دن جو رفع کرنے احتیاج + پاخانے مین
گیا وہ بدمزاج + خوب کو تھا اور کانکھا بیٹھکر + ایک بھی لینڈی نہ نکلی اوسکی پر + بعد اک بکنے کے
لینڈی خشک سی + سفرے سے باہر جو ہین ظاہر ہوئی + دیکھکر لینڈی کو بولا طیش کھا +
کیون نہین آتی نکل اے بیحیا + کیا مین ہوا ہون جو کھاؤنگا تجھے + اسطرح عاجز جو کرتی ہے مجھے +

نوان باب بخیلون کی نقلون مین

منعمان دولت زمان اور سخیان نعمت
جہان کملک ذی ہمت سے بیامن تقریر پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک بخیل بے عدیل کے گھر
مین ایک کلاونت پر فطرت وارد ہوا ایک پہر کامل اوس محفل ناقابل مین وہ نایک زمان سر دکھتا
رہا لیکن اوس بخیل بے عدیل نے ایک خرمہرہ بھی اوسکے دست تہی مین نہ دیا وقت برخاست آپنے
گھر کے بکاول بے بدل کو حکم دیا کہ میان اس مہمان کو کچھ کھانا کھلا دینا یہ بات واہیات وہ بد ذات
سنکر اپنی مجلس آرائے دنیا مین جا کر سو رہا اور یہ کلاونت پر فراست بکاول کے پاس بلا وسواس جا کر کہنے لگا
کہ بلا لون اس شخص کا دم مارے بھوک کی دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہے اسدم قدم رنجہ
فرما کر دم بخت کا لقمہ دمڑی بھر مجھ بیدم کو کھلا دیجیے تو میرا دم عدم کو رخصت ہو یہ گفتار اوس
دم باز کی ناچار سنکر بکاول کہنے لگا اے عزیز با تمیز اگر اس گھر مین تو انجان مہمان آیا ہے تو ذرا
غم کھا یہان کے کھانے پینے کا احوال پر ملال تجھپر افشا ہو جائے گا اور بقول مرزا سودا مرحوم کے
پر اضطراب کیا کہون **نظم** اسکے یارو بخانے کا احوال + جو چلے گھر سے جب کرین ہین خیال +

ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے + لکڑی جلتی ہے آتش غم سے + سینے دیگون کے مارتے ہین جوش +
روتے ہین ڈہانپ ڈہانپ منہ سرپوش + اس خجالت سے دیگچے کفگیر + سرنگون ہی پڑے ہین جو لہو پر +
دوری سے دیگچون کے ہے یہ حال + سینہ کفگیر کا ہوا غربال + کی زمانے مین لاکہہ ہی تدبیر +
نہ ملا دیگچے سے پر کفگیر + کرکے سو عید گنبد گردان + نہ ٹلے اسکے گھر سے تی رمضان + سردی
مطبخ مین ایسی رہتی ہے + ناک باورچیون کی بہتی ہے + سنا اس گھر کا یار تو نے حال + مجھہ سے
کھانے کا پھر نہ کیجو سوال + یہ سخن دلشکن بکاول بے بدل کا سنکر کلاونت نیک خصلت حیپ ہو رہا
پر دل مین یون کہنے لگا **شعر** ہاے کھانے کی عوض اب ہمکو غم کھانا پڑا + دم زدن کی جا
نہین ہے واے دم کھانا پڑا + الحاصل وہ بیدل بھوک کا بسمل دم بخود بیٹھہ رہا جب کاسۂ آفتاب
عالمتاب دستر خوان فلک پر نمودار ہوا اوسوقت وہ بخیل کم اصل مجلس سے برامد ہوکر کلاونت
نیک خصلت سے کہنے لگا کہ تیری مدارات بکاول نے رات کو کیسی کی یہ کلام نافرجام اوس
بدانجام کا گوش زد کرکے وہ کلاونت بولا حذاوند نعمت رات کی مدارات کی بات پر کرامات تو
سبحان اللہ لیکن شب کو آپ کے مکان عالیشان مین غلام ناکام کو عجیب و غریب زیارت میسر
آئی کہ جسکا بیان بیان سے باہر ہے وہ بخیل بے عدیل خندہ زن ہو کر کہنے لگا اے کلاونت
نیک خصلت زیارت پر کرامت تجکو یہان ایسی حصول بے عدول ہوئی وہ کلاونت پر فراست
بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپ کے الطاف و عنایات سے سیر ہو کر دیوانخانے مین سوتا تہا
کہ یکایک کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان عالیشان کے صحن مین ایک سبز پوش ردا بر دوش ادہر
اودہر ٹہل رہے ہین یہ غلام ناکام اونکے روبرو بصد آرزو جاکر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ
اے حضرت سلامت آپ کون بزرگ ہین **شعر** جو اس جا پہ تشریف فرما ہوئے + یہ سنکر وہ
حضرت یہ گویا ہوئے + اے عزیز باتمیز تو مجھے نہین پہچانتا ہے مین حضرت رمضان المبارک ہون
یعنی ایک مہینا کامل تمام خاص و عام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ مہینے اس قرینے سے
کہ جسطرح تجھہ پر آج گذری ہے اسیطرح اس مکان ویران مین رہتا ہون اونکا یہ کلام سنکر غلام
ناکام قدمون پہ سر رکھنا چاہتا تہا کہ کچھہ اپنی حالت پر ملالت عرض کرے کہ یکایک بخت خفتہ کی
بدولت اس بدبخت کی آنکھہ کھل گئی **ابیات** نظر آئے پھر وہ نہ حضرت مجھے + گئی بھوک رکی
بھول شدت مجھے + کلاونت کی یہ بات سنکے بخیل + ہوا اپنے دل مین نہایت ذلیل + کلاونت کی
مجو رستہ تو غین + کیا ایسی عمدہ کہ جو شہر نگین + جہان بنک اور بد سے معمور ہے + سخن شیخ

سعدی کا مشہور ہے * بخیل ار بود زاہد بحر و بر * بہشتی نباشد بحکم خبر * **نقل ہے** کہ ایک کلانوت
صاحب فطرت ایک بخیل بے عدیل کے قریب بقصد تہذیب گیا ایک پہر کے بعد وہ بخیل بے عدیل پلنگ پر
جا کر سو رہا یہ کلانوت صاحب فراست بھی برائے طعام انعام و اکرام بیٹھا رہا اس عرصے میں جب سب
خدمتگار اور چوکیدار سو رہے اور کچھ اپنے اپنے گھروں کو کھانا کھانے گئے یہ کلانوت پر فطرت وقت
فرصت غنیمت جان کر کچھ مٹھائی خوان میں کسی کسائی جو رکھی تھی اوسکو کھولکر نوش جان بیگمان
کرنے لگا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا تو ایک طرف کو جا کر چپکے سے سو رہا بعد الفراغ خواب وہ
بخیل ذلیل جو منہ ہاتھ دھو کر مسند نشین ہوا ایکبار وہ کلانوت دلفگار سامنے آکر دوزانو بیٹھ گیا
اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت آپ تو بفراغت استراحت فرما ہوئے یہ غلام ناکام بھی
شدت گرما سے یہین سو رہا یہ سخن سنکر وہ پرفن کہنے لگا اسے عزیز باتمیز تو نے بہت خوب کیا لیکن مجھ
بیدار بخت نے آج عجب ڈھب کا خواب انتخاب دیکھا یعنی اپنے رہوار پر سوار ہوں اور گاہے مغرب
میں میرے گھوڑے کا قدم دمبدم پڑتا تھا اور گاہے مشرق کا عالم بے خوف و غم دیکھتا تھا یہ کلام
اوس نافہام کا سنکر کلانوت پر فراست یوں بولا خداوند نعمت غلام ناکام بھی عجب واردات واہیات
میں تھا کہ جسکا بیان کیا کروں بقول محمد قائم **شعر** درد دل کچھ کہا نہیں جاتا * آہ چپ بھی
رہا نہیں جاتا * یعنی اس مکان دلستان میں حضرت سلامت غلام ناکام بفراغت سو رہا تھا
کہ یکایک دو شخص بشکل مہیب بصورت عجیب آکر کہنے لگے اسے جوان اس خوان پر الوان کی
مٹھائی کھا جا نہیں تو مارے تھپیڑوں کے تجھ بد قوام کو مرگ کی چاشنی چکھا دینگے غلام ناکام
نے ہر چند عذر کیا لیکن اونہوں نے بصد بیزار پٹی وہ مٹھائی رکھی رکھائی مجھکو کھلوائی یہ سخن دلشکن
سنکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اسے بدذات تو نے اوسوقت مجھکو کیوں نہ جگایا اوسنے جواب دیا
غلام ناکام ضعیف البنیان خداوندا آپ کو کہاں پاتا جو عرض حال فی الحال کرتا آپ تو کبھی مشرق
میں رونق افزا ہوتے تھے اور کبھی مغرب کو تشریف لیجاتے تھے **نظم** بھلا اسمین
بندے کا کیا ہے قصور * میں نزدیک تھا آپ تھے دور دور * غرض اوس کلانوت سے مجبور
خوب * ہوا شہر نگین دل میں وہ پر عیوب * **نقل ہے** کہ ایک کلانوت با مروت ایک بخیل
بے عدیل کے گھر میں وارد و صادر ہوا پہر بھر تو اشغال خیال اور دھرپت کے خیال میں وہ [illegible]
و افعال مصروف رہا اسکے بعد بقول مرزا سودا **ابیات** وقت آیا جو اوسکے کھانے کا *
مرتکب ہو کے اس بہانے کا * لگا کہنے کہ کوئی ہے [illegible] ڈیوڑھی کا ناظر *

ہوا اوس سے کہ بھر کے افتابا ۔ محل کی جا ضرور مین رکھوا ۔ الغرض وہ بیحیا مجلس امین پانچانے کے بہانے طعام نافرجام زہرمار کرکے باہر آیا اتفاقًا پلاؤ کا چانول اوس بخیل ذلیل کی موچھ مین لگا تھا یہ کلاونت چالاک دست سرانگشت سے اشارہ کرکے کہنے لگا قربان جاؤن آپ کی موچھ مین پاخانہ لگا ہے دست مبارک سے جھڑا دالیے اور اوس غلام ناکام کو معاف کیجیے کیونکہ یہ میراثی خاکروب نہین ہے جو آپ کے آگے سے پاخانہ جھڑا لیتا **شعر** کلاونت کا سنکر یہ کہنا بخیل ۔ ہوا نثر مگین اور دل مین ذلیل ۔ جو سمجھدار ہوتا نہ ایسا کثیف ۔ تو کیون اپنی باتون سے ہوتا خفیف **نقل ہے** کہ ایک بخیل ذلیل واہی حالت تباہی مین گھر سے کسی طرف کو راہی ہو گیا تھا اور اوسکے بعد اوسکی جورو نیک خو چرخہ زنی کرکے اوقات دبزات بسر کرتی تھی قضاے کاربقدرت پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر خوش تقریر اوس بیدل کے پاس سائل ہوا اس زن نیک خصال بے مال و منال نے اپنے اذوقے کا آٹا اوسکو اوٹھا دیا یہ احوال پر ملال اوس نیک خصال کا دریافت کرکے وہ فقیر صاحب کمال کہنے لگا اے زن پارسا باحیا تیرا کاردنیوی کیونکر جاری ہے یہ بات اوس صاحب کرامات والاصفات کی سنکر کہنے لگی اے حضرت سلامت اس شخص کا شوہر شکستہ کم بحالت تباہی کہین کو راہی ہو گیا ہے یہ روسیاہ بیگناہ شام و پگاہ چرخہ زنی کرکے دن رات اوقات بسر کرتی ہے **شعر** اور کیا تم سے مین کہون حضرت ۔ تم پہ روشن ہے سب مری حالت ۔ یہ سخن دلشکن اوس عورت نیکبخت کا سنکر درویش خیراندیش نے ایک کشتی بے مثال فی الحال جھولی سے نکال کر حوالے کی اور کشتی زبان کو دریاے بیان مین یون روان کیا کہ اے ہمکنار افلاس بے قیاس جسوقت تیرے بیڑے پر فکر اخراجات ضروری کی طغیانی ناگہانی موج زن ہو اوسوقت یہ کشتی چوبی دریاے بے آب مین زمین پر رکھکر یہ دعا مانگنا کہ اے صانع کون و مکان و اے مالک دوجہان بحق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام مجکو ایک ہزار دینار خزانۂ غیب سے عنایت اور کرامت کر اے زن پارسا باخدا باحیا اس کشتی بے بہا کے خواص سے تجکو ایک ہزار دینار ملین گے تو تیرے ہمسایون کو دو ہزار دینار بے تکرار ملینگے یہ مژدۂ جانبخش وہ نیکبخت سنکر کہنے لگی از ین چہ بہتر کہ میرے ساتھ اہل محلہ بھی خوش و خرم بے اندوہ و غم ہون کہ تا مجھپر کوئی رشک و حسد نہ لیجائے غرض وہ فقیر روشن ضمیر کشتی بے نظیر اوسکو دیکر اپنی راہ لگا اور اسکے بعد اوس زن پارسا باخدا نے زمین کو لیپ لاپ کر اوسی کشتی بے بہا کو رکھا اور یہ دعا جناب باری کی کہ الٰہی اکبر بحق حضرت خواجہ خضر

اس دل مضطر کو ایک ہزار دینار بلا تکرار خزانۂ غیب سے عنایت اور کرامت کی غرض حق تعالی نے اوسکی
دعا بصفا مستجاب کی یعنی ایک ہزار دینار تو اوسکو ملے اور دو ہزار سب اہل محلہ کو حصول بطور معقول
ہوئے الحاصل اوس دولت غیر مترقب کے حاصل ہونے سے سب اہل محلہ نے اپنے اپنے پختہ مکان
عالیشان طیار کیے اور اوس زن نیک خصال حور تمثال نے اپنی عمارت رشک جنت ایسی ایکبار
طیار کی کہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو یہ کہے **شعر** اگر فردوس بر روے زمین ست * ہمین ست و
ہمین ست و ہمین ست * اس عرصے مین اوس زن با حذا کا شوہر بحالت مضطر تباہی کا مارا
سرگشتہ و آوارہ اپنے گھر کی طرف جو آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام محلہ جگ جگ کر رہا ہے یہ عالم
وہ قرم دیکھکر ایک شخص سے پوچھنے لگا اے بھائی فلانے سپاہی کا مکان ویران کہان ہے
بارے ایک آدہ آدمی کے پتا بتانے سے اپنے مکان عالیشان کے پاس آیا اور کچھہ اپنے
مکان کے نشان کی علامت دریافت کر کے جو گھر کے اندر جانے لگا تو ایکبار اوسکے چوکیدار
کہنے لگے کہ اے کنگال بد خصال کہان جاتا ہے تو بھیک مانگنے آیا ہے تو باہر سے سوال کر
تیری جھولی تمنا کی یہان کے دست سخاوت سے پر ہو جائے گی یہ سخن دلشکن چوکیدارون کا سنکر
کہنے لگا کہ اے مردک مین اس مکان کا مالک ہون یہ احوال اوسکی جورو نیک خصال کے گوش
ہوش تک پہونچا تو چقین اور پردے چھوڑوا کے مکان عالیشان مین بلوایا الحاصل اوسکی نشست
و برخاست علامتون سے پہچان کر اوس زن پارسا با حیا نے غسل دلوا کر بلباس نفیس آراستہ
و پیراستہ کیا لیکن وہ بخیل ذلیل اپنے دل مین کہنے لگا کہ حذاوندا یہ خواب ہے یا بیداری کہ کبھی ایسا
دیکھنے کا اتفاق اس آفاق مین نہوا تھا آخر الامر اپنی جورو نیک خو سے پوچھنے لگا اے زن
باوفا سچ سچ بتا کہ تمام مکان عالیشان اہل محلہ کے تیری عمارت سے کیونکر بلند دوچند ہین اور
تجکو اے نیک خو یہ دولت اور حشمت کہان سے ہاتھ آئی یہ کلام اوس نا فرجام کا سنکر اوس
زن پارسا با حذا نے کشتی دریا نزاد کا احوال بے تامل اوس سے مشرح و با نوک زبان سے بیان کیا
اس بات پر کرامات کے سنتے ہی ایک دوہتڑ جورو کو مار کر کہنے لگا اے کمبخت سیہ بخت تجکو جوہر زنی
کرنا بہتر تھا لیکن اسقدر محلے کو مالا مال کرنا نہ تھا **نظم** خیر جو کچھ کہ اب ہوا سو ہوا * لیک کشتی تو
میرے پاس تو لا * دیکھون کیسی وہ پر کرامت ہے * کشتی کیا ہے کہ گنج دولت ہے * الغرض
اوس کشتی بے بہا کو زمین پاک پر رکھکر نا پاک کہنے لگا اے خالق اکبر براے حضرت خواجہ خضر
میرے دو مکان مع سائبان [illegible] کل لوم شوم کے دو مکان

ویران ہوئے اور اہل محلہ کے چار چار مکان بے نشان ہوگئے دوسرے روز وہ جگہ سوزنکشتی کو آگے رکھکے کہنے لگا
اے ذات باری بحق خواجہ خضر اس شخص کے گھر مین آس پاس پچاس کنوئین ہو جائین علی ہذا القیاس
اسکے گھر مین پچاس کنوئین ہوگئے اور ونکے گھرون کے گرد سو سو کنوئین بنے چاہ و بے خواہش کہدگئے
غرض تیسرے روز وہ غم اندوز یون کہنے لگا کہ اے صانع جن و بشر براے حضرت خواجہ خضر اس شخص کی
ایک آنکھ اور ایک کان دور ہوجاوے غرض تمام اہل محلہ اندھے اور بوچے ہوگئے آخرش سب اہل محلہ
زچ ہوکر کہنے لگے کہ یارو یہ بڑا غضب پر تعجب ہے کہ اس ملعون ذوفنون کا تو ایک نقصان ہوتا ہے
اور ہمارے دوہرے زیان ہرزمان ہوتے ہین القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہوکر اس بخیل ذلیل کے پاس آکر
کہنے لگے اے عزیز باتمیز اس حرکت ناشایستہ سے باز آ کیونکہ ہم ناحق ناحق پامال الم ہوئے جاتے ہین
تب تو وہ بخیل ذلیل بولا کہ بھائیو یہ کیا غضب پر تعجب ہے کہ مجکو ایکہزار دینار ملین اور تمکو دو دو ہزار دینار
ملین شعر ہاے اس رشک سے نہ کیونکر آہ + حال مجھ خستہ حال کا ہو تباہ + یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ
کہنے لگے اے عزیز ناچیز وہ جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کے پاس ہے تجھ خناس سے دو چند سہ چند
ہے اوسکو بخوشی و خرمی ہم سے لے اور اوس کشتی دریاے بہشتی کو حضرت خواجہ خضر کے نام نامی بناکے
چھوڑدے الغرض اوس بخیل ذلیل نے طمع زر نقد اور رشک اہل محلہ سے کہ مال بیزوال اس سے دو چند
پاتے تھے اوس کشتی بے بہا کو ایک دریاے ناپیدا کنار مین بہادیا اشعار وہ ہے شیخ سعدی کا مشہور یہ +
سخن سب جہان مین ہے مشہور یہ + سخیان ز اموال بر میخورند + بخیلان غم سیم و زر میخورند + **نقل ہے**
کہ ایک بخیل بیدل سے ایک عزیز باتمیز نہایت موانست رکھتا تھا اتفاقاً اوس عزیز باتمیز کو سفر درپیش ہوا
اوس بخیل ذلیل کے قریب آکر کہنے لگا اے یار وفادار یہ گنہگار دلفگار سفر وسیلۃ الظفر تجھ سے رخصت
اسوقت ہونے آیا ہے مگر بقول نخشبی قطعہ نخشبی تو فراق مرگ بدان + شاخ ما راہی ست برگ دگر + گرچہ
یک مرگ راہمہ دانند + فرقت دوستان ست مرگ دگر + اے دوست دلنواز و اے یار محرم راز اپنی انگشتری
طلائی مینائی کی مجکو عنایت بصد بشاشت کر تو مین اوسکو بجاے نشانی تا بہ زندگانی اپنے پاس
رکھون اور جسوقت اوسکو دیکھون تجکو دل سے یاد کرون تا کہ تسکین خاطر فاتر مجھ دور افتادہ غم
آئندہ کی ہو اوسکے جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے دوست صادق و اے یار موافق
تجھے اس انگشتری کی احتیاج نہین ہے اگر تجکو مجکو بادل شاد یاد کرنا منظور ہوگا تو جسوقت تو اپنی
اونگلی کو خالی دیکھیگا تو یہ کہیگا کہ فلانے یار غمخوار سے مین نے انگوٹھی طلب کی تھی اوسنے نہ دی
[illegible] سے یاد کر [illegible] مگر بخیل ناقص الدلیل قول نخشبی کا نہ سمجھا

قطعہ بخشی یار خوش کجا باشد * خدمت یار کن وے از حد * اہل تحقیق خود چنین گویند * یار بنگو بہ از
قرابت بد * **شعر** آشنائی کے حق کو اے مہجور * پر سمجھتا نہین کوئی مغرور * **نقل** ہے کہ ایک
بخیل ذلیل جسوقت کھانا زہر مار کرنے کو بیٹھتا تو یہ بات واہیات کہتا کہ میرے سامنے سے بھیڑ بھاڑ
چھوڑ دو * **شعر** غرض طرفہ تر ہے یہ ماجرا * کہ اک آدمی پر یہ کہتا سدا * القصہ ایک روز نوکر حیرت اندوز
نے کھانا کھانے کے وقت ایک ڈھیلا بڑا سا قاب رشک آفتاب مین مارا اور اوس طرف سے
منہ پھیر کر چپ کھڑا ہو رہا یہ ماجراے طرفہ برملا دیکھکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے ملعون ذوفنون
تو نے میری چینی کی رکابی خاصی کیون سنگ شرارت سے توڑی یہ کلام بادشنام سنکر وہ خدمتگار
زبان طرار کہنے لگا **نظم** مین کیا جانون کسنے درین ازدحام * شکستہ کیا ہے یہ ظرف طعام *
جو ہوتی نہ ہر روز یہ بھیڑ بھاڑ * تو کرتا پکڑ کر اوسے مار دھاڑ * سخن اپنے نوکر کا سنکر بخیل * لگا کہنے
نوکر ہے یہ پر ذلیل * اسے نوکری سے چھڑا دیجیے * اور اسکے عوض اور رکھ لیجیے * غرض اوس
مہجور یون ہی کیا * عوض اوسکے اور آدمی رکھہ لیا * **نقل** ہے کہ ایک بخیل ابن عزازیل
پاؤ سیر آٹا لے کر دو روٹیان ایسی پکواتا کہ ایک روٹی چھوٹی روغنی اور دوسری سادی اون دونون کو
پکواکے ایک رکابی سفالی مین رکھکر روکھی سوکھی دونون زہر مار کرکے خدمتگار کامگار کو اوسمین
سے ذرا بھی نہ دیتا اور کھانا کھانے کے بعد کہتا اے خدمتگار غمخوار یہ رکابی شتابی دہوکر طاق
تراق مین رکھدے یہ کلام نافرجام سنکر خدمتگار زبان طرار جی مین کہنے لگا کہ خشک رکابی کے دہونے
سے کیا حصول جو یہ نامعقول دہلواتا ہے غرض چار و ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کے موافق حکم
بجا لاتا اور سچ بھی ہے خاوند جون کا بھی بڑا ہوتا ہے **شعر** یہی جان کر دل مین وہ آدمی * نہ کرتا
کوئی بے عدولی کبھی * غرض اوس بخیل ذلیل کا تو یہ کلام مدام تھا کہ کھانے کے بعد اوس رکابی سفالی کو
دہلواتا اتفاقاً ایکروز نوکر غم اندوز کچھہ بھوکا اور پیاسا بیٹھا تھا کہ اسمین اوس بخیل ذلیل نے کہا اے
خدمتگار غمخوار اس رکابی عنابی کو دہوکر طاق تراق مین رکھدے یہ بات واہیات اوس بدذات کی
سنکر خدمتگار زبان طرار کہنے لگا اے صاحب کیا اس رکابی خالی مین پاخانہ بھرا ہے جو اسے
دہوکر رکھدون **ابیات** وہ ممسک یہ نوکر کا سنکر جواب * نہایت ہوا دل مین جلکر کباب *
جو مہجور ایسا نہ تھا وہ بخیل * تو باتون سے اپنے ہوا کیون ذلیل * **نقل** ہے کہ ایک
منحوس مکھی چوس اپنی اوقات دن رات ایک پیسے مین بسر کرتا تھا لیکن اوس شہر مین ایک خسیس
حریص اس سے بھی زیادہ سکونت رکھتا تھا اتفاقاً خسیس [illegible] منحوس مکھی چوس کی نحوست کا

شہرہ سنکر بعد مسافت اس منحوس مکھی چوس کے پاس آیا اور صرف اوقات کا پرسان ہوا وہ منحوس
مکھی چوس کہنے لگا اے عزیز باتمیز سچ تو یون ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عنایت سے دولت پرنعمت بزرگون
کی میرے صندوق نحوست مین اسقدر دی ہے کہ ایک ہزار برس اسکو بیٹھا کھاؤن تو بھی کم نہو لیکن
مین نے تو اپنی اوقات دن رات کی ایک پیسے پر اس طور سے رکھی ہے کہ پون پیسے کا آٹا اور
ادھی پکوائی ادھی کا شوربا یا گرمے کر کھانا اور بخوبی چین سے سورہنا یہ کلام اوس نافرجام کا
سنکر وہ بد انجام بولا اب بے تو نہایت فضول خرچ ہے **شعر** یعنی ہر روز کھاے اک پیسا ✤ کہین
دیکھا ہے بدمعاش ایسا ✤ یہ سخن دلشکن سنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے یار غمخوار تو اپنی
اوقات واہیات کا بیان کر کہ تو کسطرح شب و روز بسر کرتا ہے وہ خسیس طبع حریص جواب دہ ہوا
اے بدشعار ناہنجار اپنا یہ چلن پر محن ہے کہ ایک پیسا اور ایک رومال بے مال لیکر نکلتا ہون
اور بقال کو ٹھی وال سے اوس پیسے کا آٹا رومال بے مال مین لیکر ایک لمحے کے بعد سوہ آٹا
فاصہ واپس کر دیتا ہون لیکن اوس رومال بے مال مین جسقدر آٹا لگ رہتا ہے اوسکو الگ گوشے مین
بیٹھکر جھاڑ لیتا ہون پھر اوس رومال مین اور بقال بنک احوال کی دکان سے آٹا لیتا ہون ایک دم کے
بعد اوسکو بھی پھیر دیتا ہون اور اوس رومال مین پیسا ڈالکر بخوبی جھاڑ لیتا ہون غرض اس شکل
سے دو پھر تین پھیر پھرتا ہون اور ہر ایک سے آٹا لیتا ہون اور واپس کر دیتا ہون اس
عرصے مین جب میرے رازقے کے موافق آٹا خاصہ جمع ہو جاتا ہے تو ایک بقال سے
نمک بیدہر مگر ذرا سا مانگ کر دریا کے کنارے جاتا ہون لیکن اس عرصے مین جب تک آٹا
لیتا دیتا ہون تبتک راہ باٹ کی لکڑیان چیٹھیان چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل
اوس آٹے کو دریا کے پانی سے گوندہ کر اون لکڑیون کی آنچ مین موٹی جھوٹی روٹی پکا کر بغل
مین داب کر ہر ایک گلی کوچے مین پھرتا ہون جسوقت کہین دال کے بگھار یا گوشت بھوننے کی
بو باس میری ناک ہوسناک مین آتی ہے وہین بیٹھکر بہ لذت تمام اپنا طعام کھا لیتا ہون

مثنوی میری تو اسطرح سے ہے اوقات ✤ ایک تو بدمعاش ہے ہیہات ✤ سنکے
منحوس بولا یہ تقریر ✤ بولا میری معاش ہے توفیر ✤ سچ تو یہ ہے کہ تجھسا دنیا دار ✤ مین نے
دیکھا نہین کوئی اے یار ✤ بسکہ مجبور کو بکو ہر سو ✤ کہے لعنت ہے بر تری وکدو ✤ **نقل ہے**
کہ ایک منحوس مکھی چوس اور خسیس حریص سے باہم ملاقات جو ہوئی تو آپسمین اپنی اپنی اوقات واہیات کا
احوال بدمعاش اعمال بیان کرنے لگے منحوس مکھی چوس بصد تحریر بولا کہ اے یار غمخوار مین

تا کام ایک چہدام کا گھی چھوٹی شیشی مین بھر رکھتا ہون ایک برس کے بعد پھر لیتا ہون اور اوسکو اسطرح
صرف کرتا ہون کہ جسوقت کھانے کا وقت آتا ہے تو اوس گھی کی شیشی کو کھچڑی مین گاڑ دیتا ہون
اور اوسکی بو باس بقیاس سے کھچڑی بشوق تمام نوش جان کرتا ہون مگر لقمۂ اخیر مین بلا تا خیر
ایک رتی وہ گھی ماشاء اللہ البتہ لگا کر کھاتا ہون غرض ایک سال کے زوال کے بعد وہ گھی خرچ
ہو جاتا ہے پھر شروع سال یہ بدخصال اور دہیلے کا گھی مخفی خرید کرتا ہے **ابیات** یہ سنکر
چلن اوس بداعمال کا ✣ لگا کہنے تو ہے بڑی چال کا ✣ چلن والون کی اسطرح جیسے معاش ✣
نہین ہم نے دیکھی کہین فاش فاش ✣ اے عزیز بے تمیز اپنا تو چلن پر فن یہ ہے یعنی کھانا کھانے
کے وقت لقمہ بناتا ہون اور گھی کی منڈوی کیطرف دکھا کر کھاتا جاتا ہون اے یار غمخوار اس شہر
غدار مین ایسے بڑے بڑے لوندے گھی کے ہر لقمے کے ساتھ بے آفات کھانے مین آتے ہین
کہ جسکے بیان مین چرب زبانی نہین ہو سکتی **نظم** یہ سنکر وہ منحوس کہنے لگا ✣ چلن والا
تجھسا نہین دوسرا ✣ ترے سامنے واقعی اے عزیز ✣ چلن مین نہایت ہون مین بے تمیز ✣
ہمارا تو مجبور ہے یہ مقال ✣ سگ زردہ ہے تو یہ ہے شغال ✣ **نقل ہے** کہ ایک
عورت خسیس حریص ایک زن پارسا باحیا کو رشتہ داری قریب کے باعث سے اپنے گھر مین وہ
کیا فی برائے مہمانی لائی دو چار گھڑی کے بعد کہنے لگی اے بی بی کچھ کھانا کھاؤ تو تیرے
واسطے پکواؤن اور مجکو تو ابھی بھوک نہین ہے وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی اے بی بی ابھی کیا
جلدی ہے جو کچھ گھر مین پکے گا مین بھی وہی کھا لون گی یہ سنکر وہ عورت پر فطرت چپ ہو رہی
بعد گفتگوے بسیار پھر وہ زن مکار بولی اے بی بی دوپہر تو ہونے آئی اب تیرے واسطے کھانا
گوشت وغیرہ منگواکے پکواؤن اسمین وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی کیا مضائقہ ہے یہ کلام وہ
بد انجام سنکر کہنے لگی تو نہ کچھ کھاوے گی نہ پیوے گی میرا کھانا ناحق پکا پکایا خراب جاوے گا یہ کہکر
وہ عورت پر فطرت پھر ادہر اودہر کی باتین کرنے لگی اسمین وقت اختتام شام کا ہونے لگا تو وہ
عورت بدخصلت کہنے لگی اے بی بی اب بھی کچھ نہین گیا مگر گوشت تو اسوقت نہ بہم پہونچے گا
کہو تو بھونی کھچڑی تھوڑی مین دل بریان تیرے واسطے پکوا لون اوس زن پارسا باحیا نے
کہا مضائقہ پھر یون جواب دہ ہوئی کہ بی بی تو نہ کچھ کھاوے گی نہ پیوے گی یون ہی بیدلی سے کھچڑی
کا کھانا خاصہ ناحق خراب جاوے گا قصہ مختصر اوس بیچاری آفت ماری کو دو روز کامل اسی
طرح وعدے مین رکھا لیکن کھانا ذرا بھی نہ پکوایا تیسرے روز اوس زن جگر سوز سے کہنے لگی اے

بی بی آج تین دن ہوئے ہین کہ تو نے پان اور پانی کے سوا کھانا نہین کھایا اگر آج کہو تو روٹی
گھی چپڑی شکر سے طیار کرون بھلا اوسی کو ذرا منہ مین ڈال لینا اتنا تعلق اسے رشک حور کیا ضد
یہ بات واہیات سنکر وہ نیک صفات کہنے لگی اسے ناپاک زبان چالاک **ابیات** نہ نکالی
ہے نے کھلاتی ہے + بات ناحق کو کیون بناتی ہے + تو وہ عورت خسیس ہے بے پیر طفل کو
رکھے جو سدا بے شیر + یہ سخن دلشکن اوس زن پارسا باحیا کا سنکر کہنے لگی اے بی بی تو بھی اپنا پرایا
کتنا سمجھتی ہے کب تو نے کہا اور کب مجھ ناشدنی نے تیرے واسطے کھانا نہ پکوایا تب وہ زن
پارسا باخدا خفا ہوکر بولی اے کمبخت زبان سخت کمین یہ بھی سنا ہے کہ انسان یا حیوان بے کھانا
کھائے رہتا ہے کیا تجکو نہین سوجھتا تھا و یا آنکھون سے اندھی ہے اور اسکے سوا جب تو نے
کھانا پکوانے کو کہا مین نے کہا کیا مضائقہ ہے تو وہین زبان خست دراز بے انداز کرکے بولتی
تھی کہ کچھ کھانے کی نہ پیئے گی یون ہی بیدلی سے کہتی ہے اسکے جواب مین پھر وہ عورت پرفطرت
بولی کہ اے بی بی مین نگوڑی نجانتی تھی کہ تو سچ سچ کہتی ہے لیکن خیر اب تیرے واسطے کھانا
معقول معقول پکواتی ہون دیکھون تو کہان تک کھاتی ہے یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر وہ زن
پارسا دل صفا کہنے لگی کہ اب کچھ احتیاج اس بدمزاج کو کھانا کھلانے کی نہین ہے کیونکہ سے کا
روزہ سے ہو چکا اب مین اپنے گھر جاکر افطار کرلونگی اسکے جواب مین کہنے لگی خیر بی بی جسطرح
تیرا جی چاہے تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنگ مزاج ہے تیری خفگی بیدلی مجکو منظور نہین لیکن
بارے خدا واسطے یہان پھر تشریف فرما ہونا کیونکہ مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجا لائی
یہ بات واہیات سنکر وہ زن کہنے لگی اے بی بی **نظم** جو تیرے گھر مین مہمان آئے
کھانے کی جا وہ آہ غم کھائے + آخرش کو وہ زن خفا ہو کر + بھوکھی پیاسی گئی بس اپنے گھر +
پھر نہ مجبور وہ کسی کے یہان + اپنے بیگانون مین گئی مہمان + **در خاتمۂ کتاب گوید**
بفضل ملک الوہاب یہ کتاب انتخاب مرتب بہ نہہ باب پر از حکایات نایاب مسمی بہ انشائے
نورتن رشک چمن مہجور دل رنجور پر قصور بے شعور نے اختتام کی لیکن دوستان صادق
اور محبان واثق کی خدمت فیضدرجت مین عرض ہے کہ اس انشائے لیلی نژاد کو ناقۂ فکر
محمل نشین کرکے طبع وحشت زدہ سے وادی عبارت پر فصاحت مین مجنون صفت ساربان
با مہار معانی کی ہے جس جا گام ناکام اشتر الفاظ کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو اوسکو بہ
شفقت سے نجد صحت پر پہونچا دین اور اگر اس گلدستۂ نورستہ کی سیر بہار سے